

# پنجی تا

CHECKED

مترجمہ حقیقت آگاہ معرفت شناس بحسب ائمہ والدین حضرت شیخ وجہ الدین

۱۳۸۷

CHECKED  
1987

رحمۃ اللہ زبان کھنی

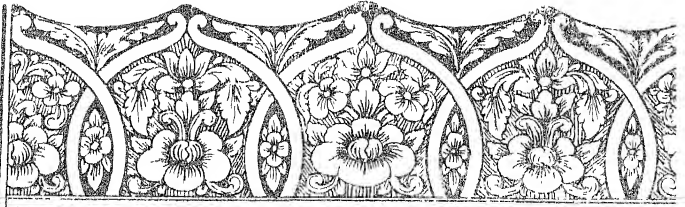
حسب غائبین

منظر فیض عظیم بیان قاضی نور محمد ابن قاضی عبدالکریم صاحب جرت

مطبعہ نایابی کرمی پریس پین چھپر شایع ہوا

۱۰۰۰ عدد

بار دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہیں پیاسے سخن آنا کر	سرسبز غنہ کی بات آواز کر	شوق سے لکڑی بنا ایک چنچریا	جور ہے نزدیک عالم کا ہوا
محنت ہے تیرا آستان	احدیت کا راز سب تجھ پر بیان	وحیدت کا ہے تجھے سرا ریا ر	تو ہے وحدت کا سن اور راز دا
جام عشق کا ہے پرست	تو کیا ہے لذت جام الست	کیا کہوں اے صاحبِ پیروک	جالے تیری بات سننے پر سوک
اب تک زبان تو حب سے	دور تر ہو شرک اور تقلید سے	پاک دل سے یا وگڑاں پاک کو	جن دیا جو اس مٹی بھر خاک کو
مے بہتہ کینا بوجہاں	ساتھ بننے جو زمین تو آسمان	خالق جان صانع مہر و کل	جسکی پیدایش تو ہے نیاز و گل
لیکن تو بے غلت نہیں	گل کو کھینکے تو بے حرکت نہیں	دور رخ و حنت نہیں مجھے مصحت	غوب ہے معلوم سکوا سکی گت
انکھیاں نہ کچھ بہا بہکنا	کیا حیران کیا جاوی کیا جرات	کیا زمین کیا آسمان کیا چاند و سوا	کیا رین کیا روز کیا غلات و دوا
رد کچھ تو کچھ بکا رہیں	نیں ہر وہی شے جو کچھ درکار نہیں	ناپے کوئی بات اس کے حکم مانج	کچھ نہیں لیکن کسی سے احتیاج
ن و فرزند اس کو شال	ملک کا میسر کیے میروال	ہے منہ سب سے وہ چور دگا	نادر سے قدرت کو اسکے ناپار
لودن کا کبھی کرنا کہیں	روز کو شب کا کبھی کرنا جو بس	گرچہ بند ہیں آگ و آب خاک و باو	انگل قدرت سے ہر جا و نہیں بناو
یا نشی سے آدم کا وجود	پس کیا وہ فرشتوں کو سجود	جو ہوا و نور و غوری مے مست	نیجان چھڑے نہ کیا اس کو است
محب تیرا کہتے اے وحی	جو جی رنگ سیہ سے اونٹنی	تو دیا دوجھا نک کر دیئے نیل	موی و موی کے لشکر کو سیل
بابا بیدار کو تو فرمان دیا	فوج ابرہہ کے تین غارت کیا	تو کیا جب لطف اپنے پر نظر	ہوئی اگر گشتن خلیل اللہ پر
ن اپنی جہنم دیکھا تو فرائے	گل گئے جو چھوڑ کر جو پائے	آخری مطلق کو تو گویا یکب	در جس پر سب فصیحاً نے لیا
نکس کا کلک کب شمار کوٹ	جیو پایا ر دو کو تو نہیں بات چو	اے خدا تجھ کو خدائی ساز و ار	جو بہن تیری قدران یوں مشا

فکر  
کار  
ایار  
عجز  
لاوا  
لاو  
د  
شو  
گر  
مر  
ور  
نیز  
ب  
لا  
ب  
ار  
ب



کسکو اندازہ جو کچھ قدرت کو پہلے فکر سے اسکی جو بن جڑیں لگا کان چھ بچارہ اوسیرغ کان کیا یہ قدرت ہو جبر جانت پار عجز نس ہے محکوم ادا دی سنے لاوالا اللہ کی برکت سے مجھے لاوالا اللہ کا دے مجھ چہ راغ دے مجھے نصرت کا تو دستگاہ شوق میں اپنے مجھے سرگرم رکھ گرج میں میرے گناہان میثار میں تو کیا ہوں رزق پروردہ ترا	آدی بیان ہوش ناسپ گٹھا مخلل رستے میں ہو کہ لنگ کان رہن پامال در کان آسان کس طرح کہیں کر سکے اسکا شمار وادی پھرت ہے آبادی سنے بہرہ و کردین کی دولت سے مجھے گور میں میری ہے ہون پڑ فراغ جو تجھے دیا ہے دولت پر نگاہ دین اور دنیا میں میری شرم کہ پس ہوں تیرے فضل کا امین دار سر سے بالک تک گدہ بردہ ترا	کیا ہماری فکر کیا وہم و فنیاس کان یہ درہ کان وہ خوشید نیر کان پیر پیرشی اور کان اسکا خد کیا زبان میری کہاں تیری ثنا عاقبت میں بندگی کی راہ سے لاوالا اللہ سے میری زبان کیا پیر اکھر محمد کا ہے یہ لطف سے دینے بیٹیا کو جنتی بخشدے میرے گناہوں کو تمام کر نہیں میرے گناہوں پر نظر جو مجھے پلا ہے نوست و خراب	کیا گناہ جو ہو سکے قدرت شمس کان یہ قدر کا وہم و فنیاس لیجوں سے کہ ہو سکے گناہان کیسے آماں پور کیا ہوا پناہ جی نہ صبا ہوا ہوا ہوا ہوا اکرشادہ چھوٹا ہی زور عیان دست تھیب لے کر ہو کا ہے یہ کر ہے لے قاعدت میں سختی تیرے تیرے لے ہو کا ہے یہ کر نظر بار بار ہے تیرے منسل پر ناہی ہے ہر وہ بکری کو آب
--	---	---	--

دربیان مناجات شیخ فرید الدین عطار مستمل بر حکایت وزو کہ مسافر البعارت بردہ و بازار ہانکو و شوق

شیخ عطار آشنائے سز و ساز بعد ازان دور گایا لانیکیو تنیع ہاتھ لے کھانا تھار وٹی بکدہ بعد ازان وہ رہن شوق شیرست بس کہا ہوا جانیسے شیخ بہان	کیا کئے ہیں طرہ نقل جان گلزار تاشے سر کاٹ اسکا بید یغ لیکے آیا تیغ رہن بنے شکوہ پیش آیا عند خواہی سے نہٹ کاسے خداوند کریم مہربان یہ دعا مانگی ہے گرجہ تیغ پس	کس مسافر کو ملا کوئی راہنرا از قضا بھوکا انتخاب چارہ وہ دیکھ کر پوچھا اُسے رہن کہ تو کای مسافر جا تو اب آراو ہے میں تو تیرا رزق کجا یا سب عمر بخش و جالین کو تو فرما دوس	لوٹ لیکر اسکو ایسا کھو کو دن لا دیار وئی اُسے نہ نہٹ کی چو کس دیار وئی کہا تیری وہ جو مازار وئی کھلا سداو ہے بس مجھے بھی فضل سے آراو کر
--	---	---	---

در لغت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علی الفہ علیہ وسلم			
اے میرے پیارے بچے جو کچھ نعت سوا محمد کی کھول اپنی زبان	بول مجھ پر کچھ شیخہ سخن جو ہے وہ سچ و قاف لاسکان	اے شکر گفتار راوی بات کر شایاں اوج مازع البصر	بات ہر ایک جو نہ ٹھی نوبات کر بہرید ایوان باغ بہشت در

عبد اللہ بن مسعود

ہزار فردوس برین	طوطی شیرین بان طوطی نشین	وہ رسول پاشی محبوب رب	سرور ملک عجم خسر عرب
سب معراج تاج صفیا	رہائے انبیا اور اولیا	آفتاب شرع و شمع نرم دین	نور عالم حسہ تلعا لملین
یاعلم بادشاہ و دیوان	پیشوائے آشکارا و نہان	مہترین بہترین کائنات	سایہ حق ماہتاب نور ذات
پڑا اس نور کار و فرخ جھلک	صورت پستی لیا ملک و فلک	اصل موجودات اسکا نور ہے	جس سے مخلوقات یہ مہمور ہے
اے سکین یہ دونوں جہان	اک ذرہ ہے یہ جہان و دہ جہان	تو نہ تو دہ جہان کی اُن پہ ہوئی	اگلی سر نہان کی اُن پہ ہوئی
ہوا جب ہمیشہ شہر لگ	اتنی کیلا دین لکے یہ دو جگ	آج لگ ابسانی کوئی نہیں ہوا	گرچہ ہر چار بنی ہر کین ہوا
ہر ٹھکانے تھے وہ	کوئی ہوا ایسا دو جگ کو بھڑائی	حشر تک ہوتا نہیں بھر کوئی نبی	جسکی امت خف و کل ہوں سبھی
ہم حق انیسر کیا	کئی ہزار ان معجزے انکو دیا	جسکی انگلی کے اشارے چندر	ہو گیا دیکھا ملک نیلے چرخ پر
اوو نوں کجوں کو دربان	نقش تھامہ نبوت کا نشان	دیکھ حرمت اعلیٰ حرامت منے	غول ملعون مین ہوا ملت منے
بھی کیا مین حق خطاب	مین ٹھہرایا بعد مین لکے عذاب	گرچہ علیٰ قسم باذن اللہ کر	گورے مڑے رٹھائے مین مگر
لے کے اتنی بھٹے فقیر	تم باذنی کر اٹھائے مُردہ پیر	حشر کے دن سب باناں ایفان	کوئی رہ گیا مین ہوا اسکے زبان
لکے ہے آؤ تو مقام	کیا اچھے گاس نر زیادہ و ستاد	جہان نہ ہو گا کسکو کسا آسرا	آسرا وہاں خواجہ ہر دوسرا
عاصیہ کے عذر خواہ	مانگ لے حق ہی ہماری بھی پناہ	ہو خلاصی ہو کبھی روز جزا	آسرا مین ہو کسے نیسے سوا

اور شرح اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ بدین صفت موصوف ہووند

ایک خاص چار صاحب مین	دین کے نسخے کے چاروں بار مین	اولا صدیق اکبر یار غار	دوسرے عادل عمر صاحب وقار
ان تیسرے صاحب جبار	شیر حق چوتھے علی مرقن	دین احمد کے مین یحیٰ و یونس	صدق دے دے و فخر جانے تون
دین و کم ایک جناب	فضل مین چار دین براب مین صاحب	ایک یحیٰ و مین یحیٰ و چار دے ایک	اعتقاد اپنا رکھن چار دے ایک
بے مین ہو کر مہم	حیدر کرار شے تھے کینہ و	جھوٹ ہے بیات کہتے ہیں جو	کوئی نہ تھا آپس مین ہرگز کینہ جو
ن ہو گیا کوس سبب	جو تھے کچھ کچھ سکودنی کی طلب	یہ خلافت دین کی پہلے عزت	جس نے حاصل تھا کچھ کچھ شیر
بازی تھا کچھ کام وان	ایک دم سکون تھا آرام وان	کا فونکے ساتھ انکو جنگ تھا	کیا کہوں تجھ کو پاکیزہ رنگ تھا
نہ ہاتھ لگتی تھی جہان	بانہ دیتے تھے برابر سکون و جان	قصر و فاقہ سے اٹھا ہر اک کو کام	ناخلاف مین کسے امید و دام

وہ غلیف کچھ نہ تھے ابھی مثال	جو جو انکو ذکر تو ہو ملک و مال	وہ تو ملک مال سے بیزارتھے	خاص حق و دوستاؤ دیندار تھے
	وہ تو دلائم تھے طلب بین بین کے	ناتھے دنیا کی رسم و رکن کے	
وصفت اصحاب کبار امفضل صحابان رضوان اللہ عنہم یا یکدم مقتفی ہو وند			
کیا تھا صدیق کا سن زباکم	جو پھر تھیں مین کپڑے تھے ہم	وہ بولے بات کچھ بے احتیاج	نہیں رہا پیارے حق کا نام باج
جو تھا سینے میں نبی کر فیض رب	فیض تھا صدیق کر سینے میں رب	ہمکے سینے میں ہوئے فیض نبی	کیوں رکھے ہمیں تو س کی کبھی
جسکو نہ رہتی کے تھا ادب	بیٹھے وہ نہ بین نبی کے ٹھا رکب	حُب جو رکھتے تھے خلافت کا اگر	تو قلیف فکر کے بھلائے پسہ
کب مٹوئے خلافت کے دھنی	کانسے ہوئی دین کی یہ روشنی	اس خلافت کا کہوں تجھے بیان	جو گونا گونا جائے تیرا ہوش بہان
یہ خلافت وہ ہے جو عادل عمر	مارا لے تھے ورنے ک پیسہ	پس کہ میں جاتے تھا زباں و جمل	اکسوں میں کہنے آگے سے نکل
ہاتھ سے ایٹان نہاتے تھے کبھی	سر پہ لکڑیاں لانے جنگل کے کبھی	بیٹھے سفر سے چب کھا زطعام	سات لقمہ کما کے بس کر و تمام
سالے کا کچھ تھا انکو انک	سر کس تھا انکو سالن زونک	جب تک موعین نیند کا آنا خار	خواب کر کے فرشت رکھ سر کو تلبا
رات کو کا ڈھ پیکر شک آب	نیر سپا سو کو پلاتے وقت خواب	رات کو شکر کے چوکیدار ہو میں	نیند بھر کر کہ اپنے ٹھارو میں
چھاٹ جانا جو کبھی جانہ نکل	وہاں لگاتے تڑپ چڑچاٹھگل	یہ خصال سن سبھی غمان میں تھے	مقتفی اوج جامع القرآن میں تھے
گر نہ کرتے جمع عثمان یہ قرآن	دین کی دولت کہو رہی کہاں	کیوں نوکر تا بغض اُسے بد نہا	بہن میں قرآن سے بھگو اجتہاد
ہو ویگی جبکی خلافت اس وضع	ظلم کے کسپر سنگے کس وضع	مقتفی انکو تو نہیں مظلوم بول	حق اپنے انکو تو محروم بول
مقتفی تو تھے خدا کے شبیر نہ	ظلم کر سکتا ہی کیوں کوئی شیر نہ	تو نہیں اپنے سن اسکو سمجھ	جو پڑے غمور سے یا ونسے الجھ
جائے جب تجھے حکم صابجی	دکھو پیر کا دل سے تیرے سبھی	وہ تو دیکھ سکھ میں تھی اتفاق	دل سے کہنے تھا کس کا اتفاق
تو جو اپنے زمین کچھ کرتا ہے ہوش	مقتفی تو یوں تھے ہرگز خوش	مقتفی ہوتے اگر تیرے مثال	کون کہتا انکو شبیر و الجلال
خوب تھے تیرے وہ مردانہ	کیوں کہے ہیں کسے تم شور و زور	وہ کس کی ایک سب غمخوار ہیں	ان خیال سے ترے بیزار ہیں
کیا تو سمجھا ہے گل کو اس عزیز	ہے نہیں کس بات کی تجکو تیز	کچھ فضولی زمین اپنے کہ نہیں	کینہ کس کا اپنے زمین صحر نہیں
	بت پرتان کچھ پرتا ہے خلائص	نہیں مگر تجھے نبی کے یا خاص	

وصفت پیر کز کفر مقدس از فہر سبا آورہ سلیمان علیہ السلام را رسانیدہ و معتد شد و مرتبہ یافت



	در سخن بلبل زار مست گلزار گوید		
درد دل مٹھی زبانے بول اٹھ اس لوہے کو نفس کو خون موم کر	واہ والے پنجی بیب عشق شوق سے دیکے زار غول اٹھ	واہ والے بلبل گلزار عشق ایکدم الحان داودی اٹھا	
	زرد داودی کی خواہش ہو اگر عشق میں بکے داودی ہم	جیو کے جگ کو کاپس سے بندلا جب لو یا یوم سا ہو سے نرم	
	در سخن طاووس دربان بہشت گوید		
تاہرے دور بہشت سے یار پائیگا تو کس وجہ اسرار کو	نغمہ اکدم کو لٹھ خوش پست سناپ کے سنگ کی کیا ہے تکفوا	واہ والے نور دربان بہشت کر دیا ہے نفس نے تجھ دل سیاہ	
	جب ملک مار نہیں تو مار کو پائیگا آدم کی نکت سے بہشت	گم کیا ہے سدرہ طوبی کی راہ مار والیگا جی تو ریا زشت	
	در سخن طیر کہ در چاہ ظلمت از خودی شد		
گردانہ حار ہو یا کس کس سے اس کوئین سے باہر بیفان	تو ظلمت کے کوئین میں بند ہے مصر میں غت کے کرنا بطون	واہ والے تیز رو پنجی طیر گرو حافی ہے اجالے کا خیال	
	پائیگا مجلس میں تو بیف کی راہ	ہو بیگا جب مصر میں تو بادشاہ	
	در سخن قسمی کہ صد اسے خود دہنہ		
وہم پکڑ رہے تین تپے کو ترک کر دکھتا ہے حسین تو کو کو جفا	ہو نہ تو مغرور اس آواز پر قصر دیا گیا ہے دنیا تو فدا	واہ والے قمری دسار ہو جب رہیگا دم پڑا ہی نہیں	
	منس ہوئے کرینگے تجھ کو جس	ہو بیگا جب کسی ہو جو سے خلا	
	در سخن فاختہ آواز باخست گوید		
بیوفائی سے نہیں دکھا جفا بعد از ان معنی طرب تو بھی لجا	سے تری گردن ہر جھوٹے وفا آخوری سے باز نہ ہو کے جفا	واہ والے فاختہ شیرین صدا گر خودی سے ہے تجھ کی توجہ	
	لا کے دیو بیگے تجھے آب حیات	ہو بیگا جب تجھ کو معنی میں ثبات	
	در سخن باز پُرا ز حرص و آرز گوید		

واہ واسے پانچیل واہ واہ	اکثر کو ملین ہے نہ لاکھ ہونا	کشتی سب چھوڑ ہے تیرنگون	درست کرد کو اپنے غرق خون
لے تے ہے بہت معنی بلند	دل نہ مار دینا ساتھ بند	گردنیا پر نہ عفتی بنی نگاہ	لکھ زبان سر پر بزرگی کی گاہ
	جایگا دونوں جہان سے جگندر	بیٹھ دو اقرین کے جا باقیہر	
	ورنم مرغ زرین کہ آواز نشین مہدارو		
واہ واسے مرغ زرین باصفا	واہ واسے نشین مدرا نوا	جو کچھ آگے آئے اس کو جلا	نوشہ حکو جگ سبکی جگ سے لگا
جائے الگا تو کچھ یہ ہے خوب	حق کی مہانی کے آگے وے نب	جب ہوا دل واقف اسرار حق	وقف کر کپس کو نور کا رقی
	جب ہوا تو کام میں حق کے تھا	تو نہ رہو سے حق رہیگا واسلام	
درختن ہمہ مرغ خان کہ با یکدیگر حد سے رہے پر اشتیاق نظر می آ رہے کہ دما حاکم بیت گوید			
ایکدن سب جگ کو چلیے جانور	لے بیٹھے جمع ہوا کٹھا پر	شوق سے لگے لگے رہے	راز دل بہر اک لگا دیاں کھولنے
ناگہان باتوں سے کلی بات یوں	یونہی کوئی بادشاہ کچھ نہیں کیا	اور ہر فرقہ کا ہے اک بادشاہ	بادشاہ اپنا نہیں یہ کیا گتہ
بادشاہ ہمیں نہیں کسے کہیں	کام کچھ ہوئے تو کس پاس جانیں	یہ جان تو ہے پر از خوف و خطر	الحد خوف و خطر سے الحد
کوئی بردہ کی کرت جاوےں کہاں	واپس نہ رنج کی پاؤں کہاں	کیون بچے کھول بن کر کوئی نہ	یا پو مانی باغ میں پر تے دکنند
اے دروغا بادشاہ بن کیا کریں	روز اپنی زندگی کے کیوں بھریں	آس نہیں کیوں کریں ہر زندگی	جگ منے ہے زندگی غم زندگی
در مقولہ ہمہ مرغ خان وجواب دادن ہر دیکر اے رہنمائی و انایان و و انموذیل سلطان و الاول و الآخر			
اس وضع چکھیں گے جب کیا جا	بول اٹھا ویسے میں پد نامدار	اے عزیزان بات یہ کرتے ہو کیا	میں یہ وہ وسط چپ دھڑو کیا
کیوں پڑی ہر وضع غفلت منے	کفر ہے ہر مذہب ملت منے	کفر سے توبہ کرو توبہ کرو	بادشاہ کی ذات میں تنگ دھڑ
بادشاہ کو نہیں کہنا کیا بات ہے	وہ تو دائم قائم سکے دان ہے	وہ تھا رہے باج کچھ عاجز نہیں	بادشاہ کو نہ کہنا جاؤ نہ نہیں
گر نہیں بات کی تم کو خبر	بات میری ملک سنو تم کان ہر	میں سچا ہوں پس کر شاہ کو	ڈھونڈو دھار ہوں سکے بن گاہ کو
کئی مدت تک میں سلیمان کو سگ	صدق و حاضر ہا ہوں دولت	نہیں ہوا الکن حضور سے جدا	رازان اسکا ہوا ہوں میں سدا
وے فیجے ہو گا ہی بھجیں مام	میں ہوا اسکا سدا جو سے غلام	وہ رہے نابالغ میری یک نفس	بچہ کچھ ہی ہدیہ کو اتنا قدر بس
ہوتے ہیں محکو کبھی نامدار	میں گیا شہر سدا کو جان گذار	میں سلیمان کا لیا کر خط شتاب	لا دیا بغیر کا پھر وہیں جواب

مشفق بخیرم کیستے راہ کا	شوق پرکٹ شاہ کی درگاہ کا	لیکن آخر دیکھ کر رستا کھٹن	نہیں تجا حیلہ کسے کچھ عذر نہ
	برضا و رعد ہر اک بات کا	دریان لانے لگا ہر صحت کا	
	حکایت عذر آوردن پہل پیش ہد ہد		
سب کچھ سوچ پہلے بلبل نکل	برنجے غین بچول بھی ہوئے گل	منقریر یہیں بھی ہے بوئے گل	بکا باون بال ہر سب تن میں گل
عشق کے بندے بنت جیو مرا	نہیں کیسکے سا نہ ہر گرجتہ مرا	جگ میں غوغا جو مرے شوق کا	کچھ عجب سووے میرے شوق کا
عشق نے شہور کدی ملک میں	ہوئی سن ہوا سلسلے سب غل میں	کسکو ہے میرے رخ مودا عیش	کون ہے مجھ سار کا پتہ عیش
ہر لہر گل میرے ہی سے پرورش	عاشقوں کے دل میں میرے پیش	جہ عشق میں میرے لانا ہو دُ	جیو دریا میں کرتا ہے شور
کان ہے کوئی راو و حینا تنلا	جاسنا و نمین جسے اپنا گلا	نغمہ داؤد سے بانچون زبور	کر سٹوں دل عاشقوں کے چوڑ
ہے میرے ہر ایک چمن میں تارہ راز	ہو رہی ہیں سب گان جیو تار سار	جھف کوئی اس راز کا واقف نہیں	سازا و آواز کا واقف نہیں
کان دھڑا و آواز میرا جو سنے	مست و بخود ہوا پد کسے سنے	کھولتا ہے جب میرے شوق لب	جیو میرے سنے نہ کھلتا ہے تب
پاس مع شوق کر پاؤں جہاں	شوق سے پرواز جادوں ہاں	جسکے گلشن نہ کھلتا ہے چول	جیو مرستی منے جاتا ہے چول
جب ٹھکراؤ نہی گلشن سے بجا	جیو میرا نہ ہوئے غم سے خارا	خون نہ میں آتا مجھے تب بولنا	زیر دستا ہے مجھے لب کھولنا
بولنا لب کھول کر ٹھکراؤ نہ بجا	راز میں کا بتاؤں کیونکہ پائے	چھوڑ کر میں چول کو جادوں کہاں	دھونڈے میرے کھ پادوں کہاں
میں کہاں سحر کی درگاہ کہاں	مجلد اسکی بارگاہ دل کہاں	عشق گل مجھنا تو ان بلبل کو بس	کیا مجھے بھرنے کے لائق ہو بس
طے کرو نہیں کس طرح راہ دراز	کانسے لاؤں راہ کا میں گسار	برگ میری باٹ کا صدر برگ بس	دیکھتے جسکو بڑھے چوکا اس
	بس ہے مجھ کو عاشقی آروئے گل	منقر کوکانی مرے ہے بوئے گل	
حکایت جواب دل ہد ہد			
بعد ہد کا سنو تم یہ جواب	عشق نے گل کے کیا نکاح جواب	جانتا ہے تو کہ گل ہے بے وفا	بے وفا نے گل کا کیا انصاف
خو بہر چند ہے گل کا جمال	لیکن کھوئے تھے میں زوال	حسن میں آوے خلل جسکے شباب	کامو نہ تو عشق اسکا میں صواب
چھوڑنے لب نام گل تو بہر	تجھ پہ خوش نہ تھا ہے ہو کہ جانو	تو نہیں گل دکھ دکھا دیا تجھے	پہنا گل کا رلا دیا تجھے
حکایت دختر بادشاہ			

بریں بھوک واک دوتھر لوٹھوٹھوٹھا ہوا یہ بھوک لڑا لڑکی جو خواب بے جوہر کہو کیا لے کام کے بعد جھکو جسے سنجو بے جھکو لعل گو کہریان	بس ہے میری پاپس کو کیگر کرنا لگت ہے صبر جھکو کھٹن دل اپنے کپٹے کش میں جون طاب زندگی ناچیز ہے اسکی تمام جیب پر میری ہے ہنت یہ گفتگو سرگدا کو بادشاہ لگے ہ کہان	جب سے گوہر کا پڑے دل میں تاب اس دنیا میں جھکو ایسا قوت ہو عشق گوہر کا نہیں جس کے میں تو ہوں عاشق گہرا کماست غم سے گوہر کے مرا جی مبتلا میں کہاں کیا شاہ کا پاؤں سال	رات کو دکھنا مجھے ہے آفتاب کیون نہ میری خون رنگ یا قوت ہو مجھے تو چشم بے جوہر سے جانتے ہیں جھکو سب گوہر پرست جب سے دل کو فروز شب ہو مللا کان ملے مجھ پر سرخ صاحب حال
---	--	--	---

### جواب دادن پد پد کجک را

ن پد ہنے بولابیدنگ یصل میں نگین کھان	کس سب کرنا ہوا غدا رنگ رنگ پر بھولو نہ اسکے اور حجام طاہر کو رنگ پر نہیں ہے نظر	رنگ جوہر دکھ کر اسے بد گہر رنگ سا آواز دیکھو کجک رنگ جوہری نین رنگ کو ڈھونڈو گھر
---	---	--

### حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام

ہائیں ایک بیچو سر تھا ہاں پائے وہ انگشتی ن وہ بادشاہ مادیار پاپس میرے یہ کنکر نکو تو بے بیوٹ بھائے بن آوے کے پیکر مال اس خوف کو اس شاہ کو بس شاہ کو ایسا کرے	جوسلیمان کی انگوٹھی پر اتھا اے سب فرماں میں حق و پری دیکھ اس غفلت کو یوں کرتے بجا کانسے ہوتا جھکو ات کر وفر نہیں جسے بیوٹ سو وہ کیا کام دے مجھے یارب تو ملک لایزال دولت دینا نے ماری راہ کو پس کہو جھکو کب کیسا کرے	چو طرف جھکا پڑا تھا جگین ٹانگ نخت کی فرنگ آ حاضر ہوا سب کرامت اس کنکر سے مجھے کیا کرو نہیں اس کنکر کا اعتبار جس کنکر سے اک گھڑی لڑ نہیں پس دنیا کا مال از نعمت لڑ نہیں سب بیوٹ سے پیش نہیں دیا کو یہ گہر جو رنگ ہے یوں رنگ ہو جوہری کی ولیدین دھڑا دم طلب	سو نگینہ صل میں بھجا پاؤں ٹانگ حکم سے انکے چلے تے بر ہوا جو کہ مالکون اس کو حاضر تھے مجھے نادے جھکو سوہر گز پاؤں دار ملک لشکر میں بھی اسکے کام نہیں آپاں ذیل ٹیکو بیچ کھائیں بعد پانصد سال کے جاوے گئے جان چانان باج کچھ بھی رنگتے تو
---	--	---	--

### عذر آوردن ہما پیش پد ہند



بعد ازاں آیا ہما با کرو منہ اصل میں رکھتا ہوں نہیں بہت بند جانتے ہیں جو ہما میرے ہاؤن گرفتار ہوں ہے وگر جیش شاہ	سایہ جکا بادشاہ ہوں کا چتر گوشت غرت میں کرتا ہوں اند پس ہما ہوں کو میں ہو چتر چھان چھاؤں سے میری ہو میں بادشاہ	بولنے لگا کہ اس پنچھی سو نہیں نفس کو اپنے رکھا ہوں خوار پڑنٹل اسکو جھٹا ہوں لیسل سایہ پڑ رہا ہوں میری بولک	الہی بھی کس پنچھی کے سازین تو دیا غرت مجھے حق پیا رک بس ہے ملک یوں زرگی کی لیل کب لگا اطمینان ہے ہوں میں بولک
بادشاہان خوش ہیں میری نام سے	بادشاہی پائی میری چھاؤں سے	ہے یکب سیرخ کا پر ہوا مجھے	کس سبب اس سے ہو میری لکھے
جواب دادن ہر ہر ہمارا			
پس کہا یاد دے لے نفس ور تا پڑو چھاؤں تیری کس پہ آج لیکن آخر بادشاہی کے سبب	چھاؤں اپنی کر جہاں سے دور دو کاٹنے پونا جھٹا اس ہڈ سے لاج جا پڑی گئے دکھ نے محشر کے سب	کون کتنا صاحب دل جلال فرض کتنا میں کجگ کے بادشاہ اگر نہ ہوتی چھاؤں تب میری آہ آہ	ہے کتنے کے شل تو پڑو خوش حال ہوئے تیری چھاؤں سے عالم پناہ کیوں بلا میں جا کے پڑنے بادشاہ
حکایت سلطان محمود غزنوی			
از قضا محمود سلطان کو کہنے اسکو بولا جھکو تو دکھ دے نہیں بولن سلطان اس سے ہے مازدار بہت پڑو یہ طنت جکا صاحب خاک و بی سب سے تیر ہی مجھے	ایک دن دیکھا اگر پسپے منے نام سلطان کر کے میرے نہیں سلطنت ہے سکی دایم برفزار جو کلاب دینے لگا ہے مجھ عذاب ناچھرا اور تخت یہ انسر مجھے	پس پوچھا محمود سے لڑنہاں بولنے ہیں یوں عبت لوگان غلط میں تو اک بندہ پڑتا سر ہوں آج کاٹنے دنیا میں تو نامین گدا جایو جکلرا سنا کے بال پیر	کیا ہے سلطان تیر حال بیان جھکو ناخاق بولنے سلطان غلط نام سلطان سے مجھے بہت لاج تارننا آرام سے میں یہاں ہدا جن شاپے سایہ میرے سر پیر
عذر آوردن باز پرسش ہر ہر			
بعد اے باز آیا سرنہ از ہے مجھے تو شرافت کا ہنر ہویت بسک میں جنت کیا ہوں بڑوب میں کہہ میرے کو ڈھونڈنا پڑ لاڑ لا سلطان کجا جو کوئی پڑے	پس لگا کہنے کو اپنے دل کے لار موند ٹھیا ہوں آنکھوں کو ہو جنت نفس کو اپنے کھایا ہوں اب جب جھٹکا راہ میں کہہ سے مرو ہے دیوانہ وہ جو نہ ہو اور کوڑ	سز دگی سے اس کے لاف ما آج میرے گلہ دار ہی زمام تا اگر کوئی جھکو اس شہ سے ملا بس طبع ہے جھکو شہ کے ہاتھ آرزو میری یہ ہے لے دو وقر	سروری کی بات کاٹھی کھڑکیا ہاتھ پڑھنے کے رکھتا ہوں مقام شاہ خدمت کا جھٹنا شریعت پاک کیا مجھے دکار ہے اس بات سے میں جھکوں نہ شہ کی خدمت کا کمر

جواب دادن ہدیہ بازارا		
پس کہا ہدیہ نکات دیوانہ باز	کیون ہوا ہے تو رقا محبت	بادشاہ وہ نین کلابا اور کوئی
بلکہ شہ وہ ہے جو ہرے پشال	بادشاہی کو نہ اسکی ہوز وال	بادشاہ وہ نین جو کوئی گنہ گین
بادشاہ تو ہے پچاسی سہ آج	اور کوئی نین بادشاہ ہر اسکے باج	نین ہر اس نیک شاہ ہون کو وفا
ہے جو کوئی اسکے نیت نزدیک تر	ہر دم اسکے جی پہ ہے خوف و خطر	سجستان شاہ ہون کی ہر آتش مال
جب آئے آتش وہ ناکہ چیت کر	جل جہنم ہوا بین بل میں اور گھر	تو کہ بین پوش پوش چویدار
حکایت عاشق شدن بادشاہ غلام		
ایک تھا کوئی بادشاہ والا گھر	اور ہوا عاشق غلام اپنے پور	سب غلاموں نے اسے کرتا پیار
لیکن اپنے چوہے ڈرنے غلام	ہو رہا تھا درنگا دربان تمام	ایک دن پوچھا اسے کوئی نیک مرد
بادشاہ کا تجھ پتا ہے پیار	اس وضع تو کیون ہوا ہے بازار	پس کہا افسوس کھا کر وہ غلام
شاہ بیل چڑھ چلی پر کہ بین	دوڑے چھو کو کھڑا کر کہ بین	سر پہ میرے سید کتہ میر سے
ہے مجھے اس تیر کا سوچو میں دور	جو بادا جا ہے سینے سے گذر	سیب کو لا کے تسی شہ کو ہونے
	جیو ہر اس غم سے پچا بیچ ہے	شاہ کے نزدیک سب تو بیچ ہے
حکایت عذر آوردن بگمہ پیش ہا ہا		
بعد از ان کہین بگلا آئیا	عذر سکین پاس دکھلا یا	انے عزیزان سے مجھے یون نہیں
ٹھارے خوشتر مجھے دریا کنار	نانا کو ان ٹھہرے کچھ آواز بھار	بھیکو دریا کنار سے دروند
آرزو ہے میر کی گھٹتا ہے دل	اسے دریا گیا اکون چھٹا بادل	مین جو دریائی نہیں ہون جانور
گرچہ ہے دریا کو سو بھانت بوش	مین کو سکنا ہوں میں خط و خوش	عشق اک دریا کا گھر بھگوس
	ہے یہی غم دل سے میرے نہان	تا بس سیرخ کا چھو کہان
جواب دادن ہدیہ بگمہ را		
پس کہا ہدیہ نے من لے بیخبر	ہے نور یا بیز بگمہ ک جا نور	آبا رکاب ہے شیرین کب شہور
		جوش امکا ٹھیر ہے وارکب جزور

حال اسکا ہر گھڑی ہر طور ہے	دور اسکا دل سے کچھ اور ہے	چھوڑ اپنا ٹھار آگے آئے کب	پھر جو دیکھو تو پیچھے ہٹ جائے کب
کئی غزینے ڈبایا ہے جہاز	جیو دے بن کی غریبان بانیان	جائے گز خواص دریا کے بغیر	غم سے ڈر کے دم کو پڑے کھینچ کر
جو کبھی دم چھوڑے تو سہیں بس	مردہ ہو یا نہ پیوے چونکہ ش	اُس سے کو کچھ وفاداری نہیں	کام اسکا جرجھا کاری نہیں
جب ملک ریاستے تو بھار آئے	خوف ہوئے جو باداؤب جئے	وہ تو محبت یار سے کرتا ہوش	کے کبھی تھی اُسے وار کب خروش
	وہ تو پناہ دھونڈھتا ہر کام دل	پایگا تو اُس سے کب رام دل	
حکایت شخصے کہ بادریا سوال کرد			
جا کے پچھا کر کوئی خوشنہاں	کیون نرانیلا ہے اے ریالیاں	پس دیا اُس مرد کو دریا جواب	ہے ذرا قرب سے بھوکو اضطراب
جیونکہ نامریسے بنیں مردارہ	نیل سے کپڑے رنگاؤ نہیں سیاہ	خشک لب بیٹھا ہوں تو نہ ہوں	عشق کی آتش سے ہوں پھوٹن
اسکی امت کا جھڑپاؤں اگر	ایک ہونڈ پانی سے ہوتا ہے امر	ورنہ مجھ سے کئی ہزار خشک لب	راہ میں مت میں اسکی خشک لب
عذر اور دن چھیند پیش ہد ہد			
چلا آیا چند پیش مجھوں من	پس کہا جو مجھ ہے دل نہ وطن	اگرچہ میں دیکھا کہ میں آبا گاون	میں جینیت کا نہیں پناہ بھٹاؤں
جو کہ مانگے جینیت اس در میں	ہے اسے حاصل خرابی طور میں	تب خرابے کو کیا ہوں اختیار	اس خراب باد میں کپڑا ہوں بھٹاؤں
ہے نزل و دلمیں میر عشق گنج	عشق کی خاطر ہوں نہ گنج	گنج کی آتی ہے دیر نہ میں باں	تو کچھ ٹھیک ہوں نہیں اس ٹھار اس
عشق یہ میرغ تو افسانہ ہے	کون اسکے عشق میں مردانہ ہے	میں نہیں ہوں تو اسکے عشق کا	عشق گنج بیگا مجھے آخر حسیا
جواب دادن ہد ہد چھیند ر ا			
پس کہا ہد نہ اوسو دے گنج	فرض تجھ کو دریا میں پائے گنج	عمر کی تو عشق میں اسکے تمام	عمر کی بھڑو بھٹے کیا آئے کام
کفر بیگا عشق گنج عشق زر	اگر نہیں آذ نور کو بے نہ کر	ہے عبادت زر کی آخر کافری	ہو نہ نور کے بدن جیون سامری
	جسکے دلمیں عشق زر کا ہر دھول	صوت اسکی ہوتے مجھے شرمین دل	
حکایت شخصے کہ سبوا ندر ر پر کردہ زیر زمین مدفون کردہ ہو			
اک سبوز رکھا کھانسنے گاؤ	پس چھپا اک روز وہ دنیا کی آؤ	سال کے بعد از مگر اسکا پسر	خواب میں دیکھا کہ دوتا ہے پد
گھسے صورت ہو کے بھڑا ہواں	گاؤ زر زور رکھا تھا وہ جہاں	پس کیا نرندے اُسکو سوال	کیون تو پھیرا ہے یہاں بائیں حال

بھرا کہا جسکی صورت ہے تو کوین	اُس کہا جن کی الفت ہو چوین	صورت اکی کر تو میری سی قیاس	پند من لے اے سپر مہر باب پاس
		عذر آوردن کھجین پیش ہد ہد	
بعد از ان آیا کھجین زار و نزار	سر سے بالگ مثل آتش بفرار	راز دل کہنے لگا ہد سے یون	میں چلوں میرے تنک بچھ لکھ کوین
میں تو ایسے تھار کا ہون جانور	ناپڑے بازو کو ہلت زور پر	بسکہ یون چوٹی ٹوشت و نازون	کس طرح سے چلکے میں جاؤں ہان
مجھے عالم اک جہاں فانی ہوئے	وصل الی سکا کب مجھے لایق ہوئے	میں جو چاہوں سرف جاؤں مگر	موت آئے رہ میں یا جلیا میں پر
بس بیانی کو فین میں بوٹھاؤں	تائیں اپنے یوسف معنی کو پاؤں	میں کوئیں میں گم کیا ہوں کو عزیز	یوسف اپنا صاحب عالی تمیز
گر پڑتا ہے مر یوسف مجھے	دل خوشی کی بات کیا ہوں میں تجھے	آسمان سے جا لگے میرا دماغ	آرزو کا دئے صویا جائے داغ
		جواب داؤن ہد ہد کھجین را بدین طور	
پس کہا ہد ہد کہ میری خوشی	بھر دکھائی ہے تجھے صد کشتی	مکروں سے چپ نہ کر تو یمن	میں بھجنا ہوں تیرے رب مکروں
چونچا ہی مندرہ لڑائے کھلے چل	اگر چیلے جانور تو تو جی چل	اگر ہو یگانا الش یعقوب تون	تا ملیگا تجکو یوسف سے زبون
		عشق یوسف کا ہے عالم کو حرام	
حکایت یعقوب علیہ السلام کہ از جدائی یوسف کو رگشمنہ بود			
جب پڑو یعقوب یوسف کرد	سب گنوائے چشم کار و رکے نو	مازا تھا بیج جگ سے بخرن	ہو رہا تھا دور یوسف سے زبون
بعد از ان جبریل آکریں سے	گزران پر نام یوسف پھر کے لکے	نام نیرا سبیا سے جایگا	موسلمین تو مکان میں پایگا
جبکہ آیا مرضی کا اس وضا	صبر کر اگے چلا رہ صفا	نام یوسف جو زبان تھا تسمیر	سو محبت سے ہوا دل کا ندیم
ایک شب یوسف کو پسینہ پڑ گیا	جوانے اپنے آگے لینے بلا	یا دایا یونہی پھر امرا آہ	بعد از ان چپ و کھاری ایک آہ
جب ٹھٹھے خواب ہو کر جدا	اے پھر جبریل کہتا ہے خدا	نام یوسف میں لے تو کیا ہوا	آہ کا تو یک الم پسید ہوا
	جانا ہوں میں تمہاری آہ کو	آہ سے توڑے ہے استباہ کو	
		عذر آوردن ہمہ جانوران پیش ہد ہد	
بعد از ان سب جانور آتے چلے	عذر کی کئی بھات لاتے چلے	ہر کیو عذر ہر اک دھات کا	سرمہ سیوٹ پائے کوئی جبریل کا
اگر کوئیں تجکو ہر اک بات باز	واستان معنی کے ہوتے ہیں راز	ہر کیس کوجب ہوا یہ عذر لنگ	مل سکے کیونکر کروہ عفا لنگ

جسمین بہشت کا ہنودہ نشان جسمین ہے دکن تر و زردہ تپا	وہ کہو مرغ لگ جاوے کہاں کیوں بکریگا کچھ تو وہ آفتاب لاہق درگاہ مرد خام نین	مرد ہونا سخت اس رستے سے ایک قطرے آب میں جب ڈوب جا وہاں کسی ناپاک و کا کا نمین	درد چاہے عشق کا ہر لکھ منے تھاگ دریا کا ہونو کیونک پائے
سب طیوڑن فرسی فیضِ نال کس طرح ہم جا سکین مرغ لگ کچھ بھی نسبت ہو موزنی اس طرف ہم پر ہے میں چاہ میں جوئی نین	تب کئے ہدیہ کو مکر یوں سوال کوئی کیا نواس سچرت پائے جگ گزرا وہ کہ بھی رغبت اس طرف ہے کان سیمرخ کا مثل گلن	ہن بہن تو سب عیفت نانا نوان کیا ہمیں ہوس رغبت ایفلان وہ عیوان ہم سچوین جنوئی عیفت بادشاہی کیوں کر گاؤہ گدا	یہ پڑے بال ورتے جسم و جان ہم کہاں اور پاک ذات اُن کی کہاں وہ لطیف و پاک اور ہم سب کشف پیٹ برکھیا تو میں جسے سدا
جواب وادوں ہا ہا ہمہ جانور انا			
پس کہا ہا ہا کہے بوحاصلات مرد ہونا عاشقی کے فن سے عشق سے جو اکیلل کیا کیا ہے والتا ہے سبابہ اپنا خاک پر	عشق کو لایق نہیں تم کا بلان عشق نامو ویسے کہو کیونک رہے خوش ہوس اس اہین جاساز پھر کے اس سبابہ کہتا ہے نظر	کیوں لئے ہوس وضع ہے ہستی جسکو ہے کچھ بھی پہچان عشق سے جہا تھا ہے وہ مرغ نقاب بس جاو اس جہا نکے سہر	بوتے نین لاج تملو کی رقی غیر سے رکھا بغیر عشق سے تب چلنا منھ ہے مثل آفتاب سایہ سیمرخ میں سن بنے خبر
جس جواوین اُسکو مستغرق سمجھ گرتو سمجھا ہے پس کو سبایہ گر گر تجھے دیدہ نہیں سیمرخ میں جب کوئی نین دیکھ کتا وہ حال	کفر ہے گرتو کرے گا حق سمجھ نین لامت ہی تجھے لے پھر وہ دل ترا جوئی رسی وشن نہیں اُسی پیدا کیا ہے ذوالجلال	وہ حقیقت مذہب کفار ہے گرتو نا جگ میں سیمرخ ایفلان جو کہ اس عالم سے پیدا نہیں ہے کیا ہے وہ آئینہ میں تھک جو کون	بوتے نین کے سدا وادنا ہے تو نہ ہوتا سبابہ اور نام و نشان اول اُسکا اس جہا نہیں سبابہ ہے دل ترا ہے دیکھ میں اپنا منھ
حکایت بادشاہ صاحب جمال			
ایک تھا کوئی بادشاہ صاحب جمال کسکو طاقی ہو کہاں کسکی مجال	حسن کے عالم میں وہ تھا بیکمال جو کہ دیکھے آئینہ بھر کا جمال	مصحف اسرار محبوبی اتھا حسن کا ایک جہا نہیں غل پڑا	حسن اُسکا آئینہ خوبی اتھا عقل کے امن سے لکھ لکھ پڑا

جب تختہ تختہ کھین ہو کر سوار نام رکھا گزبانے کوئی لے ناگہان جاسکو دیکھے کوئی مگر کوئی دن خالی نہ جانا تھا کہین یونہی مرتے تھے طلب اسکی جب لیکن اسے دیکھنے کا سکوناب رو رو اپنی جو ملی کے سنوار خلق و عالم آئینہ وہ دیکھ کر دل کو کر روشن جمال یار دیکھ بادشاہ اپنے کو دلبین دیکھ تو سایہ میں سمجھ سے ہر گرجا گم نہ تو سایہ میں ہوئے بولعجب سایہ جب خورشید میں گم پایگا تو نور کوئی مٹش شاہ جہان کوئی نہ سمجھے اسکو ہر گرجے کہو	منہ پر اپنے ڈالتا برف سنوار کا لکڑوہ جب اپنی پھینک دے کاٹ ڈالے اسٹھری وہ اپنا سر جی مرتے تھے ہڑون پاکین دھنوری بے حضور عجب سنے اسکو خلق ہوتا بہر وہاب پیشے سے آئینہ کتنا استوار شاہ کی صورت سے ہو دی ہر وہ جیو جلا دل کو جلا دے یار دیکھ عرش کو درہ میں نہان لکھ تو گر گہیگا توجہ دانوشین روا اگر تجھے سمجھ کی کچھ ہے طلب تو آپ ہی خورشید ہو کر آئینا اگر باس آپی اسکا جاتا وہاں ہے سکندر بادشاہ راز جو اس طرح ہر دلبین ہوا شاہ کو	پیشہ برف چو کوئی گزنا نگاہ کوئی رکھتا گزخیال وصل یار ہے عجب جو دیکھ کر مرناسے ناصوری اسکو سکے بانج آئے دیکھنے کا تاب گرتا تو اسے جب نہ تھا کوئی مدراس دیدار کا جب کے دکھلا دے پانہ مال کیا ہے وہ آئینہ لے فرت شعا بادشاہ میرے بھاری پلند ہے جسے اس جگہ میں ہی پایا ایک مین دونوں نے لکھا یکبار ہو ویکا جب لکھتیرے تختاب جیونکہ اوتھا سکندر شہ قبول بعد از ان کرتا یہ طلب کو پیش آشنا ہی مین اسے تھا جاتا لیکن مین ہے راہ دل گرہ کو	سر کو اپنے کاٹا وہ بے گناہ بھار دینا گر گریبان نازار زندگی سے بہر خوشتر سے نا سیکو دیکھنے کا تاب لائے سمجھ اپنا دکھاتا شہ اسے تب کہا یوں غر شہ کیا رکھا عکس پنا آئینہ مین باکمال دل ہے تیر دیکھ دلبین ہے یار جس سے روشن ہو ملی پلند سایہ سمجھ ہے اسے شہ شاس چھوڑے سایہ کو ڈھونڈا وصل پایگا سایہ مٹنے کی آفتاب بیچھے چاہے لڑے کہیں رسول سن کہا ہے شہ سکندر اس فوٹیش بے پچانت اسکو یوں پچانتا
--	---	---	---

### حکایت سیمارشدن ایاز و بمقارشدن سلطان محمود

ناگہانی جب ہوا رنجور ایاز جانو کہ نزدیک تر حال ایاز جب تو رنجور ہے دہین مچھ مین کان لگی کس بنظر کی تجھ نظر	پس پڑافت و شہ کی دریا یاز بول اسکو یوں کہ اسے شاہ نواز جانتا مین تو کہین مچھ پاک مین جو کئی ہے تجھ کو بیاری اثر	یہ خبر سنکر وہ مین محمود شاہ بسک مین تجھ قرب ہو کر دور ہون گرچہ مین میرے وارے تمہیں بولایوں کہیں کہا خادم کوجا	ایک خادم کی طرف گر گناہ غم سے تیرے رنج کے رنجور ہون جیو ہر ششاق تیرے پاس بس جلد جا جو برق و باران ہونا
---	--	---	---

کر نہ کہین توراہ میں یکدم وزنگ دیکھتا کیا ہے کہ سلطان کسے شاہ تو کس باٹ سے آیا یہاں میں تو آیا راہ میں کہین نا اٹک ہے مجھے اسکی طرف اک چوہاٹ چورستے کی طرف سے رہ مجھے گر طلب کرتا ہوں باہر سے خبر	میں تو ہوگی زندگی تیری تنگی ذوق ہے چھاپے خوش تانے واور بغاوت آئی ناگہان شہ ابھی کوسا سٹے جھٹک جس سے میں آتا ہوں پلو کاٹ سو نہیں معلوم لکھو یا تجھے بغیر میں اس سے باہر و خبر	یونہیں خادم چھپلا ماند باز ہو رہا خادم اپنے زمین دنگ پس کہا جیسے سرا ہو کے دو پس کہا شہ زکے خادم کہا ہر گھڑی آتا ہوں چورے یہاں حق تعالیٰ کی پی ہے چوہاٹ جب تک باہر سے بیگانہ ہوں	زود آیا بل میں نزدیک باز میں تو آیا دور ناغاید رنگ کاشے ہنشاہ کرتو باوریا لگو جاتا ہے تو میری راہ نہاں تاخیر کسکو نہوے درجہاں سو وہ دل کے ہے بہتہ نیک گشت گھر میں جہین جان تب نہاں ہوں
حکایت گفتگو کروں ہمہ پرندگان با یک دہ			
جب سے پھیلے پرندہ کرسخن سب باتیں سنکے آئے راہ پر	نہم کہتے رخصت اسرار کہیں سب ہوئے ہمدرد پس میں ہنسر	سب کو ہونی سمجھنی بہت دیر بعد ازان پوچھے کہ او با دیسین	سب کو جانینی ہوئی بہت دیر کس طرح چاہوین چل اوی سین
جواب وادان پرندگان نرا			
ہمدرد رہنے بولا بعد ازان دل ترا دشمن ہو گا جی وٹھاٹ گر تجھے بولیں کہ یاں چھوڑے عاشقوں کے یہ بہت درد و مقام درد خوئی اسے لازم عشق کا عشق کا زہر دو جگ و خوشتر قدیم کو عشق ہے درد و زین عشق لا کر فرین ڈالے مجھے جب تجھے نا کفر و ایمان ہے	عاشقان کہتے نہیں پڑاؤ جان آن جہی چھوڑے آسان ہیات گر کہیں تجھ کو تو جان چھوڑے عشق کو نہیں کفر و ایمانے کام قصہ مشکل ہے لازم عشق کا دور عشاق کا محبوب تر دور کہ بن آدمی کوئی مرد زین کفر راہ نظر کھلا دے مجھے نازائین سے میں جان ہے	جو گیار نک جان عاشق ہو و جو تو رہ گیا ہے ٹلک جو کرتار تو وہیں کھیا رنگ دونو کو چھوڑ اگ سے عاشق کر عالم حلی عشق تو بے پردہ ہو بارہ سو عشق منفر کا نسا کیا ہے جم عشق میں جہ کا قدم تبت ہو و کافر ی عشق کو خوشتر ہو ہو و جگات مرد تو اس کام کا	خواہ زار ہے ویا فاسق اچھو کھول دیدہ کھیلے دیدار ر جان و ایمان سے بھی کھو کوڑ وہ نہ مارے سر پہ گرا چلے پردہ جان ہو جان کھو پردہ و ایک نہیں ہے عشق بید و الم کفر و اسلام ہے گدازے و کافر ی سے منفرد ویشی گنو مرد اس سر کے سچا نام کا

لکھ قدم درہنِ شل اور ڈرنہ نو	کفر و ایمان کی نو پر واوہ نہ نو	یون ڈیگا تیکل تھلون بن	ہو لگے جون شیردان جان من
ناگہان گنچہ پہ کچھ اوکل کٹرے	ڈرنہ نو مردون اوپر شل پڑے		
سکات شیخ صفغان کہہ دختر ترسا عاشق شدہ ہو دو دینِ ایمان ملفِ پردہ بود			
شیخ صفغان تجھے عجب صاحب قدم	وصف اکی جو کون سوہو دکم	تھے مکہ میں گھر کر بیان چاش	پار سوائے میدانِ عامِ خالص
جو مردان کا اٹھا سوروز و شب	بے رباخت ہو زینِ آسودہ	صاحبِ علم و ادب تقویٰ شعا	شیخ وقت و مقتدا کے روزگار
خج بیا لڑتے وہ دہویں دس	عمرِ مردہ بن گئے تیسے صرف بس	حد سے گذرنا تھا نار و زہ دین	کوئی سنت رہ گئی تھی سو نہیں
دین کر آسوت جو کوئی تھے مام	دیکھ کر تلور میں بخود مدام	کسیا کوشف و کرامت قوی	صاحبِ اسرار مردِ معنوی
زیدینِ تحاصر افکار و گار	رات کو وہ جا گئے دن و زہ دار	اگر چاہے پاس کوئی بہار تے	دم سے اُسکے ندرتی ملیں پاس
خلق کو غم اور شادی میں مدام	مقتدرِ سہل میں تھی و اسلام	ناگہان سمجھے پیر صاحبِ جون	یونہی دیکھے لکھتے تیرے جواب کو
مے پلین یین و مہلین بنگولیک	سجدہ کرتے ہیں سمجھ کر کام نیک	جیون دیکھے خواب بیدارِ جان	حیف کھا ملیں کیلے بیرون
سخت شکل جھکول بٹیرائی ہے	جیو مرے پر یہ بلا کیا آئی ہے	نین سمجھ اس غم کو کوئی جان بچے	سہل تر ہے جان اگر ایمان بچے
اس نزع کے کھنکھول بچہ	جو پڑی ہے لمبیں میر ناگہان	گریہ کل یہاں جو ہو چھچھل	نین تو میری جان پر ہے کھل
ورنید کھنکھناتی یہاں کچھ بگرہ	خوف ہو ہاں کا تجھے بیشک شبہ	پس تجھے تو رو م کجا نا بھلا	عاقبت کا غم تجھے کھانا بھلا
جا کے دیکھو خواب کی نقیب کو	خواب کی نقیب سیر نقدیر کو	بعد از ان پھو دین کے غم سفر	چاڑھو لگ میدانِ معتبر
جب کہ پہونچے دم کوئے ناگہان	یک جوبلی پر جو دیکھیں قی و مان	گلبدن اک پاک صورتِ رشک جو	دلبر کیلے آسپہر جیون ہے سو
دختر ترسا و نورانی صفت	دین روحِ اندسے ہو معرفت	رشک کھا کر سولس رخسار کا	ہو رہا تھا زده عاشق سار کا
اگر جو دیکھے سکون دہووست	ایک عجب جو سو پہل میں بٹ پرت	نین اُسکے فتنے عشاق تھے	دو بھوان خوبی میں اُسکے طاق تھے
جس خیال میں لطف کا فکا کیا	جانو اپنے گلے میں وہ لمبا	زلف مشکبیں چین لیکن تابدار	مٹھ سوا تیش پارہ اما آب دار
بات کو نو اس میں دین رہ نہیں	جو دہن بولا سودا گہ نہیں	تنگ سوزن کے کئے سودہ دہن	لب نے اعجاز عیسیٰ کے نمن
آرزو وہ نوش لب کا جھکولے	پاؤں رکھتے راہ میں مہ جی گولے	بوالعجب یمن زرخان کا گولے	چاڑھا جو اس کو میں مین سو گولے
کئی نذرانِ جان عاشق درو	مثل یوسف ہو رہے تھے پاؤں د	بال سر کے ترقعہ خورشید تھے	مولے گالوں کے مکرک بھید تھے



رومنو ترخاش خورشید و ماہ  
گر صبا کو اسکی ششکین کرے  
گرچہ شیخ اپنی نظر کر دے تھمار  
بود خفاہ ہو گیا نابود سب  
عشق نے دین پر سیا جان لوکر  
پس کچھ پیوین گیارہ بج جاؤ  
سر سر اس کام میں حیران ہوئے  
پند کوئی تینا تو کر جاتے گلا  
یون رہے تھے دروغ پر ہزار  
گھن پہناؤ نیکے گریز و شجراغ  
دلکو اپنے اور عالم سے اٹھائے  
پس کہے کہ گویا وزین  
شمع کی نوزش پر محک و خوب باج  
نت جہن میں کجاؤں جیون شمع  
جنگو ایسی لندن و زی ہے  
نہیں ہے پر شہنشاہ کی صلاہ آہ  
نہیں سمجھ پڑے مجھے شب کر راز  
اے صبح کب لگ ہو نہیں پہنچ و تاب  
بخت کان ہے تاملد و گاری سے  
چشم کان نہ تاملد کیوں نہ یار  
عقل گئی اور علم بھی اور صبر بھی

تسپہ برق سایہ زلف سیاہ  
روم کو ایک بار گی چین کرے  
دل ہوا سینہ میں لیکن خا خا  
خانہ دل ہو رہا پرورد سب  
زلف نے کافر کے ایمان لوکر  
جان پافت جو کچھ اوے سواؤ  
فکر و غم سے جو سرگردان ہوئے  
جانتے اس پند کو جو کی بلا  
چکت تھجے سے لارے تھے بھار  
شیخ کے دلکو ہوتے تازہ داغ  
غم سے و اقام سے سرخاک بھا  
یا اگر شمع فلک کو سوز زمین  
نہیں کھجے میں ہا ہے خون آن  
دن کو مار و شرب کو جانے جیون شمع  
کام انکو با جگر سوزی رہے  
بلکہ روز غم ہے میر دل سیاہ  
زلف سے سراک جو ہوئی ہے لڑ  
صبح کان پر کیا کو زمین پیش آب  
مخمو میرے کام میں باری کرے  
یا کان ہے تاکہ ہوئے ساز و ار  
یک بیک باری بھکر گئے سبھی

جب نکالے لکول برق خضر سے  
جبکہ وہ برق اچالیا نکال  
عشق کی آتش اٹھی لے بھر کر  
خود سے خود ہو گئی خود نکال  
عشق کی جان دل پر گھات سو  
جب میدان انکو دیکھے اس رضا  
نیز کرتے سونہ تھکا کچھ سو مند  
پند کو دیوانہ کتب خاطر میں لے  
جب سیاہی ربن زار پردہ سیاہ  
عشق انکا ایک جا کر سو ہوا  
ابکدم زمین نید تھی تین تھار  
میں کئی ششکریا صفت میں بین  
روز و شب ہوں آگ کہ شجوتین  
شب کو ہم مجھ پریشون ہے  
روز و شب دیکھا ہونین کی کلین  
کیا مجھے اول سے در و رازل  
کیا کہوں کیس علامت کی پورا  
عقل کان تہا کوں اے بین حال  
ہاتھ کان تاسر پہنے خاک بھاون  
راز کان ہے تاملد و زاری کروں  
تاصبور ہی ہے مجھے ناول یار

باندھ ڈالے شیخ کو زار سے  
شیخ کے دل کو کیا اپنا شکار  
عقل کا یا کیا پل میں ترک  
ہاتھ سے جا کر پڑی پائے نکل  
جان اور دل سے رہے بے آس ہو  
کوئی نہ سمجھ کیا ہے یہ ستر قصا  
عشق کو کب سو مند آتا ہو پند  
در در میان سوز دیاں کو نیکو پائے  
بھارتی جو کٹھن دم در و آہ  
شوق سینے میں گرہ جو جو ہوا  
دل پڑنا چشم و قی زار زار  
ریخ کھیا تھا لیکن یہ نہیں  
پاؤں سے سر لگے با ہون خونین  
جاننا میں وز میں کس گون ہے  
لیک دیکھا غم کو نہیں اس شب نہن  
لئے ہیں نیامیں ششکے بدل  
یا اگر روز قیامت کی ہے رات  
علم کان تو عقل کا پکڑے نہال  
پاؤں کان تار لکین چکے جان  
ہوش کان ہے تاملد و زاری کروں  
کچھ عجب ہے عشق کا یہ کاہ و بار

بعد از آن سب یار دلاری کوئے  
شیخ کو بولا کہ ایسا بھنس  
تو بولا کہ کام کیا تسبیح سے  
شیخ نے بولا کہ میں تو بار بار  
تو بولا کہ میں نہ رہا بھولان  
شیخ بولا کہ وہ بت ہو کہا  
شیخ بولا کہ میں نہیں ہوا بت ہو  
شیخ بولا کہ رہا نہ شیطان تو  
شیخ بولا کہ کیا مجھے ناموس سنگ  
شیخ بولا کہ جانتا ہوں سب جہان  
پھر کہنے بولا کہ اس نے نیک ذات  
جب سخن کہے گا میں باور کا کر  
جب یہ ترک روز نے بیخ و بہر  
شیخ بیٹھے تھے ہاں اٹھ چل گئے  
مٹھ کو اپنے جن نہاسی لا بھٹو  
عاقبت بیمار ہو مرنے لارے  
بات یوں کرنے لگی سچیں بچ  
شیخ بولا کہ نہ مانو تم ہر  
یا ہر اول چھوڑے یا مجھے مل  
دل ہاں ہوں میں تجھے ہر سنگدل  
دو رکب لگ کر مری نکھو نہیں چھ

شیخ کا غم دیکھتے غمخواری کو اے  
غسل چھوڑ آج بے خون نہ سے  
میں نہ رکھتا ہوں مگر نہار سے  
سنگ و زناموس سے تو یہ کیسا  
جو نہ اپنی گذاروں ملے کہاں  
جو اے سجدہ کروں جا کے وہاں  
جولہ زمین ہوا عشق سو کہو نہ  
جا کہو یک بارگی صد بار ہو  
نہین ناموس پر یا ہوں سنگ  
جو ہوا کا فرسے ایمان کہاں  
جائیں ہم کہیں کل سب آج رات  
سب سہا خرم غریزان ہا کر  
ہندوئی شب کا شمس کا ٹکر  
اے اپنے یار کی مھاری تلے  
دل سے دینا تو لڑکر پکڑے سکوت  
تن سے طاقت جا کی بی طاقت چکا  
کیا سب مٹھا ہو یہاں ہی چوچ  
لے گئی ہے تو سو میرا دل چورا  
میں تو میں یوں ہر ہا ہوں باگل  
بند اپنے لطف سے مجھ سنگدل  
دیکھو ردل مرے سینے پر چٹھ

ایک نے بولا کہ اسے روشن گہر  
بھی کوئی بولا کہ اسے تسبیح خوان  
بھی کوئی بولا کہ اسے پیر کہن  
بھی کہنے بولا کہ اسے دانے لار  
بھی کہنے بولا کہ کب لگتا بت ہو  
بھی کہا کہ نہ پشیمانی نہیں  
بھی کوئی بولا کہ شیطان راہن  
بھی کوئی بولا کہ میں کیچے عجیب  
بھی کہنے بولا کہ یاران نام نام  
پھر کہنے یوں بولا کہ تو نہ سنگار  
شیخ بولا کہ میں تو دیر ہے  
دل سے کرنے لگے گسب ہائے پا  
رشتائی کا ہوا جگ میں ظہور  
خاک کو چپکے اٹھا کر سر پڑاں  
ایک مہینے لگ رہے پڑھارے  
بعد از ان اشجان ہو کر و فگار  
کب کہیں شیخ فانی خود پرت  
اے بت نہا تو نہ سنا مجھے  
اے جفا جو ناز میں تو شہ نہ کر  
اے چین آئے سر و نہاں  
نامور و دلگوزنا سینے میں چین

چھوڑے سواں ٹھکر غسل کر  
سے نہاری آج وہ تسبیح کہاں  
تو کہ اس بات سے منہ چین  
چل رہا تھا میں اسے واراب کر نماز  
اٹھ خدا کو سجدہ کر اسے نیک خو  
ایک ذرہ تجھ کو مس مانی نہیں  
راہ کا تیرے ہوا ہے سن سخن  
جو کہے مگر تم نے خلق سب  
ہے دیکھی تم سے اور بیدل نہا  
خوش گرا ہے تو کلوں سات یار  
جان مرے دلا کا دھواں سر پہ  
جو نہ جانیں عاقبت کیا پیش آئے  
جوش کھا کر لگیا مار سے سور  
کرے تن کو اپس کو خاک مال  
بیخود و بختاب بے دلدار سے  
شیخ کے نزدیک آیا ایک بار  
راہان تیرا کہے کو چہر شہست  
دل پس کا ہے نہ بجز ترسا مجھے  
اے مہینے لگے دوسری نہ کر  
اے برہمن مجھ بک نہاں  
دل ہے پر غم دیدہ پر غم نہاں

کیا لوں کان جاؤں بلوں کسے  
 ہر سے کمر و از اس خاک کو  
 سر ہوا ہے اب نر کا کورسا  
 تو تو اپنی قوت کا محتاج ہے  
 شیخ بولے تو نہ ایسی بات کر  
 عشق کا جہل منے ہو گزر  
 جنہیں ہم رنگ اپنے یار کا  
 میں تو ہوں تیرے ہیں ان کی گلا  
 سجدہ کرت کو جلا کرت ان کو  
 پس کہا اس جو نے ملال ہو  
 اٹھ چلے پس شیخ کے سنگ ہو  
 شیخ گئے سو بستان نادان ہوئے  
 جبکہ دلبر لائیے کا جام بھر  
 جب ہوا ایک جا شہر عشق یار  
 باویر بھی طلب کو جام نوش  
 حفظ آزان جوئے تھے سرسبز  
 ہاتھ ڈالا شیخ جب اسکے اوپر  
 عاشقی کا چپ نکو نولان مار  
 شیخ تو اسکے چھنے خود ام میں  
 اب تو بے پیکر ہوئے شہر مست  
 ہر کہیں کہہ بین تارے لگن

نامہ لولہ ہے نادل مجھ منے  
 خاک سے پہنچا مجھے افلاک کو  
 فکر کر جا تو کفن اور گور کا  
 گر تجھے روٹی ملے تو راج ہے  
 ہو یا ہوں میں تو بھگ گل کا بھنوا  
 گردکھانا پس کا دیان اثر  
 راز دامن عشق کے سسر کا  
 خواہ میرا جو بیچا لے خواہ مار  
 پی شہر آب و چھوڑے ایمان کو  
 ہوو گا آپس سے تیرا سب پنچو  
 تانغان کے دیکھ چل آئے دے  
 یہاں میدان دار اور افغان ہوئے  
 شیخ خود شوق سے ہو گئے بے خبر  
 شوق یک جا ہوا چندین ہزار  
 نوشان کرتے سو کیا دلپوش  
 سب گیا کیا بارگی دے بسر  
 بولی توبن ناز سے وہ سیر  
 عاشق بن کفر کے کب سازوار  
 ہوئے حیران آپس کے کام میں  
 عشق زور آور پرایہ زیر دست  
 یا خاطر جس سے کس طور بن

بسکتیرے غم سے اے دلبر گار  
 بعد از ان ہنسکر گئی دست مار  
 گر تو دم مرد و جون کا نور ہے  
 کان تو میری وصل کی شاہی کو پاپے  
 عاشقی کو کیا بوڑھا اور کیا جوان  
 پس کہی وہ گرتے میری بچا  
 شیخ بولے جو کہے سو میں کروں  
 بعد از ان بولی کائے مرد و نام  
 شیخ نے بولا کینا ہوں شراب  
 پس کہی آچل شراب لعل پی  
 دیکھتے کیا میں تو مجلس عجیب  
 عشق کی آتش لگئی آب شیخ  
 سرسبز نیا گولے عقل دہوش  
 دیکھ اسکے نوش کا نوش خند  
 جو کیا بن اپنی تصنیف کین  
 کچھ رہا میں بلوغت عشق یار  
 کا سے فلانے عشق کا دعویٰ نکر  
 کفر محض رفون بدل اختیار کر  
 جب تھا کچھ انکو مستی کا اثر  
 پیرا کر عشق سے سوا ہوئے  
 عاقبت وہ شیخ سے سے مست ہو

دل گنوا کر ہو رہا ہوں خاکسار  
 لے ہوڑے بیہوش اے پیر گنوار  
 عشق کی گرمی سے تو موند ہے  
 میں کہاں تو کہان لے آؤ  
 کیا لگا کیا بادشاہ کیا کامران  
 تو مسلمان سے اپنے ہاتھ بھاڑ  
 مگر ہے تو تر اس ساعت کروں  
 مرد گر ہے تو نوکر یہ چار کام  
 جو یہ باتیں تین میں سو خیاب  
 ہوو گا آپس سے تیرا سب پنچ  
 دلے اسکے مجلس خوش میں سب  
 زلف ترسانے کے بیاب شیخ  
 بخود بیہوش کر دیا جام نوش  
 ہو گیا دل زلف کے چوچین بند  
 قابل تصیف اور تعریف کین  
 یاد تو سرتاب عاشق بقیرار  
 جھوٹے ہے دعویٰ تیرا سرسبز  
 میں تو اپنی راہ لے جا ہر کدھر  
 گم گئی تھی اپنی ہستی کی خبر  
 ترس حق کا چھوڑ کر ترسا ہوئے  
 شگدل سے بات بولے سن کر تو

میں تو مجھ کو دل دیا اور دین بھی  
پس کہی بے نرس اور سا بھی  
اور مجھے تو عاشق صادق بنا  
یونہی میں لیا شیخ کو دیول منے  
دینا بیان سب گنوا یا ایک بار  
وصل تیرا محلو کب دینا نول  
جا کے اتنے تہر کی اب فکر کر  
میں تو تیری بات سب سر پر لیا  
تو سوا لیا سب کوئی لائیو  
مجھ کو تیرے بغیر غم و غشت  
گر چہ تیری تہر کی میں تھجہ مال  
عاشقی کا کچھ عجیب ہے رم و راہ  
نفس کو خطر ہے کیا جو کوئی کم  
دے جلائے خاک بتاے و بندار  
یا رنگے اس گرفتاری کو دیکھ  
پس مریدک شیخ کے نزدیک جا  
یا ہیں جی ہو میں نہ کہ جو کلا آپ  
نہ نہ تو تم نہیں اب دیر لاؤ  
بے چرب لکچ جو تو دیول میں تھجہ  
گرتی ہو جی کہیں ہوتی لکھن  
گرا و حال پوچھے کوئی تو

کیا رہا باقی ہے اب کچھ بولتی  
دکھتی ہوں تیری محبت میں کچی  
بے تفاوت وصل کے لائق تھا  
جانا ڈالا گلے میں بت کسے  
یار سے بولے کہ تر سائی نگار  
راستی سے اپنے دل کی گانٹھوں  
لا بہت سال و دھڑلے رسم و ر  
جو نہ کرنا کام تھا سو میں کیا  
جو کہ سینہ پیٹ پڑن اور رڈیو  
خوبہ روز ہے ناسا تو نہشت  
پس مرے خون کا چلا ایک سال  
نا سمجھ میں آئے اجلا ناسیہ  
پرورش میں آنکے تو ہے دم دم  
ایک رسوا کر اپس کو شیخ سار  
خاک ڈالے سر میں غماری کو کچھ  
یوں عرض کی کاوی ہائے پٹیوا  
سر سر کے حرقی رسوا جو نہ آپ  
جان تھیں جانا ہوا جلدی جانے  
پس ہے مجھ کو اور یہ نہ مانگا  
ہو کے رہنے جیل میں مجھ میں  
حقیقت سب سب انکو کہو

ہوش میں گرہیں ہوا ہوں تیرا پست  
ہے اگر تو عشق میں ثابت قدم  
جب سے یہ بات تر سایاں تمام  
یونہی میں گل میں شیخ کے تار پے  
تو جو کچھ مجھ سے کہی ہو میں کیا  
پس کہی وہ ناز میں گل و شیخ پیر  
پس کیوں شیخ اُسکو دوا د  
یار میرے مجھے روگردان ہوئے  
میں تجھ اب چھوڑ کر جاؤں کہاں  
بعد از ان سے منی جب سخن  
شیخ نے لپا چار ہو کر اختیار  
یہاں تو میں اس شیخ کی کچھ کہے  
جب تو خن کی لہ میں جاؤں گے  
الغرض جب شیخ وہ تر سائی ہو  
بعد از ان سب بل کے غم سفر  
ہے ہمارا قصد گر فرمان پائین  
یا کہ کو بیان اکسب لیا چھوڑ کر  
میں تو یہاں اگر پڑ ہوں بزدل  
کیا کہ میں مجھ کو کچھ معلوم میں  
اوقات میں جاؤں یہاں سے فی الحال  
جو یہ شیخ پر تو قہر ہے

بت کو پوچھ جانوں تیرا ہست  
منہ بہ تر سائی کا تو مار دم  
سب ہوئے زمین سے کسے نادام  
خود شیخی کو اپنے آگ لگاے  
چھوڑے شیخی کو رسوائی لیا  
مہر بہا بہت ہے اور نو فقیر  
خوب اپنا عہد تو لائی بجا  
دشمن دنیا و دین و جان ہوئے  
جو مجھے جاگہ نہیں در و جہان  
لطف سے بولی کہ میرے بچوں  
خوک بانی کا کیا دل سے فرار  
ذات میں ہر اک کے ہو نو کسے  
کئی ہزار نو خوک بتاؤں آگے  
روم کے نو کون منے رسوائی ہو  
تا چھیا وین دم سے رو بہ کمر  
جو کل اس تھارے کہ کجاں  
جانا ڈالا لین گلے میں سرسیر  
ہوں دیوانہ عاشقی کے چہرین  
تو پڑے غم عشق کو کہیں میں کہیں  
نہیں سمجھتا میں آگے جاؤں حال  
چشم بچھون اور نہ پڑ نہ رہے

کوئی کافر بھی کرے میں اس رضا  
از نفس ترسا دیکھ کر ہو پُر بلا  
بعد از ان دروے کیاران مارا  
از نفسا تھا شیخ کا کوئی اک مرہ  
جب سو کیا پھر کے اپنے گھر کو رو  
یونہی وہ دلمین اس کے حیف کھا  
دوستان نو دیکھ نہ ہوتے شریک  
جب لیا اس شیخ نے زار ہاتھ  
اوتو عاشق ہو کے بزمای لئے  
بعد از ان یاران کچے نے بنی خواہ  
چھوڑ کر اسلام کافر ہو رہیں  
ایک باری سب کو فرمائے رضا  
شیخ سے جس وقت پائے تھے رضا  
کوئی اس درگاہ میں آیا نہیں  
پس کہاں یوں نخل اس کو کیا  
ہو دین شافل ہر بھی باذکر حق  
ہر کسی نے ایک طرف ایک مقام  
جو فرشتہ لکے گی دل سے قرار  
پس شب بیا بام پر رو کلید  
آئے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ  
یونہی وہ اٹھ کر دیکھا کیا

جیونکہ او پر طریقت از نفس  
مذہب نرسائی میں جا کر ملا  
شیخ کو دیاں چھوڑ لی عصبہ کی راہ  
سب صادق تھا ارادت میں دید  
اُسے ملنے کو گیا مشتاق ہو  
بولایا رونے تھیں لازم تھا  
ٹکھ مئے تو ہوئے بیگانہ نزدیک  
تم گلے میں ڈال لینا تھا سنگت  
تم جلا ہوئے نسے کیوں حامی کئے  
یہاں تو سرگزین ہمارا کچھ گناہ  
روم میں تو ہم بھی رسوا ہو رہیں  
نبہیں لاجار ہو کر لی رضا  
وہیں لیجیا تھا خدا سے التجا  
جو آپس کا مدعا پایا نہیں  
کیا ہوا تو بھی اب کچھ میں گیا  
تاکہ اپنا مدعا برائے حق  
کر لئے اپنے پرانے پانی حرام  
قدسیان مئے لگے سب از زار  
رگ درگزور سے پایا کلید  
جلوہ گر ٹکھ رہے نور یا صفا  
جافہ بوی کیا با صند نیا ز

دیکھ یک ہزن کے جادوگر مہر  
جب کہیں میری کرے بدگوئی کوئی  
جبکہ یاران آئے ہر اک اپنے ٹھا  
جب کہ سے شیخ گئے تھے روم کو  
پس اس کے شیخ کی پوچھا خبر  
جو تھیں یان شیخ کو یوں چھوڑ آئے  
کہ پوچھا ری تو موضع یاری اٹھی  
اوکے تھے جبکہ ترسائی قبول  
عاشقان نور سر بدنام بہن  
بارہا ہم شیخ سے مانگے رضا  
شیخ سوا سبات کو نہیں مانکر  
بعد بولا او مرید معتقد  
کاسے خدایا بخشے اس سیر کو  
جب سسے اُس سے بیات یار  
کیا عجب جو لطف سے او بے نیاز  
بعد از ان یہاں سب بلکے یار  
ریخ و غم سے ایک کد چالیں وز  
عالی بالا فغان سن کھلبلا  
دیکھنا کیا ہے کہ کا انجیمان پا  
عزیز گیسو سے میں کھول کر  
کائے کہہ کا رستو کے عند خواہ

عقل میں دل گنویا بے سخن  
پس کہ تو تم عاشق ہو نہیں ہوئی  
شرم سے چھپ چھپ ہے گوشہ کی  
تب سو وہ حاضر تھا کئی روزوں  
سب کہے یاران حقیقت کھو لکر  
کیا کئے ہو تم بُرائی ماڑے  
کس روش کی بیفا داری تھی  
پس تھیں بھی اوہی کرنا تھا حصول  
جو دیریں اس میں سو خام بہن  
جو میں بھی ہو میں کافر اس رضا  
کس کو اپنے کام کا نہیں جانکر  
گر تھیں اس کام میں ہونے بعد  
در گذر کر پیر کی تقصیر کو  
ہوئے آپس سے شرمسار  
ہوئے ہم سچا گان کا چارہ سا  
روم کو بھڑکے ہو امیدوار  
عجز و ذاری سے کہے با صفت ہو  
عرش والا حیف کھا کر کھلا  
صبح کا ہوا بھلا ہے شکبار  
ریخ مبارک شادمان بننے اصر  
میں ہیں تو غرق دریا کے گناہ

دنگیری کر کے ہتھو بھار لاؤ  
 جب کیا تو اس وضع ہمت بلند  
 عجز سے تیرے کیا میں اسکو دو  
 جانتا تو میں کہ لاکھوں سو گناہ  
 یہ بشارت جبکہ پایا وہ مرید  
 بعد ازاں سب ملے آپے پر اس  
 جانا تو اگلے گلے سے شیخ توڑ  
 دیکھ کر باؤں کو اپنے دور سے  
 کب رگتہ روئے کیوں چشم بہر  
 حکمت و توحید و قرآن و نصیر  
 جب آپس کے حال پر کینا نظر  
 جبکہ دیکھ شیخ کو یوں ہستیار  
 دے ٹھٹھالے بھی افسوس غم  
 یہ جھڑپوش شکوہ شیخ جہان  
 از قضا وہ ناز سایک بیک  
 فکر میں تعبیر کے تھی جب تک  
 چاک کر ڈالا گریبان گل من  
 سبستان کرشی بانو کو کو بیچ  
 چون پہا پہا بیچو کر نے لگی  
 عجز سے کہنے لگی اسے بے نیاز  
 در کو کھراہ کے گرہ کیب

بعد ازاں فرما کر حضرت مصطفیٰ  
 شیخ کے اوراق کے درمیان غبار  
 شیخ کا گرچہ گنہ خاتمیاس  
 بحر کو احسان کے جتنا ہے پور  
 کشف کا احوال وہ کیا بیان  
 ہے پٹ سو گر سے سیرار  
 بھو میں پر شکے میں تر سالی کلاہ  
 شرم سے تن پر کئے پٹو کو چاک  
 کب لگن سے آہ کے جالین رون  
 یاد آیا پھر کے سب کب رگی  
 جہاں جوان لاتے پسکے سوسن  
 پس کہے شیخ است ہٹول  
 شکر کرے جامہ زوقم کے مست  
 پہن خرقہ غسل کر باندھے کمر  
 ہاتھیں آکر گیا ہے گل نعل  
 یونہی ملنے لگی باسو زوناب  
 ٹوٹے لگی اگن پر جیون کباب  
 بسکد کھینچ کر گس اپنے سے گلاب  
 غم سے رونیکو لگی طاؤس جیون  
 راہزن ہوئے میں اس دنیا کے  
 اس گنہ کا کس وضع میں تین جواب

آفرین ہے اسے مرید یا وفا  
 آپرنا کفر کے ڈوگر کے سار  
 میں اسے بنایا ہون تھی کیا  
 سب گنہ جاتے ہیں بیکر بالضرور  
 پس ہوئے سارے عزیزان دامن  
 سینہ بران چشم گریبان زارار  
 پھار کر ڈالے وہیں کرنا سیاہ  
 عجز واریسے لئے سر پر خاک  
 کلبس میں ہو میں جہاں حق  
 گئی حکمر جیل اور پچا رگی  
 ترلوہ سے کر زمین خشک کون  
 جو تھجہ خستہ ہے حضرت رسول  
 بت پرستی روم ہے سب حق پرست  
 پس کے کعبہ طاف بل سفر  
 کھل پڑے ایسے میں کھیا کر اکیول  
 ہاتھ سے میرے گیا وہ آفتاب  
 مست نغمین ہوئے سو کا پی شہر آہ  
 کرشی کباب رگس دان خراب  
 سو دلین کے ہی تھقہ وین  
 کون ہے پاپن کوئی پھر سار کے  
 تو ابھی محکوم کھلا رہ مواب



لے بلاماری دکھیاری باب کی اس وضع اب کفر سے تو توڑ دل کیا بدین تھا اسکو تو نے اول سُن نداوہ زن اٹھی ہر پیار ہو نا سمجھتی ٹھوکران مارہ کے خار بعد از ان سب کو دین سمجھاؤ سنگی اور چاک تن کا پیر سن شیخ اسکو دیکھ کر بہوش تاب اشک کی از بسکہ تھی اسٹھکی	تاویا اسکو نہ دانت یہ خوش دین چھوڑا اسکو تو ترسائی ڈھونڈو جا کر شیخ ہووٹن ستاب تو حقیقی عشق سے ہو سرفراز جستجوین شیخ کے بل اختیار راہ سے جانے نہیں اٹھے سمجھی سینہ بریان چشم گریان کہ سر ہو گئی بیہوش تن کی سدھ سہر چشم سے انسو چلے بے اختیار	بسکہ کرتی اس وضع چوڑ خوش جو وضع تو شیخ کو رسوا کی پاک دل سے توبہ کر زور غراب گرچہ تھا اس شیخ کا عشق مجاہ سرنگے اور پاؤں سر سونگی بھار تا تک مان شیخ کو پوئی لگی دیکھتے ہیں کہ زن ہزار وند جب دیکھی شیخ کو بھراک نظر جبہ انکھیاں کھول کر دیکھی گار
دین کا سب سم اور اُمین سب شوق کی گرمی سے تاج شوق آئی لطف سے ہوین کا میرے گواہ اگلی حقیقت کے ریاے ایک ہو شیر مرد کا سچی بیگا چھنرا چو پرائن کہیں چھپدے میں اچھ	کر مجھے تلقین اپنا دین سب چونکہ لذت دین کی نہ مار پائی بخش مخلو جو کئی ہون میں گناہ ایک قطرہ تھا مجاری عشق و عشق کا تو اس وضع بیگا دھندا جانتا ہے کیا بچا را بے سجدہ	بس کہی شیخ مجھ میں تاب نہیں بعد از ان مکھڑ پھار اسکو شیخ شیخ سے دجال بولی زرنزع وہ نواتی بات کر خاموش ہوئی جو گئی وہ تو ہمیں بھج جائینگے اس پھیندیں کا پڑے وہ شیر مرد
حکایت یک دل شدن مرغان و رستن بدرگاہ سیمرغ		
ہو رہے ہیں لبین اپنے بقیار راہ کا سردار کرنا سکواب قرعہ لکھ رہیں دیکھنا ایک کام سے اسکی سب ملکر گرین فرمانبری قرعہ بیک نام ڈالے نفس وضع	عشق سے سیمرغ کے لب کیا ہا بعد از ان کہتے ہیں میں فکر سب مصلحت یہ ہے کہ بیک نام سے ہے نراوار اسکو تاج سروری جب بچاے بات کو لب وضع	شوق دے رہے تیرے جیون مچھی شوق پرے شاہ کی درگاہ کا یہاں نوکس کو بھی گستا نہیں سرد سردار وہ بکا کھلائے دزدہ ہو خورشیدک جاوین ہمیں
جب سے بدیدے بقیہ بیچھی		
متفق ہو غم کیسے راہ کا کام بے مراد زونتا نہیں نام جس جانور کے قرعہ ائے تا مگر بھرے گا با وین ہمیں		

## حکایت خونی کہ صوفی اور ادراخواب دین بو

ایک خونی کو شام بار کین تو تو خونی تھا بڑا بدکار زشت سر سر بے فعل میرے دورخی پس کے رحمت تو ہے چھینکا جسہ صاحب کی پتی پتی نظر تو سواندھا اور گوان ہر راہ میں جانبی تو پیر کا یہ پڑ	خواب میں دکھیا اُسے کوئی دین کس سب تجھ کو ملا گیا ہشت ایک گدرا تھا میری پر یک سخی تا ہوئی فروس میری جا نگاہ اُسکو ملتی ہے یہ دولت سسر بے عصا تو جا گیا کیوں راہ میں ناترے ہاتھ کو ہے دیوانہ گر	جسے وہ فروس میں نکال دینا بعد از ان خونی دیا اسکو جواب سٹ دیا تھا مارا کھو خاک پر تھکھو ہے شرف یہ اُسے زیاد پیر کی جب لگ نہیں پتی نگاہ پیر ہو یا پیراے مرد خدا جب کرے تجھ صاحب زنت قبول	پس کہا وہ مروا اُسے اے بدبنا تو جو کچھ کہتا ہے وہ ہے باصو اور حبیب عجمی کا تھا واسنگ حق دیا اُس پائے تجھ کو مراد عاقبت کی نہیں پڑتی اُسکو راہ تا دکھائیے تجھ کو وہ راہ ہدی خاتیرے ہاتھ میں ہو جا کچھول
---	--	---	--

## حکایت یارمی داؤن سلطان محمود غزنوی باخار کش

ناگہان محمود نکلا تھا شکار اگر پری تھی لا داو ضرر تھا کھار پس کہا بھجھا اٹھا دو میں تجھے ہے ترے کھڑے پوخی کا جمال لاوے بھجا گدھے پر بعد از ان ہے پیچھے آنا گدھے کو مانگتا گھیر کر لاؤ میرے تنگ اُسے اویسچا رہے نوٹ جیران رہا پس کہا دلمین اچکے اے آگ عرض کیا وہ کہ آتے عجب تب کہا اُسے کہ یہ سنا ہے مول تو عجب کوئی پیر ہے زان و ش	سوڑا کیر بھو کر لشکر سے بھا بھر دھنی بن میں مکدر ہوا وہ کہا اب کیا نواریا مجھے کیا عجب ہو کر ہے تجھ کو نہال آگدا لشکر سے اپنے شادمان وہ جو رتے کو شہر کے جھانکتا پھر کہہر چھوڑ دیکو مارا اُسے کیا یہ ظالم فوج ہے دلمین کہا میں کیا حال اپنا بادشاہ جا کر تیرے پچھتا ہے کیا سبب دس مہینے بھر کے رتے تجھ کو کھول میں سمجھتا ہوں کہ تیرا کان ہے پوخی	دماں لکڑیا راجو دکھائیے کین شاہ جب چل گیا اُسکے نزدیک اگر مدد کرنا ہے تجھ کو اے جوان پس اتر کھڑے شاہ کا مگنا تب کہا اک فوج کو وہ شہر بار جاؤ اسکو یہاں تنگ مہینک بعد از ان وہ فوج جا کر باک صفت جب وہ آیا چلے سلطان کے حضور بعد پوچھا شاہ کا ہے پیر کین بعد از ان سچ ہو کر شہر نے کہا پس کہے گان کہ اُسے قتل دلائے تب کہا وہ پیر سب پر کر نگاہ	خار لکڑی لاوے تجھے چہرہ دین فکر میں حیران اُسے دکھیا ایک ہے مجھے یہ فائدہ میں تجھ پران گل سے ہاتھو نے اٹھا کر سچا اک لکڑیا لگدھے پر لا دھار ہر طر سے راہ اُس پر کرے تنگ لیچھا اسکو وہ میں شہ کی طرف دھیکر شہ کو لجا یا باصو کون ہے نوکیلا تر کہو بے مین مول کیا ہے گلے سے کل لاو کا یہ زور دھڑ سے اگلنا ناگائے ہاتھ لایا ہے اُسے نو بادشاہ
---	--	---	---



جو کہ یمن مولدہ کہ ہے ہند خار اسکے یک بیک بگل ہوئے	خوب سمجھو بات میری دلفروز آفرین خان لوگا اسکے گل ہوئے	شاہ یہ سنگر سخن ہوشا و اب کہاں ہ لوگ کان ہ شہر ہ	جو رنگا سوا کو خشت با مراد بات اوکی اب تلک ہو با دگار
حکایت سوال سایل مرغ دویم با ہر ہ			
دوسرا آیا پنجی شیرین مقال کوئی اگن کو دریاں گئی ہو گھاٹ	اس کہا میر تو چلنا ہے محال کوئی چل سکتا ہو ایسی بات	ناری بازو میں طاق زور پر سگر نولے ہیں کئی اس راہ میں	راہ کو پہلے اس وضع کے پر خطر جل گئے ہیں کئی اگن کی باہ میں
جواب دادن ہر ہ			
یہ کہہ یاد کہ اسے نامرتو یہ تو دنیا ہے نجاست سلسر	کس سبب ہو وضع دل سرتو خلق مر پڑتی ہے اس میں دریدر	جب تجھے کچھ قدر دینا کی نہیں جیو نکیر کیا سے گاندہ بین	تو وا تو کیا جیوا تو کیس نہیں خوار ہو تو یہاں جی سرگن بین
اگر میں مر جاں اس راگ میں زار عشق تجھ کو اجہ بدنامی میں پائے	خوب تر ہے ناک اس بنامین خوا خوب ہے اس سے کہ جاتی میں آکا	کئی وضع کے میں جہا نہیں پیشوا رہزنی کوئی کر کے سولی پر چڑھے	عشق کے پیشہ سے ہے کوئی پیشوا کوئی چوری کر کے جہا نہیں چڑھے
کوئی دھوئی ہو پھر زار کوئی چا گر کہیں گراہ لوگان تجھ کو سب	کوئی گھر گھر ہیکانے ہوئے خوا کون ہاں ہو چھا جو تو ہو چکا اب	تو افس کے ٹھا کر کچھ انصاف کر بولتے ہیں بات یہ لوگان کئے	عشق بہتر ہے کیا کسب دگر بات کھوئی ہو لوگین اس منے
میں بھی کئی باتاں بنا ہوں وضع جس کا جیو خلق کی باتاں منے	بات کو کسی نہ ساین کس وضع کام اسکا تو کبھی کچھ نابنے	جب تلک جیو گی انین جو سے جو کوئی جینے خلق میں نہیں ہوا	نہیں خلاصی ہو وضع اس خلق سے راز کا محرم کہیں وہ نا ہوا
راز کا محرم سو جان پاک ہے	رزق کا محرم سو جہر خاک ہے اگرچہ ہے رزاق طلق حق وے	رزق کا دھند ہے جی اوپر تم رزق دنیا میں جگ اہوا جلع	جسم میں جان جب تلک ہوئے گم راز کا محرم کہیں وہ نا ہوا
حکایت شیخ نوخانی رحمۃ اللہ علیہ گوید			
شیخ نوخانی ہیں کے شہر سون پڑے گوشت سے کین اورہ خلق	گئے پیانے چکے نیشا پور کون پیٹ خالی اسے اور پانی خلق	راہ کی سختی سے ناگہ چر کہ نچ ایک ہفتہ کو جو ہوئی فرصت فرا	ہوئے سیار دیکھے درو رخ بھوک سے تلک سا ہوا دل گبارا
پس کہے نہیں نہ جات امالکہ	ایک وٹنی سے کرم کی کرنگاہ	تب نہ آیا تلک سے دو دو کا	بھارت جا سید ان نیشا پور کا

نیم زمر پارگاہان چھکھوٹو پھر جواب آیا وہین بارِ دگر شاد ہو کر جو کئے روٹی خرید گھاسے ہو کر چلے بارے سنگات وہ جو بیچھے دڑتے جاتے ہیں لگ زمر کہنیا جان چھپسرنان بھی	لیکے وٹی بیٹ بھر کھا سکھوٹو مانگ لے کرس سے اپنا کام کر سخت بارِ غیب سے آبادید حیف کھانے لگے آپس کے ہات پائے جھاڑو ٹوکرا بن میں اٹک لے آپس کانان اور چلن بھی میں دیا یہ دکھ تھکے سالن کاگر	پس کہے یارب تجھے سے بھیاں بعد از ان پاجارگی کو شیخ وہین شیخ نے وہان لم لم میں کچھ ذرا یا اہلی کیون کروں کیا کر کے لوں پس کہے خوش ہو کر دین میں اٹک پس دیا باق ندائے مامرو یہ عطا منت سچے اور شکر کر	جھاڑنے کو ٹوکرا جھاڑو کہاں نیم جو ز جھاڑنے میں پائے کہین اُٹھلا بارے سے جھاڑو ٹوکرا مول جھاڑو ٹوکرا کیا کانے دن یہ جہان چھپے کیا تو کیوں سیاہ سانے خرہوئے وٹی بے سواد
--	---	---	--

### حکایت یک دیوانہ خلعت خواستن از درگاہ باری تعالیٰ

ایک دیوانہ تھا نگا آزدول تب بیا تاف نے اسکو یوں ندا بھی ندا آیا کہ دن صبر کر تا کہ درس بعد خنیا یک خدا بیا خزانہ میں نوے کپڑے تھے جو جوئے ٹھیکل دیا ہے اسوضع کئی عزیزان کے اس درگاہ میں	خلق کو کپڑے دیکھا ناول دھوپ میں جا بیٹھے مرد خدا جو مقرر ہے صوری کو خضر گوڑی جونی نوئی ٹھیکل لگا یا گوائے تھے سو کہیں بڑو تھے کچھ عجب تیرا قدر ہے اسوضع سوختہ ہو کر گئے میں راہ میں کوئی تو مقصد کی منزل پر رہا	پس کہا یارب مجھے بھی کچڑا ہنسکے دیوانہ دیانت یوں جواب یہ ندا سنکر دیوانہ چپ رہا پس کہا دیوانہ یارب آج لگ یوں جو ہے تیری غایت پوری کام حق کے دیکھ بید و نشین کوئی تو مقصد کی منزل پر کوئی حیرت میں ہو مقصد کھو گیا	کا پتا ہوں ٹھنڈے میں تھر تھرا کیا نہیں کچھ تجھ کنے بن آقاب آس کر کے ٹھنڈا بار اسب سہا خرق پوشی میں رہا تھا کیا بلک کانے سیکھا ہے تو بیہ زری گری ایک دم یہاں مار نیکی جا کہاں کوئی حیرت کی راہ کو کتر
---	--	--	--

### حکایت بی بی رابعہ بصری علیہا الرحمہ

رابعہ بی بی مکہ کا کر خیال افضل آیا بگر دہ روز ج ہاں تلک میں آن پہونچی خوار کان سمجھتا ہے کسبہ اقمہ	گوٹ کر گئی تھی میں پست سال عذر داعم کا ہوا پیدا سمجھ لاٹے میرے اگے یہ خوار نو جب تلک عاشق نہیں جویں اٹھ	راہ طے کر جب حرم کے پاس آئی حیف کھا کر دین میں کیا تو اٹھلا یا مجھے نے نواپس کے گھر بٹھا اسی ماہ میں کئی وضع ہو گئی	حج ہوا زری کو جب میں لائی لوٹے آئے زمین پر سات سال یاد مرے گھر میں مجھے تو خوار تے نشنہ حج درج قبول
--	--	--	--

کرن دیکھتے ہیں کبھی کبھی سے یا کٹ باہر جب تک اس گرد آئین	کب کرین دیول میں خوش کار دوا خوار سرگردان رہیگا آپ میں	جب تواس گردیے باہر آئیگا کس وضع ناہوسیکیگا تو سکی	ہنس میں جمعیت دل پائیگا جب پریشان تجھ کو کرتی ہے کھی
ایک دیوانہ تھا گوشت میں کہیں پس کہا دیوانہ جمعیت کہاں	دیکھ اُس بولا غریب مرد بہن تو لکھا نے میں مجھے کھچکھیاں	کچھ عجیب سی ہے تیری ہلاکت دن کو کھیاں دینیاں میں مجھ عدا	خوش ہے اس گوشہ میں کج جمعیت رات کو مجھ پر نہیں آتا ہے خواب
کیا سو وہ غمزدکا آدھا منچھر	جو گیا ایک پل میں سال منچھر چہر میں تو میں غمزدک لڑاں جو حبیب	حکایت یک دیوانہ گوشت نشین کوید	یہ منچھر کھیاں ہوئے میرے نصیب
تیسرا پنکھی کیا آکر سوال پاک جاگ کیا گنہ آلودہ جاؤں	میں گنا ہونے بھڑکوں پاں حضرت سیم کو کیا منہ دکھاؤں	حکایت سوال کردن مرغ سویم	عاجزی سے ہو گنہگار عذر جو پاک لوگوں کو کیا ہے آسکودو
پس کہا ہد ہلا سے نا پاس یہاں اگر تو اس وضع کرتا ہے ڈر	ہو رہا ہے اس وضع تو کیوں اس کیا لگا حشر میں اے بیخبر	نامیدی کی نہیں درگاہ او ہے کھی آلودہ تباہ اس کو ضرور	کیا نہیں روا زہ تو بہ کا کشا جب خدا ہے عاصیوں کا عذرا
نخاں گنہگار اک بہت سانا بکار بعد از ان بار دیگر تو یہ کیا	تو بہ کرتا دے ہو کر شتر سار پھر کے سپر نفس نہ رواں پڑا	جواب دادن ہدیا اورا	ہے گنا ہو نہیں میں جا کر اڑا فکر اور اس میں وحشت سے وہ و
غم کو بفرنگا کہا میں ہی مجال سوز سے چلنے لگا دلتا زار	پھر گنا ہو نہ کو وہیں شیوہ لیا تو بہ کرتا ہوں خود ستا ہے حال	حکایت کی گنہگار تہ باز تو بہ کرد و ستا بار گنہ کرد	دل بد و غم سے لایعقل دسا لطف سیر کے لیا ہوا اس
جب مجھے کہتا ہے مجھو جان مہر ہے اپنے کیا تو بہت بول	جیوں مجھے ٹھکری پہ دانہ پیڑا تو کیا تو بہ دل حب ابدان	پھر کے تو بہ کر کیا جب تو گناہ ہے اپنا تو غم سے پھر جیوں ارزا	نین کیا تیرے گنہ پر میں بگاہ باز پھر ہے پریشان روزگا



کاڑھیا اُسکے دسے شرک سب  
گر کیا ہوتا تو پند اُسکے تین

دین کا دنیا اُسے فوق و طرب  
دیکھ نہ تھا تجھ کو خدا لگے یقین  
اسو ضعیف کی جب کو بنائش ہے

تو کیا اُسکو عذاب سے ہلاک  
دیکھ نہ تھا انکھیاں کھول کر نوالے عزیز  
کیا اُسے کس شے سے آلاش ہے

خاکسار میں کیا اُس خرق خاک  
لطف کا حق کے تجھے گریہ تیز

حکایت فوت شدن مغلس و نمازگار از دنیا بر مری حجت حق

کوئی مواخا مرفلس پر گناہ  
رات کو وہ خواب میں زاپہ گر  
تو تو دنیا میں بہت تھارشت کا  
جب کہا تو اُسپہ کرنا میں نماز  
بولتا ہے طفل کو دیو ایسا  
تو بچے کی مان بچو بے حساب  
کئی ہزاران پل میں حکمت کو دکھائے  
وہ ناصح جنت کو کچھ کرے تیز  
تم نہیں دیکھو تھارت سے اُس  
گل اٹھا جو خرزا پسید ہوا  
جب احد کو میں دیکھ میں عدل  
باع میں ہوتا ہے جو گل کا بہا

یہی تھے اُسکو گورتان کی راہ  
شادمان دیکھا اُسے جنت بھرا  
مہربان کیونکر ہوا پروردگار  
تب ہوا حق مہربان دکار ساز  
باد کو کہتا ہے جادو بوجھا  
مہرمدین ہو کر کئی ہے غنا  
بوند کو دریائے رحمت کو دکھائے  
جان نہرو لطف اُسکا ہے عزیز  
کون ہے تیرے پیہا میں سر  
جرا تھا تو گل پہ تو شیدا ہوا  
جرو گل کہتا نہیں ہے ناہد  
سوز ہے ہی واسطہ لید و ندا

ایک زاپہ اُس سے کر کے اشتراز  
بعد از ان پوچھا کھلو ایلان  
پس کہا زاپہ کو وہ لے نیک ہے  
جاننا ہے کون کیا حکمت ہو یہ  
بعد از ان آپہ ڈٹاتا ہے بچے  
کام حکمت کے سمجھتے ہیں کسے  
رات و دن گشت ساتون آمان  
جرو گل کیا ہے سوتیرا یہ وجود  
جسم تیرا گل ہوا جو ہے ہوا  
میں ہر جوڑ سے جلاورن جوڑ  
ابر رحمت میں برتا جنتک  
وہ فرشتوں کی عبادت سے

یونہی بولا اُسپہ کرنا میں نماز  
کیا سبب جنت میں پایا ہوا گل  
رحمت حق تیری پیر حجت سے ہے  
کیا ہے وہ کار کیا رحمت ہو یہ  
کیوں بچایا نو دیو کیلے بچے  
چھپا ہے پیہا میں سو کیوں  
یہ تجھے تیرے کے خاطر اے فلان  
قدیوں نے کر لیا جسکو سجد  
خبر سے گل ہو گل ہے خر ہے سجان  
دیکھ غول پیوی پیوی جو پیوی  
شوق دکھان میں ابدت تک  
ہے بھی تجھ واسطے روشن گہر

حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نقل ہے عباس سرجہ شکران  
حق تعالیٰ تب طلب کر ملک  
پس کہیں گے و فرشتے یا اہ

ہوئی گے کالے گہنگا و نکہ دن  
جو ہر ہوئی گے میں میں ستا فلک  
ماری ہے کیوں ہماوی خلونہ

ہوئی گے سب خلق طرف رنگ  
کئی ہزاران سا طاعت انکی  
حق تعالیٰ اُن سے بولیا گران  
ہے بجا بھو کو نو دنیا بیطعا

دل پریشان ز زیادہ حال تنگ  
ایکے بخش گیا گنگار و کو تب  
کیا نفع طاعت ہو تو کیا گران



<p>ہر گھڑی ہر خطہ ہر دم ہے خیال کب سوگوشتہ میں نہ جاتی ہوین فلوین آپسے سرگردان ہوں</p>	<p>حکایت در سوال طیر چہارم گوید کچھ عجب دیکھا ہے میرا جھکوال کب سو بار ونسے خرابانی ہوین میں تو دونوں راہ میں جیلن ہوں</p>	<p>پس نکچی نے چوتھا کہول بات کبے عابد کبے زائد کبے موت کب سو شیطاں جھکولے لایہر</p>
<p>انیا آتے نہ بند دن کبھی لیکن آخرا پائے آرام و خوشی آرزو جسکو ہے وٹنی کی ضرور جن کیا یہ پرورش سو چیز ہے</p>	<p>جواب دادن ہد ہد اورا یک طرف سے پاک ہوتے ہی سبھی جب جزم کرتا ہے ڈوگر کشری کیا تر ہے پیٹ غفلت کا تور پرورش نفس کی ناچیز ہے</p>	<p>پس کہا ہد ہد کہ بیجا ہے پس تجھے طاعت کی غنیمت ہے گر خیال آتے ہیں جھکولے گنگ کیا ہے وٹنی پیٹ جھکولے</p>
<p>بیٹھو مکھڑ میں جا کر شیخ پائے شیخ کا اس جائے آنا کی سبب ناشال مرزا ماست زرن جانتے ہیں لے پس کو کم کو کم خود نمائی گئی نہیں تری ہون ہونہ تو ت گر اگر ہے کچھ خبر بندگی سے کوئی نہیں ترز مقام مت کہدا صوفی لایہر خلق میں</p>	<p>حکایت کم شدن شیخ شنبلی ویا فتن بجائہ مخمضت یک طرف سے دیکھتے رہتا آئے بعد ازاں لوگوں نے بولا عجب میں بھی وہیں دین کی اکلن جسکو یوں ہے راہ میں لاکھ غم بال بھر میں ہوں جو گر کچھ کا یوں اس خودی کو تو پس رکات نہ کر جانتے ہیں بات یہ خیال صام میں ہزاران بت جو تیرے دیون جامہ مردانہ جھکولے سبب</p>	<p>گم ہوئے بعد اومین شنبلی مگر دیکھتے ہیں کیا کہ پیسہ وزگار شیخ یوں بولا کہ یزدانمان جب جوان مردی ہو ہر دل ہو گر تجھے بھی کچھ ہے غم کا اثر خود نمائی کیا تیری دل خوشی بندہ حق ہے تو شکر تگری بندگی کر بندگی میں رہ سدا</p>
<p>پس محض زراش ارزا ہو سکیا</p>	<p>حکایت خصوصیت خود دفع کس و کس پیش قاضی قاضی انکو لیے جا کوثر کے دھیر پندرہ کپے گا ہستہ لون</p>	<p>دو جھکولے آئے قاضی کن فقیر</p>

مردہ ہو کر بہن بیٹھے ہو کہن مین تو فاضی ہو نہیں مر فقیر جب نلک مین فقیر کا کچھ عشق و در	کیون جھگڑتے ہو عبتے نلک مین اس کہن کو دیکھ شرماتا ہوں جھیر وہ نہیں عارف نہ عورت ہے نہ فر جھوٹ کی دعویٰ نہ کر مرمت اٹھا	ہے اگر کرنے پہ دل جنگ جہل جو تو مین اس وضع کہ دوشی گر ہے جھوٹ کچھ بھی تو عشق سے جگ مین سوالی ہو ایسی تو بچا	یکفن ہنپے ہو تب کسے بدل اور جھوٹو سر پہ اپنے اور مین تا گد جا سرے اور تو جیوت سے
حکایت عاشق شدن گدا بر بادشاہ			
مصر میں تھا بادشاہ کوئی نامدار کان مین آسمنہ بولات یون نین زیادہ بات ہے مختصر جب کہا وہ شہر و جاؤں مگر پس کہا شہ نے کہ عاشق تھا جسکو معشوق سے پیارا ہوا جب نہیں عاشق وہ وجود تھا	پس ہو کوئی آسپہ عاشق بظاہر اے اگر عاشق پہلے ہے مجھ پر توں سر کیا چھوڑ دے میرا نگر شاہ نے بولا کہ ڈالو کاٹ سر عاشقی کی راہ مین صادق تھا عاشقی کی پینت سے پیارا ہوا سر کیا نا سکا بہتر کار تھا	جب خرعاشق کی پہنچ شاہ کو دو سخن کہتا ہوں کہ اک احتیاج جو نہ تھا وہ عشق پر ثبات قدم تب کہا لوگوں نے عالم نیا گر اسے کچھ عشق کا ہوتا اثر سر کیا نا روہ کرنا خستیار یہ کیا مین کام مین ایونیک غم	شاہ بولا عاشق گمراہ کو یا کون سر کو جدا یا یون بار شہر سے جانا بولا ایک دم کس سب سر کاٹے ہیں بگناہ وہ مین کھڑا رہا کہ ڈالو کاٹ سر مین بھی کرنا آسپہ اپنی جان نثار تاجو بادعویٰ کرے مین اور کوئے
حکایت سوال کردن مرغ خیم			
پانچواں نیکی ہوا یون عذر خواہ مین کرے نفس کب فرما بڑی	یہ مر ہے نفس دشمن آہ آہ اس کو مین سوچن ہو مجھ کو باری جھکو تو ایسا عجیب آنا ہے بو	کس طرح مین جلو حق ہو سنگا لاٹکا ہو گا جھگل کا آشنا آشنا کو کاٹ کیون کھانا پیو	راہ کے رہن کو لیکر اپنے سات یہ کو نا گھر کا ہے نت نا آشنا
جواب دادن ہر ہا اورا			
پس کہا ہا کہ نفیس کہین دیکھ تیری عمر کا سارا حساب پورے مین ناوانی کا ہلی اس کے کی ہر جان مین کوئی با	ہے گناہ جوئے اور خس یقین بتن پڑن یون و تیر مین جزا ہے تجھے ہر سہ منے بیجا ہلی حیف اپنے زلیہ مین کیل ایک ہی	کو کھانے جھکو کوئی با ہی چھوٹے مین یں تجھے نا داگی عمر تو ناپیہ ہو گئی اس وضع مر گئے ہیں کئی ہزار عالم دین	تب گنا پانا ہے تیرا فرہی اور تجانی مین تجھے دیواگی یہ گنا آراستہ ہو گئی وضع یہ گنا کا فرہ مین تر با کہین

## حکایت سوال کردن از گورکن

کوئی مرد گورکن بخاک نہ سال  
پس کیا شخص نے اس سوال  
گورکن بولا کہ دیکھا اک عجب  
یہ پتھر سانس پس بیگا بے ادب  
کچھ عجیب تجھ کو آیا ہے نظر  
اکٹی ہے قرآن کھودتے تیری عمر  
ایک دم طاعت میں سب انہیں ہوا  
کھودتے قبروں نچھا کر میں ہوا

## حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن عباس مجلس میں کہے  
یہ جہان گر کا فونسے بھر ہے  
ہو سکے یہ بات امانفس ہو  
پائے نامہ ز مسلمان کی بو  
صداق اپنے سے کربن ایمان قبول  
اور دنیا کے جہان تک بافضل  
مغرب دکھائے میں کی کئی برا  
کئی ہزاروں آئے ہیں غیر ان  
نفس کی فرما بی بی میں ہیں  
بسکہ کافر پروری میں ہیں ہیں  
لگ کے اُسکے ساتھ رہتا ہے گنا  
دور تا میدان میں ہے جفا  
جگ کے شیر و پیر ہے ڈالا دھند  
اس گئے کو جویا میر سے بند  
دل نواک رہو کا اسوار ہے  
ساتھ سکے یہ گنا مردار ہے  
سوار کو ملتا ہے جتنا کچھ شکار  
یہ بھی ہو جاتا ہے بہن حصہ دار  
اس گئے کو جسے عاجز کر رکھا  
نعمت حق کا اونے لذت چکھا  
تہ کو پھانسی سے پڑا ہونے

## حکایت یکے بادشاہ کہ نزدیک درویش رفتہ ہو و درویش برویال نہ کرد

کس گدا پر بادشاہ کہتا گذر  
اُس گدا نے میں کیا شہ پر نظر  
یوں کہ پھر بعد از ان مرو فقیر  
بات تو مت پوچھ مجھے ای میر  
جب ہمیں تولہ دین کا راز دا  
خوب تر تیرے میں ہوں لاکھ بار  
سمودہ چڑھ کر تیری کا ندھے پردہ  
نت پھڑنا ہے تجھے دیکر لگام  
ہے کتے سے نفس کے تو آشتا  
میں تولہ دین ہی اتنا کشتا  
نہن رہا اس آتش شہ سے کتب  
اگلیا ہے نو ذال و رتن ستاب  
گئی جوانی آگ پر ہی اے فلان  
دن میں کہ ایک نے پیٹنے چل  
نفس کو من کی ہون خوشی  
ہو گئے میں کان بہت میں بند  
نفس کو من کی ہون خوشی  
نہن سمجھ تجھ کو جویا کیا ہے نشان  
جاڑ گیا جیونزار و نڈل منے  
جاڑ گیا جیونزار و نڈل منے  
جیونزار و نڈل منے

## حکایت روباہ و مادہ کوید



لوٹرو نکا بن میں جوڑا تھا لکھو  
اُن لئے جگہ ملے دونوں کو گھیر

عیدش سے پہلے تھے ملکر نارونر  
زسے مادہ یون کہی جو سے ہو بہر

ناگہان کوئی شاہ نکلا تھا نکلا  
جو ملین گے پھر کہاں ہم نارونر

بار چیتے اور کتے بے شمار  
نرے بولا پوتین دوزا نکے گھر

### سوال کردن مرغ ششم

بعد از آن چٹا پنکھی یونکر کہا

منہ کو رتے سیر مرغ سے کھٹا

یون کالابات وہ شیطان سے

میں خلاصی ہے مجھے بدین سے

رات دن اسکا لگا ہے جھگو گھور

میں ہے چلتا اسپر کوئی زور

### جواب دادن پدر اورا

پس کہا پدر کہ تیرا نفس سگ

ہے جہاں ابلیس کا وہاں نیلک

تا تو یان ابلیس نا ابلیس سے

از دہر کہ تیرا ابلیس ہے

ہوئے ادا کہ ز روتیری تمام

تکلو میں حوالیس مجھ و السلام

ان دنوں کی کچھ عجیب تاثیر ہے

سر سہر ابلیس کی جاگیر ہے

تو ہوا جاگیر میں اس کے ہات

ناکر گیا وہ کبھی کچھ خبر سے بات

### شکوہ کردن ابلیس کے مرید پیش پیر خود

کوئی کیا ابلیس کا جا کر گلہ

پیر سے اپنے جو تھے صاحب جملہ

چوڑے ہئے عین میرے نبال

چھوڑا میں کس طرح میرا نبال

رات دن کرتا ہے مجھ سے کوہن

دین کا میرے ہوئے راہنر

پیر نے اسکو کہا ابلیس بھی

دکھ ترے رو گیا وہاں ابھی

جو مری جاگیر ہے دنیا تمام

سو وہاں کرتا ہے اکر دھوم دھام

تم کہو اسکو کہ اے مر خدا

چھوڑے جاگیر میری ہو جدا

میں بھی تیر چوڑ کر دو گا خیال

بے فکر تو ہوو گار سنہ سنہاں

میں مجھے کچھ دین کو کوئی سے کام

اصل مطلب یہ مرا ہے السلام

### حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کہیں کہ تھے خواہ عیسیٰ نے مگر

سو سے تھے سر کے نیچے اینٹ کر

کھل گئی جب آنکھ اُسکی زبیرسون

سامنے پکھا کھڑا ابلیس کون

پس کہے اے لعنتی زمین کہاں

نت کہا وہ اینٹ سیری ہو جہاں

ہے دنیا اور سنا کا ستار

کل مری جاگیر میں گئے بے نزار

پاس جسکے یہ دنیا اور زر ہوا

وہ تو سرے کام میں چاکر ہوا

جب ہی عیسیٰ لڑا اُس حیات یو

اینٹ رٹ دی اور تپے پھر بھونچو

پس کہا ابلیس نے عیسیٰ سے بھیر

تم چنتا اب سو رہو جاتا ہوں گھر

### حکایت دعا خوان سنن باؤ شاہ وقت نماز جواب دین پویش

کوئی ناگنا تھا دعا وقت نماز

اکڑا یا مجھ پر رحمت اور نواز

یون کہا اسکو دیوانہ سن نوابک

کیون نہ رحمت پا گیا جب چو نک

بیزری دنیا دولت کرو نہر	بیزرا سبب بیچا کفر نہر	بیزرا ناز و تکبر اور عس و ر	بیزری باندی غلامان اور فرو
بیزرا یوان صافی زر نگار	بیزرا دنیا منے عس و وقار	دیکھ سکورہ طرف لیجا کے لے	مستحق دوزخ کے یا رحمت کہ ہے
جب تک دنیا سے دل توڑنا نہیں	نقد دولت دین کی جوڑنا نہیں	اور عصر میری شل ہو جا نہنگ	بعد از ان رحمت خدا کے یا پس
	گر تجھے بہت ہے کچھ درد نہ کے سار	منہ پھر تو سب سے اپنا ایک بار	
	حکایت نغضہ دانی کوید		
کیا کہا ہے خوب کوئی نرفیقین	یہ خلافی ہوش جنگو کچھ نہیں	قبر میں دیکھو کتنے کچھ پھر نہیں	مغر معنی کو نہر گنہگار نہیں
کیا ہوا جی نگھ پھر یا اب کئے	منہ پھر یا میں جو جینے ہی لہنے	خشک ڈالی کو جو کوئی پیر تو کیا	مر گئے پر کوئی منہ پھر انو کیا
	زندگی میں جب کو ہو دنیا کہ جب	عارفان کن دھبے ناپاک خب	
	در سوال بیچھی ہفت مشہور دن		
سانواں آیا کچھ کوئی بعد از ان	معذرت سے اس طرح کھولی زبان	جو مہر از نہایت زرد و سہ	عشق ز سو مغربانی پو سے
جب تک جون گل نہیں بچھ کئے	کاہ ہون گل کو مثل گلشن بنے	عشق ال عشق گنج عشق زرد	جھکو معنی سے کیا ہے بیخبر
	جواب داؤن پد پلان مرغ را		
پس کہا پد پلہ کے پیا پرست	کیون ہوا ہے اس طرح غفلت پرست	زر سو کیا ہو ایک گلی زر و رنگ	تو سو خوش ہو چون مرنی کھینک
دیکھ نہر کو تو سب تا ہے خدا	وہ سو میری اہ تہ ہے جدا	ناز سے زرد سے کسے ہے کچھ نفا	تا تجھے اس نہر سے کچھ ہیگا وفا
جب تو کچھ دیش کو دینے منگے	آزماش اسکی یون لینے منگے	زر کی پتی سے ہوا تج کو فراغ	او تو تیری پشت کو دیتا ہے داغ
زر کے لالچ میں گواہی نہر سب	رات دن جی کو تیرے رک طلب	فکر سے زر کی تجھے ہے شغلہ	ز زمین فوجی کو تیرے ولولہ
اگر سب سے کیون خلا کو بیگا	دین دولت ملک کیون نہ لکھ بیگا	ہے اگر کچھ دل منہ حق کی طلب	خرج کراش کو اسکی وہ بہن سب
دیکھ جاقران میں اسے نیک خو	کن تاناوا اصرار سستی تھقوا	جھکو سارا ہے جو کچھ نہر کر	بلکہ سارے جو سے اپنے در گرد
جیو سوا خراج بیگا اک روز دین	کان بینہ بال جب جیو نہیں	گورڈی کہنی اگر ہے تجھ کئے	وہ بھی آڑے آئے تیری منے
رے جلا تو گورڈی کو بھی اتناں	چھوڑا پیچھوئے اسکا خیال	میں جلا ناگڑے جلدی سے تو	کب خلاصی با بیگا جہم سے تو
	حکایت مرید سے کہ از پیر ز رہنمان دم ششم ہو		

نہیں کیا کب منہ سے وہ باہر نکلے	پیر کو بھی اگرچہ خطا ہر تھاوے	کچھ رکھا تھا زچھا کر دھیر سے	نومر دیا یک تھا مگر وہ پیر سے
آئی آگ لگ گئی ان ڈالی نظر	اُڑے کین بن بہانے میں مگر	پس چلے مگر میرا اوپر میں	ناگہان آیا سفر پریش کین
پس چلا جاہر کہ صبح ہی غریب	شیخ بولے چھوڑ اپنے ڈر کی چیز	پیر سے اپنے کجا ناب کہ صحر	بعد از ان پوچھا مرید یاد
کئی بہکری فکر میں کرتا ہے کام	تو سوز کی فکر میں رہتا ملام	کیا یہ دنیا دین میں لے آہ آہ	ز سو کیا جیو کا خطرے مرد راہ
تو سو بانداس سننے پڑ کر ہوا	ز سو کیا ہے باٹ میں تیرے گوا	جون گدھا دل لے پیچھا کرتا	دین کے مارگ نے تو پڑے ہے
	اس ہونگ حطیٰ تیرے ہونگ	اس کو دے کر خدا سے پیر کہن	

### حکایت حسن بصریؒ از حضرت بی بی رابعہؒ سوال کردہ بود

شیخ بصریؒ لالچہ کے آگے پاس	جا کے پوچھے بات یہ خوش شناس	و سخن جو ہو نیگے کین تم سنے	تا تحقیق بولونہ بولا اور کئے
خود بخود دوسے وہ بجا ہو گیا	سو مجھے بولو جو بجا ہو ویگا	پس کہی بی بی کہ اسے شیخ کیا	سوت میں کاتی تھی کئی ایک بار
اے دو دنیا رُسکے جگہ وہیں	نہیں لئی دونوں کس میں ہاتھ پٹیا	خوف سے آفت کڑی کے لے لیک	ہاتھ میں ہر ایک لئے دینا رنگ
تا سدا ملے دونوں ایک بار	راہزن ہو جائیں میرے لے کیا	تو سو جو جوڑتا ہے زرد ملام	تا حلال آتا ہے دلمین ناحرام
مر گئے پروا نہ ان لکھا میں بال	ساتھ تیرے آئے ناخبر از وبال	لے خوشی لے ہے نور کے عشق تو	زیر دل تو بیچا سیرغ کیون
راہ میں تنگ و مان کیا ل بھر	ساتھ کیوں لجا گیا گریخ وزر	چال چو پیٹ کی پکڑیاں ہو غریب	تا شکر کا گنج ہو تکو تیسر

### حکایت عابدہ کہ باری تعالیٰ اسے عتاب کردہ ہوا

ایک عابد تھا جسے سب زندگی	چار تو برسان کیا تھا بندگی	خلق سے دنیا کے حرم ماسا تھا	حق سے پر دیکے اندر ہر رختا
ہم اُس کا کوئی نہ تھا جوا حق	ہر نفس اللہ اللہ تھا سبقت	چار دیواری میں انکی کاک خرت	خوشنما تھا سبز ترچون بخت
اُسے گھر کا ایک بکھی دلو تو	شوق کے دسے ہوا الحان ساز	عابد اس وزر سے دلمین بُھا	لا رہا تھا کان اک دم جیو لگا
حق ہی پر اسے بانیئے خطاب	یون کیا عزت سوسن عابد کے با	جو کہ یون جا کے اسکو یہ عجب	اے جزو طاعت کیا تھا روز و شب
اس مدت کا شوق اور سو گریز	کیون بیا تو راگ بکھی کو بے خبر	اگرچہ تھا تو لیسیا مالے سبھی	کیون ہوا آواز بکھی کے سبھی
میں خریدانگو تو بیچا مجھے	کیا وفاداری لایسی لاتی تھے	اس وضع ارکان فروشی ہی نہ کر	میں تر ہوا زبون مجھ کو بے سیر

### سوال پیچی ہشتم

بعد از ان آیا تکلیفی ان آٹھوان	غمرہ خاطر پریشان دل گران	پس کہا مجھ کو کیا داتا ہے گھر	حبیبہ خراجا ہون بہت مال از
خاص جہاری اور چھ مین زرنگ	دکشا وجان فرجون ہوئے بار	ہوئے جسکو دیکھتے دل کو فروج	کس وضع اس گھر کو دینیں کس طرح
بیٹھا ہون بادشاہ مین ہوئے ہا	بادشاہی چھوڑ کر جان کبان	کان پھرون گھر چھوڑ کر مین در	راہ کا دکھہ نوستا کان جان با
	باندھا ہی گھر اجنت سے ہوڑ	کوئی عاقل جان کو جن جن کو چھوڑ	
جواب دادن ہد اورا			
پس کہا ہد ہائے لے کم بہت	کیون رکھا ہے یا سے جی کو گشت	کیا ہے جنت بھاری تے خراب	تو اس مین حکمے پڑتا ہے کباب
گھر تاجنت ہو یا اگر حسد ہو	ہے اصل کا چھہ بندی خانہ سنو	نہوت سے تلکو اگر ہونا امان	خوب تھا یہ گھر تھے اور یہ تھا
حکایت تعمیر نمودن بادشاہ ایوان بلند و جواب دادن یک را ہد اورا			
گھر بنایا بادشاہ کوئی زرنگار	مال دوز کر خرچ پینتا بیشمار	جب ہوا حاصل عمارت و فراغ	کر دکھایا فرش پوسش شک باغ
لوگ ملک ملک کے آنے لگے	دیکھ کر اسورا خان پانے لگے	بعد از ان اک روز شاہ کا مکار	جشن فرمایا مجالس کو سنوار
سب شیران اور وزیر انکو بلا	پس حکیمان اور وزیر انکو بلا	خرمی سے دیکھتے ہون ہال	یہ محل کیسا ہے تم بولو تال
جشن دہلی دیکھ کر چپ نا ہو	کچھ بھی باقی رہا ہے سو کہو	بعد از ان سب ملکہ ہوئے بیکان	اس جہان مین ہر نین بیکان
اس لطافت کا محل کہین نین	کوئی نہ دیکھا ہون دیکھیا گاہین	ایک زاہد نے دیا پھر یون جواب	مین کہون گشت نہ فرما دین عتاب
اس محل کو گر نہ ہونا ایک کھوڑ	بچ اتھا فروس در جنت کو چوڑ	شاہ نے بولا کہہ کیا ہو بول	چپ نہ کر مٹیو وہ کیا ہو بول
پس پاشہ کو یون زاہد نے جواب	اسکو غرائیل کر دیگا خراب	ہو سکے نو دور کر یہ کھوڑ سخت	نین تو کیا ہے یہ محل شایخ سخت
گرچہ ترم ہے مکان بیہوشنت	موت کو کر کو کرگی اسکو رشت	خیل ہوتا نہ گرتو یہ محس	کیا کر گیا تو جواباتی ہے غل
اس محل کو دیکھ کر نو خوش ہو	کشتی کا تاج سر پر رکھ نہ تو	دیکھ کر شاہی تری اور رشت کو	کہہ سکے ناعیب کوئی پیش ہو
	دیکھ کر شاہی نری اور میند	ناکے کوئی عیب کو انوس کر	
حکایت روستائی و تعمیر نمودن خانہ زرنگار			
کوئی بازاری کیا گھر زرنگار	جب ہوا گھر حسن خوبی ستار	قصہ دل پر مینہ مانی کا کیا	شہر کے لوگو کو دعوت جادیا
دور تا پھر نے کتاب گھر گھر	خلق عالم کو بلا نے ہر کھر	کوئی دیوانہ دیکھ کر بولا اسے	بات کہتا ہوں تجھ کو اگر نا ہو غصے

دل میں میرے بھی تو انجام کچھ	جو تیرے گھر جا کے اکدم آؤں لیک	میں ہے محکوم دستا بل شغل سے	میں آتا ہوں تو سناں عز سے
		حکایت عنکبوت یعنی مکڑی	
دیکھ لے مکڑی کو ایسا جال	کس طرح کرتی ہو دسین کئی بال	ساندھ میں لوگوں نے جال بانچ کر	دام کرتی ہے کھین کا سہر
کوئی کھی پڑی تو اس کا پیکھو	کر کے کشتی ہے ذخیرہ ہو ہو	وہ کھی جالے سنجب کو کھجے گا	بعد ازاں ہشتکی سے اس کو کھائے
ناگہان گھر کا دھنی اس ٹھارا	تو ڈکر شتا ہے سب یکبار کا	ہے یہ دنیا حق تری سن ہو ہو	یہ ترا گھر اور ذخیرہ مو بمو
ایک دم میں ہو کے جاوے سب فنا	کان رہی جان دل اور یہ فنا	جا ریگا جس وز مالک آئے گا	ایک پل میں سب فنا ہو ریگا
یہ تری دنیا و دولت اور شے	تو نہ تو بول محکو کان رہے	قید پس کا جان یہ گھر اور سرا	قید میں پڑ کر پس کو مت سٹرا
کیا یہ دنیا ہے جہاں پُغور	چھوڑ جاویگا اسے کدن ضرور	کھول نکھیاں دیکھ کچھ سہ کو	چل شتابی دھوٹے دنگہ کو
		جگ میں عزت کو دسین پا ریگا	
		حکایت شخصہ کہ سپر او فات یافتہ بود	
مر گیا تھا طفل کس کا ارقضا	باب سدھ بڑھ کھو دیو انکی ضیا	پشت سے تابوت کے ہو پتیرا	بولتا جاتا تھا یون وہ زار زار
لے بچے میرے جہاں دیکھ کر	کیوں کیا تھوڑی میں تو آخر عمر	ایک بیدل نے کہا سائل غلڈان	تو سچھ نہ باریاں دیکھا جہاں
عاقبت فرما اُسے تھا یا نہیں	جان تو اس بات کو دسین ہیں	نسبوس تک گریہاں تو ہو ریگا	یون کہیگا میں نہ دیکھا ہو ریگا
عمر تو اک پل میں جاتی ہو کج	کب کریگا دور کا اپنے علاج	جب تلک چھوڑا نہیں غیش	گندیں ڈوبا ہے یہ جان نفیس
		سوال پنجی ہسم گوید	
پس کہا آکر کبھی نواں سخن	جو مجھے پہلے ایک دلپر سولگن	عشق میں اس کے ہے دیل بقرار	باتھ سے جاتا رہا ہے اختیار
مجھ خیال اس کا ہو ہے رہزن	اگ میں جلتا ہو سارا تن بدن	ایک دم بن اس کے مجھ آرام بین	صبر سے اک ذرہ بجاکو کام بین
دل نہیں مجھ ہاتھ میں کیا لیا	کس طرح سے پاؤں تے میں صرون	کس طرح اس ناخن کے غمیر	رخ کرڈن کس رخ کو صرون
درد کو میرے تو درمان ہو نہیں	عشق میں ہو کفر اور ایمان نہیں	کفر اور ایمان میرا عشق ہے	درد کا درمان میرا عشق ہے
عشق کو غم میں کوئی نہیں	ہم نفس سہراؤں محکو عشق میں	عشق نے اس کے خلیا ہے مجھے	خاک خونیں وہ نہلا یا ہے مجھے
ہو رہا ہوں صبر و طاقت و حیا	سداً بکجا دسین بٹھیا و فرق	چک ہے زار و زار سداً آہ	دل ہو ہے غرق خون و خاک آہ



## جواب دادن ہدیاں مرغ را

پس کہا ہدیاں کا وہ صورت پرست  
جسکے تین جہنم سے نقصان ہے  
پھول مت اسقدر خوبی حسن پر  
جگھڑی وہ خلط خون کم کس کھڑے  
حسن معنی جب ترے ہاتھ آریگا  
دو تھی صورت کی پہلی کچھ خیال

منزل معنی سے مطلق دور دست  
جو لوگا نا اُس پر سکا زبان ہے  
جاتا ہے جسکو تو مثل چندر  
زشتہ اُسکے ساز کا پائے نہ کوئے  
خالق و رازق کو اپنے پاریگا  
جو کی اکیس کے سن تو ایک کال

عشق صورتین پر عشق معرفت  
جب تلک نیک اصل حسن نیرال  
وہ تو ہے سب خلط اور خون کا بنا  
پس نہیں کر صورت کا خیال  
صورتان بہرین ہونے میں سب  
دو تھی ہر چیز کی رب کے سوائے

عشق شہوت باز پر جھوٹ  
کفر ہے جس حسن پر پھانسیاں  
دم بدم ہے آرزو اور جسکی چاؤ  
اصل معنی ٹھونڈا ہوا صا حبال  
کسی کی عزت ناریگی غیر رب  
سب عمر کچھ بولیشیاں میں پائے

## حکایت گریستن در دمند و پند دادن شبلیؒ اور

کوئی شبلیؒ پاس آیا در دمند  
مر گیا ہوا دوسو کے غم سے  
جا بوجھ ٹھوٹھ موضع کا کازن  
حسن صورت کا ہوا جو مبتلا

شیخ پوچھے کیون ہے اسکو مستند  
ہو رہا ہوں اسطرح ماتم سے  
جو میہر نا ہوئے ہزار یوں  
نیز عجب جوائے سپر کوئی بلا  
یا تو جایگا اُسے یہاں چھو کر

پس کہا اولے بزرگ نامدار  
شیخ بولے گرتو ہے یوں غمرہ  
یارا بسا جسکے مرنے سے ڈر  
اوسو کہ دن جہان سے جایگا  
حیرت و حیرت سے لکھو نوٹ کر

تھامرا محبوب اک پیارا نگار  
کیا ہے غم اس کا لگا ناخبرہ  
دو تھی میں کی جو پر ہے خطر  
سیرت و حسرت کو بچھیر لاریگا

## حکایت عاشق شدن شاگرد و کریم کرک اُستاد خود

ایک جوان نوخیز تھا چالاک تیر  
سب دنیا کا چھوڑ دیکر دوبار  
مہربان آپس تھا اُستاد بھی  
از قضا استاد کے گھر میں مگر  
نازنین نازک بدن تھی مری  
حسن پر کیا لکھ ناول تل جھنڈو  
کہ اُسکو نوین ہنر شاگرد ہو

صاحب ہوش و فراست با تیر  
بحث او ترک کر میں تھا استوار  
نین کیا اک دن غصہ اسپر بھی  
خوبصورت تھی کینرک جون چند  
رنگ کھائے دیکھ سے جو پوری  
زلف اس پر بیاں سے نکلا سونہر  
مست ہو کر گیا اک پہل میں ہو

رات دن تھا علم کی تحصیل میں  
باجا تھا نیک بخت و با شرم  
جہاں تلک شاگرد تھا اُسکے نام  
دلربا دلدار و دلبر جو نہ حور  
فتنہ غمرہ نازنین ناز و داد  
شکر میں لب شہد و امرت بچن  
دل اس کا در سے سے نور کر

کوئی گھڑی جاتی تھی تعظیم میں  
پاک صورت تقی تھا دل نرم  
سب زیادہ پاتا تھا اُس پر دم  
جسکو پاک نیک کر سوانی صوبہ  
عاشق کا جانی دل چھپو فلا  
نین جون بادام نہ پستے میں  
عمر و دانش کو داس چھو کر

عشق کا بھلا لگانے کو یاد ہو گیا اکبار کی جون لالہ زار ناگاہان واقف ہوا تاشا کہین تاکہ ہو سے زار زار ناوان نہیں کھل آیا کئی کالان جھنگ وہ جو تھا اخلاط اور خون گندہ ہو رہا وہ دیکھ سکھو لینہ نگ بھوتی سانس پر کیا دیکھا حال بعد از ان تاشا نے طشت کو کان گئی وہ رنج بیماری تری رات دن باندی کی تھی تھہ آرزو آرزو کی تو کرتا تھا مدام تو نہ تھا عاشق مگر اس یار کا جسکو ہے صورت پرستی کا خیال تو نہ صورت کر کے عشقی صفت	حسن کے دل کو سمجھا اوستا و زخمرانی حیرہ اُس کا گلعدار بیس ہلا کر باندی کو اپنی و پرین رنگ گناری ہوا جو غفران جاگیاں دوکان کو لکھیا جھنگ سب رکھا تھا جمع کر تاشا دوو پہنظر کر نیکو لایا دلمین ننگ دل منے اپنے پٹ پٹا لکٹال لاکھے آگے جو تھا جھل خون کان گئی وہ خوار می زار تری دیکھتا کہین کھڑی ہے رو برو وہ سو ہے طشت میں بھر کر تاشا بلکہ عاشق تھا اسی مردار کا اگر صفت سے ہو گیا اسکی صیال دیکھ زان پس اس قباب معرفت خلط اور خون کی وضاحت کو رہ	درس علم و فضل کا دل سے بار عاقبت ہو کر پڑا بیمار عشق فصد چھوڑا اسکے دونوں ہاتھوں ایک طرف سے گئی نکل خوبی گل حسن میں اُسکے کچھ باقی رہا بعد از ان تاشا کو دیکھ بھلا پس کیا شرمندگی سے نہ تھا عشق کی جینا ب گئی نکل پھر کیا تاشا دے اپنے سوال عشق کے شعلہ اگنی ہو کہاں عشق سے جسکے تھا تارنگ یہ نجاست اس وجہ باہر پڑی بات یہ نہ کر جو ان تو بکب اصل صورت نفس شیطانی سمجھ تفت صورت خط خون پر نشین تو نہ کھا اس خط اور خون پر نب	دل لیا لینے کو دوسرے یار غم غصہ کرنے لگا تیار عشق کارڈالاوان ندی کر لے خون سو گئی جل میں نکل کوئی نکل تا شراب شوق ناساقی رہا پس دکھایا اسکو باندی کا ہلا ہو گیا بیزار اس سے ایک بار ہو شفا رنج بیماری بدل اے جوان بیاستی سے بدل حال شونی ورنہ دی ویشی کہاں کیون ہو کیا ہو گیا وہ عشق سرد نخل ہو کر سائے تیرے کھڑی بار دیگر مدرسہ کی رہا اصل معنی وصف روحانی سمجھ مرد صورت مرد و راندیشین
ایک تھا ناگاہان بلبل و مال پاس جا کر اس شخص کو یوں کہا ہر گھڑی رستے پہ جا کر غمزا جب حاکم سے اس پر لدا کو	ایک بوٹھی تھی سے صاحب چال پھر کہنیک مجھ کو دے لے تو تھا خاک سر پر ڈالتا تھا وہ سدا پہنچ ڈالا جب کئی دینار کو	ناگاہان چپا پو وہ کسکے ہاتھ نین نہ پاچہ وہ کہنیک کو حسب یوں وہ کہتا تھا پس کو زار زار اس بھرے بازار میں اے تاجھ	پھر کہ تھانے لگا وہ بکذات ہو رہا ایسا پریشان حال تب یہ سن کر تری ہے اے جینا بکار کہ نہیں اپنا زبان آپہن سمجھ

عمر تیری ہے تو اک دم دم گہر سر سے ہالک حق دیا ہر نعمت	زرنہ لے تو اس گہر کو بیکھر شکر گران لغت ہوئے اے فلان	اے صبح محشر منے چننا لگا پاں ہے حق تجھے باعز و ناز	ایک ذرہ زرنہ کچھ کام آئے گا تو سوچ رکھتا ہوں کس کی نیاز
حکایت برائے شکار رفتن بادشاہ			
ایک نکلا بادشاہ تھا کیرٹھکار تن پہ جسکے زینت تھا گھٹا	تھا اک اسکا کوئی اسکو سنوار جھول زردوری مرصع کا پٹا	اُس کتے پر بادشاہ کا پیا تھا موسکبان جبکہ فرمان پائیا	تھا مگر محبوب خوبان سار تھا زر کی ڈوری سے گنا بندہ لایا
پس کتے کو جلدی کر کے وہ تیار ناگہان سنہ میں کین پڑ بیکھر	دور سے زر کی لگے لایا سنوار کی نفس ٹپک وہ کتا اٹھا مگر	شاہ نے وہ دور لیکر اپنے ہات شاہ پیچھے پھر کے دیکھا اسکو جب	اُس کتے کو بچلا اپنے سنگات طیش کھا دل میں لگا کہنے کو تب
مجھ سری کے بادشاہ کچھوڑ کر جب ٹوٹی ڈوری گلے کی آپسے	اس کتے نے ہار پرستی نظر مفت چھوٹا س بلا کی باپسے	کاٹ کر ڈوری یا اسکو نکال پس کہا وہ ڈوریا لے نامدار	پس کتا ہو کر چلا دل میں خوشحال اس کتے پر سنا ہے جو ہر نگار
گرچہ جنگل ہے بہتر اُسکی سزا زینت جلیس کی پائیگا	یہ زر و گوہر ہے جھکرو دا بادکر جھکومت پچا لے گا	شاہ بولا بونی جانے دے لے وہ کتا کیا ہے سمجھنا نفس	تاغزت کی قدر خواری یہی ہے کر رہا ہے ڈپہ دنیا کی ہوس
فصل محنت حق تعالیٰ کا بسا رکھ قدم عشق حقیقی میں ہلام	ہے پریشان جنگل میں خوار دار نوش کر مزدوں مش سختی کو کام	ہے تجھ کو حق کی آشنائی دم پکڑہ کر چوٹی پر چھائیں	کیون لیا ہوں سو غفلت جوانی ڈرنہ تو اگر جو کایک ہو کجا میں
جان سولی کو کیس کرشال	اڑو ما کو ایک چیوٹی کر خیال	عاشقان تو رہ میں بیخ و بن کے حکایت بردار کشیدن منصو رحلاج را	نت رہیں پیسے پس کو خون کے
حکایت کشیدن منصو رحلاج را			
جب چڑھائے دار پر منصو کون نہو کل جا کر راجب زرد مون	جزا نا حق بن کہے کچھ جیون ہاتھ ٹوٹھوٹھوٹے لگاتے چھینون	عالمان میں لگے لگتی سخت بات تا کہے ناکوئی مرعوب جوئے	کاٹ ڈالے اضر کرانکے پاؤں ہات خوف سے سلا ہوا ہے ناک روئے
کیا مجھے ڈر ہے کہو کس بات کا	جو مراد ہے سر کے سات کا راہ میں حق کی نزلان گھات ہے	یہ جہان تو سوی کے ناکے تنگ دار پر چڑھنا سودا فی بات ہے	جیو چھپا ناشر مرود کو نہ تنگ جیو ہوا تنگ کر دو کا کند
حکایت کشیدن نشدن بسبب بھلا دمی حتمہ اعلیٰ علیہ			
بیشائے دین جب بند نامور ہوتے تھے وعظیاء و نہیں مگر	کر دکھائے تھے سخن بیاننگ بلند		



انا گہاں بر حال میں کوئی رگڑ	شیخ کے فرزند کا سر کا ٹکڑ	سٹریٹ مجلس میں لاکر غواڑا	وہ سپر مشین کے جیو کا ادھار
کھڑ پونم کا چاند اور بد حال	پاک خاصہ پاک باطن خوش حال	شیخ وہ سردیکھ کچھ نامکے	وغط کرتے تھے بیون کر تھے
بعد از ان آخر کو بوسے یہ سخن	اس غریبان دیکھا سر رکھن	میں کھلایا تھا خوشی کی گین	سو ہوا درکار محلو آب مین
	میں خوشی سے غط بولا یا بجزا	تب اتفاق درکار محلو یہ ستر	
سوال کردن طیور دہم			
پھر لگا کہنے کو دسوان جانور	موت کا آنا ہے جھکا ایسا ڈر	میں تو بے نوش ہون ورتہ ہون	مر مرنگا راہ میں کین بالضرور
موت سر پہ لکھری ہو تیغ و تین	کاٹ ڈالے گی کبھی معلوم نہیں	لے کٹر اجہ ہونے جتا تیغ	کیا ہوے رچر زندگی کی تیغ
جواب دادن ہد اورا			
پس کہا ہد کہ زار و خیف	چھوڑ دیو گیا تجھے کب وہ حریف	کیا یہ تن باز کا ہے یا خیر	منفر جھڑ جائیگا اکدن خیر
بیان جو کوئی آیا سو آخر جائیگا	ہے جو کوئی زندہ نہ وہ حریف	بہن تجھے یا بھی بچائے گے بدل	لائے میں آخر لجا بیٹے بدل
یہ فلک و طشت ہے فادھا گر	پس کھے میں تڑ شفق کو ہو جو	اقبا تیغ زن سر کاٹ کاٹ	طشت ت بخرنا ہے ہو چوٹ کاٹ
تو اگر آوہ ہے یا پاک ہے	ایک نظر آب سے وہ خاک ہے	مسل میں ایک نہ ہو لک کی دنا	کیا چلیگا ہوندا کردہ سنگات
	سب عمر میں تیش کرنا آئے گا	سوز اور زاری سے اکدن چلیگا	
حکایت قصو ش نامی مرغ ست			
طرف تر قنوس کوئی ہے جانور	ہند کے کین ملک میں وہ ہو کر	چونچہ اس کی ہر بڑی ہے نیک	ہے گلرُس چونچہ میں پتھری لیک
پس ہو کر چھپا میں آواز اور	ہے ہر اک آواز میں کچھ راز اور	جب کہ چھپنے سے آواز بھا	مرغ دما ہی ہو ہے سن بقیر اور
ہو ہے میں نے نہ بے نہ چھپ میں	سر ہر کار پرین خاموش میں	سب حکیمان علم موسیقی بسر	اُس سے پیدا کر دکھا ہے ہن اثر
ایک شتر سال وہ جیوتا نکھی	نا ہے جو رائے فیض سن سچی	بعد شتر سال کو جب موت آئے	دل میں اپنے سمجھ دجال جائے
بعد از ان چرچن کر کر تان بسر	بیٹھا ہے جا کے وہ لکڑیوں پر	پس اپس کی چونچہ کہ ہر چھپ	نالہ کو دسوز کر تانہ گ سے
کیا پڑ نہ کیا چرندہ سر بسر	ہو رہی نہ جو چھوڑ گئی بے خبر	اس طرح کرتا ہے فوسے آشکار	جو حیا ہو ہن سنکر بے قرار
سوز اس کے درد و غم کا سوز گ	ہو جائیں گے مرنے لگ لگ	ہو رہی کی جانور حیران و گ	کوئی پس کی زندگی ہو ہو زنگ

کچھ عجب آواز اُس سے باہر آئے اُگ پُرتی ہے پڑنے تب نکل کیا بوقدر تخی کی ہے دیکھو ایکلا وہ زندگانی کیوں کیا عاقبت کو اُٹی جب اُسکی جل ایک دن مزا ہوا تجکو ضرور	نالہ خوزیکے نالے بہائے کو لے ہوئے میں لکڑیاں بجل جو پچا بیٹھنا اُس خاک سون کس طرح بے جُفت وہ پتھر دیا مر گیا اک بار گی آتش میں جل نا بھٹا موت کو آپس سے دور	عمر میں باقی ہے جب یک نفس جھلکے تقوس جیت ہوتا تھا خاک حال سے تقوس کے تو کر پچار اُس نیامیں ندگی پایا جنگ تو بھی کئی دن لگ جیا تو کیا ہوا موت اگرچہ سخت نا محبوب ہے	جھاڑا ہے بال پر اپنے وہ پس حاک سے پھراک پچا ہوتا ہے پاک بعد از ان کر عمر اپنی کا شمار نہیں کھا کر حال میں کس سولگ زندگی کے تین کیا تو کیا ہوا کسر شو کو نرم کرتی خوب ہے
---	--	---	--

### حکایت گریستنِ سر بر جنازہ پیدر

کوی چلا تھا باپ کے تابوت سے پس کہا کوئی مدصونی رہ گذر ہے نینا جائے غم رنج و ہلاک	بان کہتا راہ میں تھا باپ سے کیا ہے یہ غم جو نہ دیکھا ہے پسر یونہی ہو گا دل ترا غم سے ہلاک کیا ہے تیرا حال کہ بے وقت سو	جو آپس کی عمر میں بخت و فدا گر میرہ جی کے اٹھتا تو تجھے اس جہان میں گرتے تخت تاج جواب بولا وہ کہ اب پوچھو کو	نین نظر آیا مجھے پردرد و سوز اُسے جو گذر اسودہ کہتا بچے جانیگا سب چھوڑا کدن لالعللاج
--	---	---	--

### حکایت یکے بادشاہ در حالت نزع

پس خلیفہ کی ہوئی جیل چل پل عمر گئی بریغائدہ میری تمام جسکے سب عالم تھا فلان میں پہنی مرنیکہ میں ب آئے ہیں	پس کے پوچھا کہ اے شاہ اجل اب مونگا خاک میں جاؤ اسلام ہو گئے ہیں بے نفا اک ان میں اس سرچینی کی چپ جیولے تیرا موت کی تلخی کی گروے خبر	کیا ہے تیرا حال کہ بے وقت سو ٹل گیا سب بادشاہی کا بہا مے زمین کو مٹی میں جا کر سوے کیا بلا کی راہ یہ مشکل ہوا جان شیریں ہو سے زیرِ زور	شاہ بولا محکوم پوچھو کو ہت بھڑی سے آگاہے کار و بار سنی دوستی اپسی کھوئے کے گورا دل جب کا سن نزل ہوا
--	---	--	--

### حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ آب نوشیدہ بود از چشمہ

کین سیاحت سے لے چشمہ نیر دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ہے تیر راز اسکا کہ تو میرے چچان	سر و شیریں صاف تھا وہ نظیر حضرت عیسیٰ پر ہوئی حیرت اثر نہیں تھے پوشیدہ اسرار نہان	پھر کئی خم بھر کے پانی وہ لیا پس کہے یارب کہ آتا ہے ت خدا کے حکم سے خم یوں کھی	ایک دن اُسکو سمجائے پیا یہ سنجہ اور مان تھا شیریں چچا میں ہون ٹائی ایک انسان کی
---	---	--	---

موت کی تلخی کبھی جاتی نہیں یاد رکھو اسے ہوش و رتوبات یہ گر کچھ پاتا تو نہ جیو ہے جب تنک	کئی وضع گردش زمین لاکھ بار بھی کرے لاکھ باری جو کہیں بحول ست جبات و غفلت و سہ	کب کے کوزہ کبھی خم کبے ماٹ دہ مری تلخی سے ہی نہ چارک گم اپس کو کر نہ تو خوبی پہچان	کئی جنس کرتے ہیں محلو بھات سا نیرسرا اس سب سے تلخ لب راز پناہ دھوڑا جانتک پہچان
	کیا بچھا بگا ہو واجب جو الگ کئی ہزار ان سو بہن پر دروین	تا بچھے کچھ ہوشیاری میں خبر کیوں بچھائیگا آپس کو فلان	ناموئے پس کچھ ہے جو کا اثر
حکایت حکیم بقراط چون در امر پیش آمد و پرسید شاگرد اورا			
جان جب بقراط کا جانے لگا کیا کہن دیوین جو کوئی نہ ملان میں تو جوتے جیو نہ پایا آپ کو	وقت آخر کا نزدیک آنے لگا کان کہیں خاک کیل کیوں بنا مر گئے پراویگا کب محلو تو	نتیجہ کیا شاکر نہ اس سوال پس کہا بقراط نے اسکو وہین اب جو آیا ہے مجھے وقت گذر	کان مجھے رکھنا مجھے بول حال جب ہوا تو پایگا کھہر کہیں جاؤ گائیں کان ہو محلو میں خبر
حکایت سوال کردن سچھی باز دہم			
گیا رھواں آیا کبھی روزا مراد بولے آتا نہیں غم کا بیان	پس کہا میں نہیں ہو کب با مراد خون دل ہوتا ہے لکھیں پوران	غم کا ہون دیکھتا سا راجم کیا کروں جوں ہر غم و وضع	دل خوشی پایا نہیں کیا الیکم کیوں کھون چلوں نہ میں موضع
حکایت جوابے اداں ہددا اورا			
پس کہا ہددا نے غمگین دیکھی نا اسے چھارے نا اسکو قرار جون گذرے تباہ چہاں تو بھی گذر	گون ہے سب عمر دنیا میں کبھی عارف و کنوین ہے اس پر اعتبار دل نہ بنا اس سے نہ تواران کر	اس جہا میں نامرادی و مراد پس گذر جانی خوشی کی پس نے نا ہے جو چیز دنیا میں مدام	جائے کل میں گذر کر جو نہ یاد نہ نہ رکھ دوسرے سکا دل سنے آرزو اس چیز کا ہیگا حرام
حکایت مرد عارف کہ در تمام عمر شربت نخوردہ بود			
ایک عابد تھا بڑا کوئی نیکو پس کہا کیا بیون شربت کی گھڑی کیا ہے شربت جیکہ یک دل نہ	نہیں کیا کب آرزو شربت کی او موت مر جو لینے کو کھڑی اسکو کھا کر جانتا جیو کی مراد	اسکو پوچھا کوئی اپنے مقبول جب ہوا ایسا تو گل سرا پر نامرادی ہو بھی اک سواں ہے	نہیں تجھے شربت کی عفت کیا سب نہیں وہ شربت نہر سے تو تلخ تر جب عفت دوسرے کی کیا ترس
ریخ و راحت نا ہے کہ سپر دلام	جائیں دونوں بھی گذر کر و استلام	گر تجھے کچھ نہ یاد رہی ہے	وہ تجھے عفت ہے نا غماری رس

انبیاء پرانی ہے جو کچھ بلا کل بلائیں اس میں لاکھ سب خواب میں دیکھے جو کوئی تو اس پر سوئے کچھ کسوت یا دانا نہیں	کیا ہے اس آگے بلائے کر بلا جو سینہ میں اسچہ تر ہے بوجھ انکو ہے تغیر خوشالی سے بس ایک دکھ تھے نہا جاتا نہیں	وہ بلا میں انبیو پر ہے خطا یہاں جو کچھ کرنا ہے پتھر درونچ دیکھتا جو تو رہا ہے سب جنم پس یہ تیری کس وضع کی دوستی	حق تعالیٰ سے ہو بہا نہ تھی عطا وہ سمجھ کر دیکھ تو ہے عین گنج دسمدم حق کی غنایت اور کرم دل میں اپنے کچھ مجھ لے پوستی
ایک نوکر کو دیا کوئی بادشاہ پس کہا شہر اسکو اور روشن گہر پس کہا شہر کہ اس میں تلخ چیز میں جو تیرے فضل سے نوبت نہم	لطف ہے کچھ کھل کوئی کر گاہ نہ مجھے ہی ایک ذرہ توڑ کر کس وضع کھاتا تھا تو اس عزیز نعمت ان کھاتا رہا ہوں سب ہم	وہ سو اس نیت سے پھل کھانے لگا یونہی وہ بھی توڑ کر آگے رکھا بعد ازان چاکر ادب لے کر بجا آج گرا کر چیز کھایا تلخ تو	جسٹہ شاہ دیکھ پچھانے لگا سخت تر کر لیا لگا جوشہ چکھا عرض کیتا یوں کہ ای و فائزوا کیا ہوا میٹھا ہو مجھ کو اس کو
جو تو دیوے مجھ کو اپنے ہاتھ سے یہاں تو ہر ٹیکو بھی لے کر گھوٹ	سو مجھے بیٹھی لگے نوبت سے نعل گھوڑے لگائے میں ناٹ پخت مردان دھو کر اپنے جیوے ناٹ	لے بندے کر تک بھی کچھ توڑی رنج جنکو ہے اس راہ کی کچھ فرت خون لکھتے ہیں ٹی کر سنگا	جان اپنی حق سے تو اسکو گنج جانتے ہیں رنج کو راجست تاگر یہ رنگ دل کا چاہے سب دل خوشی ہو نہ تھا پھر نہیں کد
شیخ منتھا کو بھی کوئی پیرزن نامراد ہی بسکہ دیکھی ہوں جنم میں ملا وہ مجھے اسکا نشان خوشدلی تو نہیں کبھی کبھال بھر	کچھ کھاکھا جو خوشحالی کے بچن کب خوشی دین ہی میں یکدم کس وضع کچھ کو میں حق سوکھنا تو دیوانی ہو کر پھرتی ہے کدھر	جو کرو نہیں در اسکا درویش شیخ بولے تھیں میں سہانی عمر اگر خوشی ہے چاہتی ہے پیرزن نہیں بہت جگہ میں تجھے دکا کر	تاگر یہ رنگ دل کا چاہے سب دل خوشی ہو نہ تھا پھر نہیں کد یا سوتی ہے یا کھڑتی ہے دین وہ کہ دنیا میں شالا چار ہے
کسے تین کاٹا کچھ خوب زار زار بار صوان آیا کچھ لگے رہنا	در دے داتا تھا وہ بیقرار سوال گردن مرغ دواز دہم	جو کر و نہیں در اسکا درویش شیخ بولے تھیں میں سہانی عمر اگر خوشی ہے چاہتی ہے پیرزن نہیں بہت جگہ میں تجھے دکا کر	تاگر یہ رنگ دل کا چاہے سب دل خوشی ہو نہ تھا پھر نہیں کد یا سوتی ہے یا کھڑتی ہے دین وہ کہ دنیا میں شالا چار ہے
کسے تین کاٹا کچھ خوب زار زار بار صوان آیا کچھ لگے رہنا	در دے داتا تھا وہ بیقرار سوال گردن مرغ دواز دہم	جو کر و نہیں در اسکا درویش شیخ بولے تھیں میں سہانی عمر اگر خوشی ہے چاہتی ہے پیرزن نہیں بہت جگہ میں تجھے دکا کر	تاگر یہ رنگ دل کا چاہے سب دل خوشی ہو نہ تھا پھر نہیں کد یا سوتی ہے یا کھڑتی ہے دین وہ کہ دنیا میں شالا چار ہے

	کیا نتیجہ ہو گیا اس کا سو بول	اس گرہ شکل کو بیروں کے لکھول	
	جواب دادن دہدا اورا		
پس کہا ہمدن کیا خوش حال	مرو کو اس سے زیادہ نیک حال	امروں لایا بجاو چھٹ پڑا	مائی سخی سے جان پرٹ پڑا
حکم سے طاعت اگر طاعت ایک	طاعت حکم سے نیک	حکم خرق کے جو طاعت کرے	وہ گئے کی خدمت خاصیت دھر
گر کت محنت کیا تو کیب ہوا	کچھ اسے حاصل نہیں غیر از جفا	حکم حق سے جو کوئی طاعت کیا	اجرا کا اک جہاں بھر کر کیا
	حق نے جو فرمایا وہ لانا بجا	کچھ نہیں اپنا تصرف یہاں وا	
حکایت بادشاہ کہ شہر آراستن حکم فرمودہ بود و خود در میان شش آمدن			
کوئی چلا تھا بادشاہ اپنے نگر	حکم فرمایا کہین سے سنور	پس ہزاران لوگ ہر اک جا بجا	حکم تھا جو شاہ کا لائے بجا
چوک اور بازار اور سے سنور	زیب زینت سے کیا شکر ہمار	اطلس زر رفت دیا سنے گار	سب کا نو کو کیا وان زر گار
زر گوہر لار کے تھے جا بجا	مشک وغیرہ سے کیا تھا خوش ہوا	سیر کرنا شاہ جب آیا وہاں	یہ تاشا کچھ عجب پایا وہاں
شہر اپنا دیکھ کر آراستہ	چوک اور بازار ہر اک راستہ	قیدیوں جو تھے بندی خانہ سے	سوتھا کچھ تعجبان بن گئے
کوئی گنبا سو کوئی کوئی پون ہاتھ	پس رکھے دوکانچہ مضوی تھے	سیر کرنا شاہ جب آیا وہاں	جس جگہ تھے ندیان نے خوش گان
وہاں تر کھڑے تھے سب کو لائے	الطف ہوئے تھے ہر اک کے حلا	سب کو خلعت و زینت سے نوا	خاص کے بند و نہیں کہتا سرفراز
بعد از ان شہ کو چھا کوئی اڑا	کس سب ترانو یہاں سے شہر یا	شہر اپنا دیکھ کر آراستہ	چوک اور بازار ہر اک راستہ
اطلس زر رفت دیا سے سنور	سب کا نو کو کے بین زر گار	گوہر زر لار کے مین جا بجا	مشک وغیرہ کے مین خوش ہوا
کس تماشے پر نہ کی شہ نے نظر	اس بند خانہ پر کیوں آیا اتر	یہاں تو گئے مین تاشا کچھ نہیں	جوہر سے مکر مین درد و غم مین
کوئی لشکر کوئی لولہ ہے نہ کام	شاہ کے لائق نہیں ہے یہ مقام	پس کہا شہ بات بکی اور ہے	سب سنے بہر و پیو کا حور ہے
تھے ہر اک کیا و زینت کے ساتھ	شان دکھائی بوجہ الصفات	گر نہ کرنا حکم میرا یہاں گذر	کب جدا سترن ہو تو قاتل سے
کام کہتے ہیں سپاہ سے ندیان	گر کہے ہیں جان و زین کا زبان	حکم میرا مین بیان دیکھا وہاں	تبا نہ کر مین کٹر امون اسکان
خلق نے دیکھا کہ اپنا غرناز	حکمت نفس سے ہوئے مین جلیباز	یہ سچا ہے مین تو سر گردان سب	حکم اور فرمان مین حیران سب
کوئی کیا ہے پیش اپنا نقد جان	گم کیا کوئی ہاتھ کہ کوئی اور کان	حکم کے مین سب غریبان انتظار	تا کہ چکر جائیں سو گئے تھنا



یہ بندہ بچانے مجھے گلشن دیا	لطیفہ راں بھونکو ہے دیا	بندگی سے حکم پر چلنا بھلا	حکم سے اک سوئے ناٹنا بھلا
حکایت شیخ قطب عالم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ			
قطب عالم بابرکت نامدار	خواب دکھیا موضع سے لیکدار	جواہرین اور ترنماؤں اور بایزید	راہ سے جاتے ہیں باگفت و شنید
پس کئے دونوں نے جھگویشوا	میں بھی انکے حکم سے آگے ہوا	بعد از ان ہوشیار ہو کیسے بچا	جودے کیوں نہ بزرگان مجھ قفا
ناد سے تغیر اسکی کچھ کر	آہ بخود ہو گیا تھا اک سحر	سو بدتر ہو کے رہ کا آہ او	لیکے پہ بچایا مجھے درگاہ او
جب ہوا درگاہ سے میں فتحیاب	غیب کیا مجھے تب یہ خطاب	جو تھے ہیں رہبان پیرو مدید	سب رنگے ہیں مجھے لیکن بایزید
نہیں نہ گاہو مجھے کچھ میرے بغیر	مطلب اسکا میں ہی تھا کافی بنیر	جب سنا سنا ت کو میں خطا	پس کہانا یہ نہ وہ جھگویشوا
کیا رہا جو میں ابھی تھے سنگوں	رنگ سے خواہش کے پنادار گنو	کیا سنگوں تھے جو جھگویشوا	اگر سنگوں تھے تھے تو دوزین
حکم تیرا بس ہے جھگو مانگت	خوب ہے فرمان میں بہتے پنا	جب کیا یہ حرف میرے لیج جا	تب کئے جھگو بزرگان پیشوا
ہوئے جب کہ یہ نہ فرمان میں	مہر کی ہو گیا کی جان میں	بندگی حاصل نہیں ہے لاف	بندہ ہونا اتھا و صاف
بندگی وہ ہے جو ارادش میں ہے	تو سنا نے بندگی کی پاپے جاے	بندگی ہے سرب افگندگی	تارے افگندگی میں بندگی
جب ہوا بندہ تو حرمت کرتین	راہ سے حرمت کے عزت کرتین	جو کرے شک سا بندہ بے حرمتی	حق دکھاتا ہے اُسے بے حرمتی
حکایت خلعت دادون بندہ را باذن بادشاہ			
کس بند کو شاہ نے خلعت دیا	یہ بن خلعت گھر کو وہ راہی ہوا	ناگہان کہیں منہ پر شمع گڑھا	او کیا اتین سے خلعت کی پاک
بات یہ جا کر گیا کوئی شاہ کو	شہ نے فرمایا کہ اس گمراہ کو	زنت سولی دوا سے ناکارونگ	جو رکھا بندہ ہمارا نامونگ
	ناگہاں میں خلق کو عزت رہا	یہ سزا اسکی جو بے حرمت ہے	
سوال مرغ سینہ ہم در حضور پدید			
نیز خوان آیا کچھ بھیوید رنگ	خرج کو میری نہیں کچھ ادنگ	جو رہے ہاتھ کیوں نہ چروں تمام	جمع کرنا ہے مجھے مطلق حرام
جس گھڑی جوئے سو پھر کڑ پائے	میں کئی لگ خرج نہیں لکھدا	نقد کو کچھ نہیں کیا جانا باطن	ہاتھ کوڑنا ہے بھجھو کی سن
جواب دادون پدید اورا			
پس کہا ہاں یہ تو خوش ہو	خوئے یہ بیوی جو اکثر کم سے	یہ جو امر کی کی صلت ہو تمام	سرسر ہے پاکبازون کا بگام

راہ میں مولائی جو کچھ ہے سو دے  
دے جلا لکھ سے بایکبار  
جب تلک گذرنا میں بہت چیز

بعد از ان اسکا فغ تو دیکھ لے  
خاک میں جا بیٹھ ہو کھا کسار  
شہ کیوں نہ جا یگا دہلیز سے  
جب تلک تو میں ہوا یوں پایا

اس جہان میں دل الہی کا سب سے تڑپ  
جب کر گیا تو پس کو اس رضا  
ہاتھ اول سب سے نو کو تاہ کر  
کر سیک گارہ تو طے کیو نہ ساز

چلو تاتو اسکو پھر کر تو نہ جوڑ  
ہو دیگی حاصل تجھی کی رضا  
بعد از ان آگے تو قصہ راہ کر

### جواب دادن پیر ترستان گوید

کیا کہے ہیں پیر ترستان سخن  
لائے جو فرزند میرے کی خبر  
شمع صاحب لگن نہیں کچھ نہ سوز

ہے تجھے بھی دوستی سے یہ لگن  
بخشدن گھوڑا اسکو شوکر کر  
تو نہ کو کہلا اپس کو پاکباز  
پیٹ بھر کھائے روٹی پاکباز

ایک گھوڑا اور دویم فرزند ہے  
بسکہ جین ہی کھیتا ہوں جو چیز  
پاکبازی کا جو کوئی دعویٰ کر کر  
غیب سے اس پر شے غم جاکند

دل مرادو نو سے کیا جا بند ہے  
تب ہو اس کھو نہیں آتی ہے عزیز  
سباپس کی آبرو برہم کرے

### حکایت شیخ ابوالحسن حرقانی

شیخ حسن حرقانی دل کو موبو  
ناگہانی انصاف دے منے  
آرزو سے کھاؤ نہیں جب کچھ طعام  
گرچہ ہے میرے پو پو غم پر غم  
لذتان کرتا ہے سب اُسپر حرام  
جب کرنے پو پو کا وہ نیربان

تھی مدت سے مچھلیوں کی آرزو  
مار ڈالا شیخ کا بٹا کئے  
خون دل کا کچھ بھرتے تمام  
میں پس پرجاتا ہوں کم سے کم  
و کھ منے رکھتا ہوں اسکو دما  
امتحان کا بھیجتا ہے کاوان

ایک دن مانگو اپس کے ہرے  
پس لگے کہنے کو مانے شیخ نہیں  
سخت شکل آپڑی ہے مچھلی  
کھینچتا ہے حق جسے اپنی طرف  
کئی ہزاران عاشق کے جیو نہلا  
عاشقان میں آرونت ٹھٹھٹھا

روزا دھی بھی اسکو لاکھلائے  
نہیں کہا تا کو تو سو بار سین  
نہیں سمجھتا آریگا بھی کیا سب  
راہ دنیا میں نہاں اس طرف  
اسکی خوریزی پیو نہتہ نہیں  
جی آپسکے جیو کو قربان کرنا

### حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ذوالنون پورے نامدار  
وہاں نظر آئے مجھے چالیس تن  
پس میں جویں اے پور کا  
دوستو کو یوں کر لیتا ہوں نہیں

نقل کرتے ہیں کہین کہل بیکار  
خرد پوشان اور بجان و کفن  
دوستو کو کیوں کیا تو خوار زار  
پھر کے انکا غنیمت لیتا ہوں نہیں

اگین میا یا نہیں چلا تھا ایک راہ  
عقل میری ہوش سے جاتی رہی  
تب دیا ہاتھ نے مجھ کو یوں نہلا  
جب تلک ہی جو نہا میرے کئے

جب توکل پر خدا کے کر گاہ  
یہ کہ شعلہ دل سے کھاتی رہی  
کام میرے یوں ہی میں اے مراد  
مارا ہوں دوستو کو توکل سے

کیا ہے اس کا خونہا سیرا لقا اس کے جس دزمیرے روبرو ہو بیگا جو جو محکوم دیکھ کر	جس نقا سے پائینگے دایم نقا خوف سے اپنے رہین کے سرخرو تاریکی کچھ اُسے تن کی خبر خرچ کر یہاں سر کو اور سر روکھ	روز محشر کروڑ لگا سرفراز دیکھ میرا قباب ذوالجلال کچھ عجب ہے اسے فلان یہ خوش خود سے گم ہوا خدا سار دیکھ	دو لگامین دیدار انکو دل نواز محو ہو کر جائینگے سایہ شمال نہیں کی جاتی ہے جس کی کیفیت
بات جاننا زہی کی پڑن بیان کیا ہے وہ دولت جو کھل گئے	جب گئے فرعون مکروہ سارا جیو اپنا دیکھ وہ ایمان پئے رفت آمد اس سے ہے نہ کہاں	خوف کچھ فرعون کا دل میں لا یک قدم کھدین کے بیدار بن جاتے ہیں یہ مراتب عارفان	یونہی بولے حق ہے توئی کا خدا اس جہان سے گئے نکال کر ان میں
جو دھواں نچھپا ہاے باخبر	مرو کی بہت کو ہے کچھ بھی اثر دوسری میں گر چٹاقت ہو مجھے	اگرچہ میں ظاہر میں ہوں بھی پرت پاوے بڑی بہت مجھے	ہے مجھے بہت حقیقت میں شریف
پس کہا بدکار مباح جس مدعا کی تن بہت بدیس ہے	مرو کو دنیا میں بہت ہے سوس عشق کے جذبہ کو تھا طہیت	کیا ہے مکومین کہوں بہت بلند جسکو بہت پر ہو دیگی دسترس	مطلب علی کو ہے تیرے کند ہاتھ آیا ہے اُسے بھوپرس
جس گٹھی بازار میں پھٹ گئی کوئی برابر سکے زردینے لگا لیکے آئی ایک تانہ سوت کا بعد از ان نہیں کہہا دلال دو بیس لگی کہنے بڑھئی دال سے پائے ہر کوئی جگ نہی نہت و نا	مصر کروگان خریداری کو آئے کوئی جو اسرار گرہ دینے لگا وہ سو مایہ نرت اسکے قوت کا تو سو کیا اور کیا توتا نا ہے جانی میں بھی ہوں اپنی اتے راہ میں ہولاک کی بہت اے کام	کوئی تو انکو وزن سے پانچ بار اکھڑی پیسے میں ٹہان اک پیرن پس کہی دلال کو یہ سوت لے کان یہ زر کا گنج کان تیرا ہے سوت لیکن انسانس مجھے دنیا میں پاؤ دیکھتے تہ تلخ کے سلطان کی	شوق سے بیٹے لگے شکر تار تن ہو چرہ سر سوز گال کے نہیں بیچتا ہے تو مجھے یوسف کو بیس تور وانی ہوئی گیا لاکا ہے موت جو خبر یاد نہیں یوسف کے کہاں کس وضع کی سلطنت کس شان کی



چھوڑ کر اک پل میں ہو سکے جدا	کیوں لیامردوں میں راہ خدا	پاک بہت ہو جو اسکی راہ پر	اس شخص نے نیا پہنیں کرنا نظر
	اکھیاں خوشید سے لایا ہے جو	کب نظر میں لایا گا ڈر کیو جو	
حکایت نالیدن درویش و جواب دادن اور ابراہیم بن ادہم			
کوئی درویشی سے تھنا لالہ فقیر	دیکھ کر سلطان ادہم اسکی دھیر	لطف سے کہنے لگے اسے بھیر	مفت درویشی ملی ہے تجھ مگر
ہنس کے بولا وہ گدا کے بنلا	مول بکتی ہے فقیری کیا بھلا	بعد از ان سلطان کو لے مزاج	میں تو اپنا ملک مال تخت تاج
آؤ فساد کے درویشی لب	سو سجتا ہوں کہ میں کچھ نہیں بیا	قدر درویشی کی ہے میر غریب	کیا تجھے معلوم ہے مرد ایک
اہل بہت جیو کرتے ہیں فدا	دوسے محفوظ رہتے ہیں سدا	دین دینا ہے نہ جان میں گداز	دہم دم کا قدم ہے پیشتر
	گر تجھے اس راہ میں بہت نہیں	پس تری شرت میں نیر نہیں	
حکایت شیخ خوری کہ بابا دشاہ سجری مناظرہ کرد			
شیخ خوری شہر سے جا ایک بار	ملکہ دیوانہ میں بیٹھ چل کنار	از قضا بھجی نکلا جا دیان	شاہ پوچھا کون بیٹھے ہیں یہاں
شیخ بولے میں ہیں دیوانہ سر	بے خبر دینا ہے حق سے باخبر	گرو تو ہوتا ہے ہمارا دوسندار	کچھ لینے میں تجھے ذیل سے بجا
اور ہماری دشمنی گر ہے تجھے	دین سے نکلا میں خراج کر تجھے	دوست ہے تو آہا ہا ہا ہا ہا ہا	ہے اگر دشمن تو کیا پناہ میں
پس کہا سحر نے انکو جھوٹم	میں دیو باتوں سے تو ماہو گم	تا تھا ادا دوست ہو سکتا ہوں میں	تا تھا ہاری دشمنی رکھا ہوں میں
تا تن سے فخر ہے ناچو ننگ	تا تن سے صلح رکھا ہوں نہ جنگ	میں اچھی جاتا ہوں تم خوش ہوؤ	تا مجھے تم یہ کہو نا وہ کہو
کیا ہے بہت نیچھو و سرسبر	دہم دم پر از جکا تیز و تر	تیز اسکا عالم ہستی سے بجا	عالم ہستیاری موتی سے بجا
حکایت مرد دیوانہ کہ شنب زار میگرد			
ایک دیوانہ رات کو روڑا لگا	بولتا تھا یہ جو کیا ہے روزگار	اک پٹا رہے کہ جہین ہم نام	پھر پھرتے ہیں جہین مہمان
موتے جب سترن شوگر پوٹھا	جسکو پر جائے اڑو بازو کھٹا	اور نہیں جسکے پڑن سو پڑے	پس پٹاری میں جھانکی اڑے ہے
گر تجھے جیو میں گیت کہ پر	جایا گاس قید سے پرواز کر	بند ہے تو اس شکاری میں جھک	اگر اسکے بال پر پیدا ملک
	میں تو بال پر جھلاؤ نہ سوچ جل	تا کہ سبے جا کے چوچے گا اول	
حکایت مرد عاشق با شہرک			

کوئی کہا بشکر کوئے بدرور کا اس نہا صیسن رنگا کب تک گرتو دیکھیگا جو کھڑا سور کا پس کہا بشکر اے اے بغیر نزدرد و پھر ہے تا مہیں کہ ایک دن ہو جائیگا وہ بھی سیاہ عاشق تو نہ چلوہ رجب پور ات پرتو سے اس کے شرا کر یہ سور تجوار کچھ دیکھنے کی ہے ہوس دیکھتی ہوں جبین خوشید مجاہ گرتے تھے ہمت ہے بازو کیے نہیں	کیون نہیں دن کو نکلا گھر بکھا گھر کے کہ نہیں چھپ گیا کب تک پایگا آنکھوں میں حصہ نور کا کیا مجھے کام آئیگا سوچ چند تا کہ پھر ہے نہ اٹھ در بدر نا کرے اس کی طرف کوئی نگاہ دیکھتے ہیں آفتاب نور ذات چھپ رہے مغرب کی گودی میں سونہ و غفلت سر گزرتی نفس چھپ رہی ہوں گھر میں اپنے ہو رہا ہاتھ پر نہا باندے ہونیر وطن جسکو ہمت ہوئیگی سو مرد ہے	تا نظر آوے اُجا لارو کا دیس تیرا سب سے بڑا ہے سیاہ آدھر تو دیکھ شمس معراج زن سور کا مجھ کو دکھاتا ہے سونور شام کو خونیں شفق کی ہو کلال روز میرا حقیقت ہے رین آشکا راہوں رجب وہ آفتاب جسکو بیلاری ہے میرے نین ہے مجھے خوشب کی بیداری حیات جسکے تین ہے نقد خورشید آگ ہے اگر میرے من بہت نہیں وہ تو صورت گندگی سے فروجا	منہ دکھاوے سورج لگ فروجا رین سے تیرے پہ ظلم آہ آہ کب تک تو بیٹھتا کر کے وطن سور تو نور حقیقی سے ہے دور چھپ رہے ساری بن جا کرتا ل دیکھتے جسکے ٹھٹھ ہوں نین خلق ساری ہو رہے مشغول خدا دستے آوے آفتاب اس کے نین گرد غم رشید کچھ تھی ہونست وہ کے آتا نہیں ہر گز نگاہ کسے نظر نہیں تھے حور نہیں
---	---	---	--

## سوال مرغ پانزدہم

پس پوچھا کچھ نید صوان صفا کیون ہے اس گیارہ انصاف وفا ہوئیگی جسکی طبعیت اسوضع	طبع میں میری حکم انصاف ہے کیا جزا اسکا ہو گی کا سوضع	یوفائی سے بھی بہت صاف ہے
--	---	--------------------------

## جواب دادن ہدایا

پس نہا بد نہ رکا یوں جواب تھے گھر آئیگا انصاف ایک نا کرے انصاف جو کوئی آشکار	سب کے انصاف کی خصلت صفا غم کے یوں نہ نماز سے ہو نیک باطن اسکا یوفائی سے ہو خوا	ہے سچی انصاف سلطان صفا سب کے زیادہ وہ جانمزدی کے وہ موصوف وہ بچن اپنے سے
حکایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں حکلی فضیلت کا شمار	جب فراغت علم سے پاتے تھے وہ	نہا ہنر خانی کے جلتے تھے وہ

لوگ انکو منع کرتے غیر خواہ	کیا سبب ہے بڑے ترنا کر وہ	خلق عالم کے تحقیق ہو کر امام	کیا تحقیق سربراہ ہند ہے کام
پس کیے احمد کے محب کو بیشتر	گرچہ ہے مسئلہ مسائل کی خبر	علم حق میرے سے ہے اکو زیاد	حق کی پہچان میں ہے واو تاد
جنکے دلیں اس طرح انصاف ہوئے	کیوں نہ ہینداری سے صاف ہوئے	ایک تو انصاف سے ہے بیخیر	منصفی پر منصفی کو نظر سر

### حکایت اسیر نمودن سلطان محمود راجہ ہندرا و مسلمان کردن اورا

ہندو زمین کوئی تھا راجہ کبیر	کین ہو محمود سلطان کا اسیر	ایکے آئے جب سے محمود پاس	تب کیا دین سے بنی کر و تاس
جب ہوا اسلام سے وہ آشنا	دل دو عالم سے کیا اپنا جدا	ایکلا جا کر کہیں گوشہ کنار	رات دن رونے لگا وہ راز راز
کچھ نہ تھا اسکو بغیر از سو و آہ	روز اسکارات سے ہنر سیاہ	سو خوار ی جب گئی حد سے گد	ہوئی زبان محمود سلطان کو خبر
بس بلا راجہ کو شاہ نامدار	مہربانی سے کہا کیوں تو ہے زلا	میں تجھے دو گنا بھی کچھ نکال	جو تو اک ساعت میں ہو گناہاں
رو نہ تو اس طرح سے راجہ کبیر	دکھ منے اپنا نہ کچھ کاٹو سر پر	پس لگا کہنے کو راجہ شاہ کو	میں تو زمانہ میں ہوں ملک بجا کو
گریہ زاری ہے مجھے اس کے سبب	جب قیامت میں کہیگا محکوم	اے مرے بد بعد بندے بی وفا	تو کیا ہے کس طرح مجھے جفا
میں کیا نوید میرا بت تلک	تجھ پنین محمود آیا جب تلک	جب کیا لشکر کشی تیرے پہ او	اے میرا لیا اے زشت خو
میں کیا نوید میں لشکر مجھے	دوست سمجھوں یا لڑکھنؤ مجھے	اس فاداری منے ہے کیوں رو	کب تلک مجھے فغا تجھے جفا
اس طرح کر غن کر مجھے خطا	کیونکہ دون اس بیوفائی کا جوا	ہے شرم ساری مجھے سبات کی	سو دن کا اور زاری ات کی
تو بھی اے ویشنؤ ویشنؤ	آہ انصاف و وفا دیشنؤ لا	ہے وفا تجھ تو عہد سہم راہ کر	میں تو ہاتھ سبات سے کوتاہ کر

ہے جو غری بیٹن کسی کچھ قصور

### حکایت غازیان کہ با کافران جہاں در وہ ہوئے

غازی و کافر ہوئے تھے جگ ساز	اگلا ایسے منے وقت نماز	پس رضا کافر سے غازی لیکے پھر	وے نماز پانی لگے پڑھنے کو پھر
بعد ازان کافر ایسے وقت پر	لے رضا غازی ہو جانشان کر	ہو کے زندہ تھکا کر بت کئے	تب کہا غازی ایسے کہل منے
یہ تو اوندھا ہو رہا ہے بیخیر	وقت فرصت کا مجھے ہے خیر	کھینچ کر شہنشاہ جب جانے لگا	باقی غیبی ندا اب سکودیا
کاے جوان بیوفائے اعتبار	خوب عہد اپنا دکھایا استوار	وہ جو تھا بدین کافر بت پرست	میں کیا تیرے عہد اپنا شکست
تو مسلمان ہو کے بد عہدی کیے	کیا کہا جاوے تھے اے وائے وائے	دیکھ کافر کی بھلائی تھی سو کیوں	تو جو غری کر لیا اس سے پران

وہ کیا نیکی نوکرتا ہے بدی  
ہے سلمان ناسلم ہے تو کیوں  
سن یہ غازی بات حیرت میں پڑا  
پس لے سے پوچھا کہ تو فاسو کیوں  
سکے اتنی بات کافر آشکار  
ہو فانی کیوں کھونین اب روا  
اسو ضع کافر یہ ہے جہ فضل رب

نا بیگی تجھ کو بھی نیکی کبھی  
کافرو نے عہد میں کم ہے تو کیوں  
خوف سے دھو جا خجالت میں گرا  
تب کہا غازی فزیرے کلچ یوں  
ایک نعرہ مار دیا زار زار  
لطف سے دکھلا مجھے راہ ہلا  
پس نہ تو ہو فانا اور بے ادب

نہی وفا کافر سے اونگھو اماں  
گر تجھے ہے عقل کے سود میں ہوں  
کاؤ اسکو دکھیکر حیران و زار  
حق تعالیٰ نے کیا چھپر عتاب  
پس کہا یارب کہ چھپر دشمن بل  
اے دروغین تو سب اپنی عمر  
فضل کر کوئی روز تا طاسر فلک

ہے ابھی تیری وفاداری کہاں  
دیکھ جا مصحف میں آؤ فانی ہوں  
ہاتھ میں شمشیر تنگی آباد  
ہو فانی کا دیا مجھ کو خطاب  
دوست کا حوالہ پر لایا غفل  
فضل سے تیرے رہا ہوں بھر  
تجھے تیرے فعل بولے یک سیک

حکایت محط سالی کنگان و آمدن برادران یوسف علیہ السلام در مصر

قحط سے بھائی کو بھیج کر کھج  
حضرت یوسف تو رفع کئے ڈال  
پس کہے بھائی تو کیوں ایسا ہو  
تب کہے یوسف کہ میں یوں بچن  
پھر کہ مارا طاسر بچ تو کھٹ پائے  
پیر بن اسکار گنا پھر خون سے  
بیچ ڈالے بعد اس کے بھائی کو  
یہ سخن سنا وہ حیران تب ہوئے  
جون کوئین میں ڈال کر سوچی  
کیا کہو نہیں تجھ کو خوبی کی نظر  
عمر کہ جب طاسر پرانے گئے  
عمر کا بچنے گئے کا طاسر جب

مصر میں کنگان سے ڈھلے سب  
شخت پر بیٹھے تھے بجاہ و جلال  
کیا خبر یہ طاس کہتا ہے سنو  
طاس جو کہتا ہے سورا زغن  
پس کہے طاسر بچ کہتا ہے بنا  
گرگ نے کھایا کہے یعقوب سے  
جھوٹا بولے بات پھر یعقوب کو  
گئے تھے وٹی کو سول بانی ہوئے  
آپڑے ہیں تو کوئین میں بیٹن ابھی  
یہ قصہ تیرا ہے سن کے خبر  
دستے اوگی تجھے ہر ایک بات  
دستے اوگی تیرے افعال تب

محط سالی کا لگے دئے کو کھج  
پاس تھا اک طاسر پس طاس پر  
بعد از ان بولے دیا ان نشان  
کوئی تھا را بھائی تھا یوسف مگر  
جو تھیں اس بھائی کو صدا آہ  
بار دیگر طاسر کو یوسف بجا  
کوئی کافر بھی کرنے نین اسو ضع  
تب تو بچے تھے نفظ یوسف کی دوا  
کیا وہ اندھا ہے جو سنکر یہ نصا  
ہو فانی کا جو نوکرتا ہے کام  
صبر کر تا خواب سے تجھ کو گامین  
ہوش ہو تو عاقبت کا کو بچار

اب جسے چوئیکہ پر اک ہوئے کھج  
ہاتھ مارے تب اٹھا چنگار پر  
کیا سمجھ ہو کہ یہ کہتا کیا طاس  
پاک صورت رشک خوشنود و قمر  
جھونکڈالین ہیں کوئین میں گینا  
طاس کہتا ہے سنو پھر اس صدا  
جو کہے ہو بھائی سے تم جو ضع  
اب بین بیچے گئے حشر کے سات  
دل سے غیبت سے نالایہ حیا  
آہیگا تیرے ہی آگے وہ تمام  
کام نالایق ترے تجھ کو تائین  
نہن تو آخر طاسر بولے گا بچار

حکایت در سوال مرغ شانزدہم و دگر تاختی کروں و

[illegible]



بعد از ان بار اچھوٹا سوچو بھڑا	کھل پڑی بس گھر کو دریا کی باٹ	روشنائی کا ہوا پر تو عیان	بچہ دیکھا کوئی نین پو طفل زبان
غیب سے آکر لگی ہے سر پہ گار	اس سے دیوانہ ہوا کہین شرمسار	پس کہا بار بار نہا سرین بچھے	میں جو کچھ بولانہ بھجاتھا تجھے
گردیوانہ ہو کے جو نین تجھے کہا	تو نین کردو میرے سے تیا	میں تو مطلق مست لا یعقل تھا	بقیروا بیکس و سیدل اتھا
عمر میری گئی سونا کا می منے	و مدبم بعقل و خامی منے	تو زبان طعنے کی مجھے در رکھ	عاشق دیوانہ کو معذور رکھ
	جان لے میرے کو معذور ورنے	اگر مجھے بھی ایک بیطور منے	
سوال کردن مرغ ہمد ہم			
منہ زوان نکلیجی کہا جی ہے تنک	عشق کے بس میں پڑا ہونے تک	کام میرا عشق سے ہے ہمیش	سر کو میرا عشق سے سو اہل بس
عشق نے جب سے کیا سروا مجھے	نہیں رکھا کچھ جیو کا پروا مجھے	وقت ہے اب جو کون جو کو شام	ناک جاو کیوں حال روئے یار
	دیکھا کھینچو نکو میں روشن کون	واغ دل کو ابد م گلشن کرون	
جواب دادن ہمدان مرغ را			
پس کہا دیدنے تو نین مار لاف	تا دیدگا لاف سے میرے قات	لاف دعویٰ عشق کا ہرگز نہ کر	عشق دونوں بات سے ہو دور نہ
اگر تجھے دولت مدد گاری کرے	فضل اور توفیق سیاری کرے	کھینچو آس طرف تجھ کو لے کرے	ایکلا خلوت سننا پنے بکلا کرے
تب تو زیا لاف دعویٰ خوش ہو	بات تیری صدق آتی ہر کرے	جب تنک اُسکی نہیں تجھ کو کشش	تو کیا کوشش تو کیا اسکی کشش
حکایت کے از بایزید پرسید کہ منکر نگید در گور چگونہ سوال کرد			
چوڑ گئے دنیا کو جدم بایزید	خواب میں دیکھا انھو کو کو میرید	بعد از ان پوچھا کہ ہے سر کیر	کیا تھا ہے سے کہے منکر نگید
شیخ بولے جب مجھے دئے نامدار	کون ہے پوچھے زبا پر وردگار	میں کہا میت کو مجھے سوال	بے عجب میرا تھا اقبل و قتال
جو کہوں وہ وہ خدایر ہے بس	یہ شخص دستا ہے چوچو کا ہوس	جاؤ تم پوچھو خدا سے کہ نہیں	وہ مجھے نہا بھتا ہے کہ نہیں
جاتا ہے کہ مجھے وہ بندہ کر	پس بندہ خبیث ہونین نامور	اور جو بندہ نین نہیں گتا ہے	پس کہنا نہا بندہ نین بتا ہے
جس بندہ بے نین ہوا صاحب شہ	وہ اگر بندہ کہلا باجی تو کیسا	اگر یہ نین ہون نہ گی تو میں جدا	ایک بندہ کر کے جانے جب خدا
لے بندہ جب تجھ پہ عاشق ہوا	عشق اس کا تب تجھے لاقی ہوا	وہ اگر تجھ کو کرے اپنے سے یار	ہے رواج جو ہوئے شاد و شام
	اصل میں اُسکی کشش تو کلا ہے	نہیں تو کشش تیری سب کا ہے	

## حکایت دیو کہ جناب باری تعالیٰ گستاخی کردہ بود

<p>عشق سے درویش تھا کوئی نڈر ہو گیا تھا دل ارجان جگر کباب عشق سے جگر اچھو چاں کیا کرو یوں کہا درویش چکر کجا ہوں کس کیا کیا میں جو کیا سودہ کیا کیا ہو گیا تو ایسی بات میں کیا ہے توارو کیا ہے یہ کاروبار</p>	<p>دوستی میں آگ مانند بفرار جیو میں سکے بفرطانت نہ تاب اس اگر میں جیو میں کب تک کروں بلکہ وہ اچھا ہے مجھ سے عجب وہ میرے جو کیا تو او کیا لا لگا و سواس اپنی ذات میں ہے جو کچھ سو صانع کا بچار ہوش کر لے میں جو بھائی جان</p>	<p>جل گیا تھا عشق کا آتش سوجا دکھ سے چھاتی پھوڑا پنی زار زار پس کہا ہاتھ نکو تو لاف مار کیا ہو میں اور کیا سوہی کا محال اے گدا اچھا ہے تیرے تنگ عشق وہ تیرے اپنا لگائے لا لگا کر تو پس کو در میان درد باطن ہے ایسی میں بچان</p>
--	--	---

## حکایت بیرون رفتن سلطان محمود و آمدن بنجانہ

<p>ایک دن محمود سلطان کہیں گھر بادشاہ کھارو محفوظ صاحب آتھے دولت کرتا ہوں نہال دیکھتا تیرے دولت ہے بس تو جو اس دولت سے یا میرے گھر کہا ہو گی اس پر وہ دولت با ملک دولت سب تو کر رہے</p>	<p>جا کے نکلا ایک بھر جوئے کھر وہ لگا پھر جھوٹے بھارتے کو تب مانگ جو چاہتا ہے میرے تال بھی کسی دولت کی محکومین ہو چھوڑ کر اس گھر کو جیو کھر جو کیا دیدار سے تو محکومین کیا ہو گی تجھے نہ کوئی شے عشق آسکا تجھ کو اید و ریش میں</p>	<p>لا رکھا آگے خوشی سے ناں آب کب تک تو بھارتے جھوٹے گدا بس ہے محکوم تو اسے گاہ گاہ مست و دولت سے محکوم تیر کس پتا اس گھر کا مجھے گلشن ہوا تو لا محکوم تو میں پایا ہوں سب لیک ناماب تو یونہی گاہ گاہ</p>
---	--	---

## سوال کردن مرغ شہزادہم از پرہیز

<p>اٹھا صوان کر گئی بیویوں کہا میرفت جب محکوم صوان بہان روکے</p>	<p>سب عمر میں تو ریاضت میں ما تجھ کا محکوم لا یعقل دے</p>	<p>راہ چلنا محکوم نہا ہے محال جا کے بیوہ کھل میں سے بچ</p>
--	---	--

## جواب دادن ہد ہد اورا

پس کہ ہد ہد کہ اوشیطا صفت کر کھا ہے نفس تجکو زیر دست معرفت کا نور تجھ پر نار ہے نفس کے ہے نور کا تجھ چھلک نور گریفس دکھلاوے تجھے انکھ میں لک بال اگر آتا ہے آڑ میں پنہ کی جا ہے جب غفلت نکل ایک دفعہ تجکو ہستی ہووے نو	یہی تیری نہیں ہے معرفت ہو رہا ہے لڑا شیطاں پرست وجہ میں ہے یہ خودی کا بارہی نس سے کی نہیں گئی تری چھلک تو صلا ت میں لجا ڈالے تجھے وہ سوتا ہے نظر میں پہاڑ تبا سے حاصل حقیقت ہووے کل کافری اور بت پرستی ہووے دو	یہ خیال خام اور تیرا غور میں پنہ کے بند میں لگا ہے تو روشنی میں نہیں تجھے اندھیا ہے کرنا تو اس نور ناقص پر غور جب تک تجکو ہے تیرا میں پنا ذوق تیرا ہے تجھے مف خیال مازارہ نیستی کا دم جسم اگر کیا تو اپنی ہستی آشکار
---	---	---

## حکایت اخوان شیخ نیشاپوری

شیخ نیشاپوریوں کو ایک بار شیخ پر وہ حال سب تھا آشکار ایک مرید لکھیا اس سے سوال جو ہوا اس خبر میں ہد ہد کا آج گر زمین اس وضع کی جھوٹا اس فکر کے دل سے آتش بٹھے میں پنہ کو چھوڑ دے میرے حال جب تک باقی ہے تیرے میں ہستی	سب مریدان ساتھ لکھ کرے بھا پھاڑ لکھ کرے گڑھے پانہ ہوا کیا سب پیدا ہو حضرت خیال ساتھ میرے ہو چلے شیخ و شا کیا عجب جو قبر میں پاؤں بان یہ خودی کے حال سے ہی چٹھے راہ کے نوئے پس کو سنبھال اقتوئے تجکو میں ہے امینی	آپ خبر اور مریدان میں پس سب میدان ہوئے اکس میں تنگ شیخ ہوئے اسے غریبان کیا کہوں خطہ آیا تب مجھے اس طور کا بس یہاں خرنے جواب سکا لگر جب تک تجکو میں ہے اور غور طبع میں تیرے خودی ہے اگر میں کہ ہے میں نہا کہ میں بھلا
--	---	---

## خطاب کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام

حق تعالیٰ نے کہا مٹتی سنگات پس کہا وہ یاد رکھ تو یک سخن	جا کے تو شیطاں کو کچھ پھجات کہ تو ہر گز نہیں میرے سنس	بعد از ان ہنس کرے پوچھا وہ میں پنہ سے لاندہ اس نے بار کا
--	--	---



بال بھر کر تجھ کو باقی ہے منی	حق سے تیرے ہے ڈونگر گئی	کام تو مرد و کا ہے ناکامی سے	نامہ رنجانی سرانجامی سے
	خود نمائی اور خود بینی تھے	بے سخن ہے دشمن دینی تھے	
	حکایت یکے عابد خود میں گوید		
ایک کوئی عابد تھا درجہ کیم	تھا مکمل صاحب قلب سلیم	لیکن اسکو تھا بڑی اڑھی ہو پیار	نت رکھے ڈاڑھی کو گنگھی ہو نوار
از قضا دیکھا اسے کوئی کہیں	دور کر نزدیک آیا اسکے دین	پس کہا اُسے کہ اے سالاطو	عرض کر میری خدائے کیضو
جو میں کرتا ہوں عبادت روزو	ذوق میں حال مجھے سو کیا تب	بعد از ان موٹے گئے جب طو پر	حال عابد کا کہے رب سے مگر
پس کہا حق نے کہ بولو اسکو جا	ذوق نوطاعت کا پاوے لکھا	ذوق ہے تجھ کو ڈاڑھی کر سنگت	جو بھڑاتا ہے لکھی سے اُسپر ہات
جب دیا عابد کو موتی لاجواب	توڑنے ڈاڑھی لگا عابد تاب	پھر کے بھیا حاجی موتی کو خدا	شغل سے ڈاڑھی کو نین عابد جا
اسے جو تو ڈاڑھی سے کرتا ہے پیا	نین ہے تجھ کو س دریا کا شمار	چھوڑے جلد سے ڈاڑھی کا خیال	شوق سے ڈاڑھی کو دریا کا خیال
	اگر تو اس ڈاڑھی سے تر تاجا رنگ	تو سلامت بچکے کیونکر آئینگا	
	حکایت غرق شدن مرد ریش دراز		
ایک اجنبی جسکی ڈاڑھی بڑی	اس میں ڈوبنے لگا تھا جسکھی	دیکھ کر اسکو کوئی بولا زور	کاڑھ کر سٹہ توڑا گردن زور
تب کہا اُسے کہ اے پاکیزہ خو	نور تاز میں ہو مری ڈاڑھی ہے بو	پس کہا اُسے دے منسکر مگر	گریہ ہے ڈاڑھی نواب جاؤ بکر
اے جو تجھ کو شرم ڈاڑھی کی کہیں	ذات تیری ایک کاڑی کی نہیں	دل میں جب نکلتا ہے شیطان	تجھ کو وہ فرعون اور ہامان ہے
گر تجھے موتی شل ہے زور دیتا	جا پڑ فرعون کی ڈاڑھی شتاب	شک کو فرعون کا کچھ دلیں صر	جو کر ڈاڑھی سے ڈاڑھی جنگ کر
کو کو ڈاڑھی کی پردا اے عزیز	گر تجھے ہے دین کی فکر و تیز	دین کے متے میں ہے فرائد	جو کھے ناریش خاطر شانہ
	سوال کردن مرغ نور دہم بہ بد		
پس کیا انیسویں پنجھی سوال	کیوں مغرب میں چور کھا جاؤ نوار	رہنمائی کر مجھے اسبات کی	نامت ہوئے مجھے تجھ نہایت کی
بول ایسی بات مجھے تو نظر	جس سے آسان ہووے مجھ پر اور	دل کو دو میں کس طرح کی حقیقت	تا کہ ہوئے تفرقہ سے نہایت
	جواب دادن بہ ہا ورا		
پس کہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا	طبع کو دو سوس سے زائد رکھ	ایا حق سے رکھ تو اپنے دل کو شاد	جب بے حجاب ہے تو کر تو اسکو یاد

ننادی جان دیدم در آن سحر	زندگی چرخ گردان اس سے ہے	تو بجی ب شادی سے اے کم زندہ	شوق میں چون آسمان گوندہ رہ
	اس سے بترک کیا بود و گیا افسان	ہو و گیا تو جس سکیم شد امان	
	حکایت وعظ گفتن عزیزے بخلق خدا		
کیا کہا ہے خوب کو بھی صاحب جس	نناد ہو مین یاو سے شتر برس	جب مجھے رب سار کا سیکادھی	پاک مطلق نام جب کا ہے غنی
تجھ کو غفلت کی سر پر پول ہے	خلق کے عیب تو میں شغول ہے	کب تجھے یاد آوے گا پروردگار	تا خوشی سے گذرے تجھ کو روزگار
عیب جوئی سے اول آزاد ہو	پس خدا کی یاد سے دل شاد ہو	جب تلک جسے پتر تیری عیب	کس طرح تو ہو سیک گیا غیب
عیب میں لوگوں کے لئے نوسخا	عیب کو اپنے رکھا ہے کر غلا	اگر تو اپنے عیب سے شغول ہو	اگرچہ تو عیبوں سے مقبول ہو
	حکایت یکے بنحو دو دیگر مست		
ہو گیا تھا مست کوئی بکیر شرب	کر لیا تھا حال کو اپنے خراب	دیکھ کر بدست اس کو ہوشیار	باندھ شکنیں لچلچاہ اپنے ٹھار
ناگہان مست در آیا نظر	بڑبڑانا اور کرنا شور و شر	مست آکر دیکھ کر مست کو	یک بیک بولا کہ ہے بدست تو
دوبیلے کم پئے ہوئے مگر	تو بجی رہتا مجھ سری کا باخبر	نین ریگئے عیب تیری نین	دیکھتا کیوں نین بس عیب کے نین
عیب میں بنو تو جگہ عاشق نہیں	عاشقی کے کام کو لائے نہیں	عشق سے گر تجھ کو بنوئی کچھ خبر	اسکے ہونے عیب سب تجھ پر
حکایت کسے عاشق شدن بوزن سفید رو			
کوئی جوان شیر صورت نامور	ناگہان عاشق ہوا کس نار پر	از قضا اس نار کے ابرو کنار	ایک ذرہ تھی سفیدی آشکار
اس سفید بے جوان تھا بخبر	اگرچہ دایم وزن پیتھی اس کی نظر	عشق سے جو کئی رہتا ہے زرا	کب نظر آتا ہے اس کو عیب یار
بعد مدت کے ہوا وہ عشق سرور	رج سے پایا خلاصی شیر مرد	نظر میں آئی سفیدی نار کی	بعد ازان پوچھا کہ اسے نیا کی
آکھ پتیری سفیدی کی کب	وہ کہی تیر ہوا کم عشق جب	عشق میں تیرا ہوا نقصان	عیب پیدا ہو کے آیا تجھ کو ان
لے جو غفلت کا تیرا کرب	دیکھا اپنے عیب تولے مگر دور	عیب کب لگ خلق کو دیکھ کافور	دیکھے اپنے کو تو مجھے عیب کو
	عیب تیر جو غفلت نظر آئے گئے جب	عیب لگوں کے نظر میں آوے کب	
	حکایت دیگر بوزن حکایت		
مازنا تھا مست کس مست کو	مست نے بولا کہ ای بدست تو	مفت کے کہا کہ اس کو مست کو	تجھ کو مغروری کی مستی سے تھام

سنت ترمجھے زیادہ تودے	نین ولے سستی تری رتی کسے	محبہ ناخن تودہ سستی کر	سستی اپنی دیکھہ بدستی نہ کر
	سوال کردن مرغ	بشتم بہ ہد ہد	
بیوان کچی کہا اسے رہنا	مین اگر ہو چنانچہ ناگلوں شے سو کیا	فضل جب میرے ہو دو گاہو	نین سمجھنا کیا سنگوین شہا سے
	چیز جو خوبی کی ہو سو محکوبوں	تا سنگوین شہا سے ان کو کھول	
	جواب داؤن ہد ہد اورا		
پس کہا ہد ہد کہ لے نا داؤن تجھے	اولا تو کیا ہار مان تجھے	کیا ہو گیا کسے ہو نہ کوئی شے	دو جہان کا آرزو تو وہ ہی ہے
جسکو وہ پایا سو سب پایا لے	تو بھی جا مانگے اُسے اُسکے کنے	جب وہ صاحب شہا تیرا ہوا	تو سمجھ لے دو جہان تیرا ہوا
	حکایت شیخ بوعلی رحمۃ اللہ علیہ		
رودباری بونگی مرتے زبان	بات یہ کیا خوب بولے ہیں ہاں	چو لکن کے مجھ کھول ہاں کوڑ	بہشت میں بند کچی ہے ہنوار
قدیان بیتے ہیں محکوبوں نہا	جلد آسے عاشق حق جلد آ	شکر کر شادی کسانے بولی	جو نہیں پایا کسان بون کوئی دل
اگرچہ یہ ہے سب عطا محکوبوں	جو میرا بات کسپر نا وصلے	مین نو کو کچھ چیز سے کتر نہیں	یہ عطا محکوب ہوا تو غم نہیں
عشق سے چہ چیز اربا لگشت	مین دوزخ مانگتا ہوں بہشت	مین تجھے مانگتا ہوں بڑ دگا	عشق سے تیرے میرے کا دبا
تو ہوا میرا تو سب کچھ ہے مجھے	دین اور دنیا میں تباہس مجھے	آرزو میری جو کچھ ہی ہو سوتوں	لے طلب دین اور نا کھروں
تجھے مقصد ہے مرا ہر دو جہان	یہ جہان ہونا نہ محکوبہ جہان	جو میرا حاضر ہے لہو بگا تو لے	منت جا کر آپسے محکوبوں لے
	حکایت حضرت داؤد علیہ السلام		
حق کہا بون حضرت داؤد کو	بون میرے بندوں کو جا کر بول تو	گرنہ مین دوزخ بنانا نا بہشت	بندگی میری تھی تمنا کو زشت
گرنہ مین پیدا کرنا نارونور	کیا عبادت مین اٹھے کرتے قصور	گرنہ ہونا خوف میرا اور جا	کیا نہ لاتے بندگی میری بجا
ہے واسکو جو مجھ سجده کرین	صدق میری عبادت کرین	بول بندوں کو کچھ سے کتر	بندگی میری کرین احابن ساتھ
ہے جو کچھ دو جگہ مین سے کوا	ذرہ ذرہ توڑ کر سب کو جدا لے	جب ہر سب جل بلکے ہو جاوے	نا ہے آسمین تہی کچھ بیش و کم
بہن جسم کو بھی آڑو بوسے تمام	تا کہ حاصل ہوئے قربت کا مقام	جسکو دینا ہے بہشت اور جوار	اُسکو کھتا ہے پس سے وار وار
	حکایت سلطان محمود کہ ایازر سلطنت بخشید ہو		

شاہ نے اُس کو کیا یوں سرفراز ملک کوئے قول لشکر کو نواز نہیں کیا کوئی شاہ یوں بیکر سنگ یا پس کے شہ سے یگانہ ہے تو ہو نصیب سے غافلان از رہ صواب جو رہو نہن و در مشغول سپاہ بادشاہی بھجو جو دیدار نہیں بندگی یہ ہے جو کرنا تھا ایاز نہیں تجھے اس بات کی ہر گز خبر دل نکو رکھ سپہی اور اُس پہ بھی	بادشاہی تخت وافر سب دیا خلق و عالم شاہ کا یہ کچھ رنگ لیکن اُس ساعت ایاز ہوشیار بادشاہی آئی ہے جب بھک یوں نہیں سمجھتے تھ کہ شاہ کا رگار میں ہو مطلق کس وضع رہی ہیں میں رہ سکتا ہوں اُس ہو نصیب جب تک نہیں بھکوتے تھ کنگال جب گذر جائیگا دونوں سے تو چھوڑ دے دونوں جو پوئے فرو	ملک و کشور لاؤ لشکر سب دیا ہوئے حیرت سے اپنے زمین رنگ پہوڑ کر سینہ لگا روئے کو نواز شکر کو رشا دور و تاپے کیوں بھک اپنے قرب سے کرتا ہے بجا جو رہے سلطان کہیں اور ہیں بادشاہی کی نہیں بھک ہو س وصل کی دولت ہونا بھک بھال صبح دولت بھک و کھلا دیگو اگر ہے عورت تو کہیں اُس کو مرد
--	---	--

مناجات بی بی رابعہ در جناب باری تعالیٰ کر دین

دشمنوں کو دیکھ یہ دنیا نواز اگر تو میرے تو کیا غم ہے مجھے جانتی ہوں اس نظر کو کفر کر بت ہے تیری راہ کا اس کے سوا	دوستوں کو آخرت سب کو تمام ہرگز ان دنوں سے میں پرک نہیں جس کو وہ رہتا تو ب کچھ ہے اک کفر گرچی کو بھی خاطر ہیں لا	میں تو ہوں بیزار و نونہ سے لطم اگر تو ہے مجھ مہربان تو غم نہیں دو جہا نہیں و نونہ و رنگ ہے اک
---	--	---

حکایت سلطان محمود غزنوی و ظفر یافتن برسومات در پٹن

شہر ہوٹھ پر پو شاہ غزنوی جمع ہو کر بندہ ان آئے لگے پس کہے لوگان کز دنیا تھا حشر میں آواز دیر کیا شورش جب نہایت تو وہ آواز آست	جبکہ پائے غیب فتح قوی زبان بر لب لب کے ز دینے لگے لشکر کی مایاں کر دینا تھا جو وہ بت کر تو یہی شورش ست ملی کہنے سے کر کو تارہ است	ہندو نکات جو تھا وہ سونہ بادشہ نے ز رہنار بھکر نظر شاہ بولا بھکوی ڈر ہے بڑا بعد ازاں اس بت کوٹنے لگے جو اول سے بھک وہ اقرار ہے
---	---	--

جو زندہ ہے ہم تو مشیقین	مست بسر حال سکھو رطاقین	جوا دل کیا ہے تو اقرار است	کر نہ تو آخر کو انکار است
حکایت			
جبکہ شاہ غزنوی کو قصد جنگ	ہند کو لڑنے چلا ہندو لڑنے لگ	دیکھ کر لشکر انھوں کا پیشمار	دل میں وہ بولا کہ اے پور دگار
گر میں اس لشکر پر پایا ہوں ظفر	جو غنیمت آئیگی سو سر بسر	سب کسا دو گا فقیر کو کو تمام	ایک چڑپے پہ بھجوں گا حرام
عاقبت کو فتح پایا شہر بار	ہاتھ آئی جو غنیمت بے شمار	جو کرے اسے نظر حکمت شناس	چل سکے ایک غنیمت پر قیاس
اسوضع بھی غنیمت پائے جب	ہندو ان سے نہ ہریت پائے تب	شاہ فرمایا کہ یہ سب مال فخر	تو توشا لگو دو نہیں بانگر
تاکہ ہوتے نذر کی سیری و فدا	میں نیان اس بات میں غبار تھا	پس کہو لو گان کہ یہ سب مال فخر	کیا کرینگے دے گدایان بے خبر
ایسا ہ کو دے جو آئے تیرے کام	یا خزانے میں جن کر کھتہ تمام	شاہ تو یہ بات سن حیران رہا	فکر و اندیشے میں سرگرداں رہا
از قضا لشکر میں اک دیوانہ تھا	لیکن وہ اپنے مکان فرزانہ تھا	شاہ نے اس کو نظر دور و رسون	دل سے بولا کہ اے محمود تون
ساتھ اس شخص کو بک کر صلیت	جو کہیگا نبض ہو تجھے بات	پس دیوانے کو بلا شاہ جہان	کھو لکر اپنا کہا راز نہ بیان
تب کہا دیوانہ سن دیوانہ شاہ	یہ سنوارا کار تیرا ہے آٹھ	بار دیگر تجھے جو اس سے کام	ہاں تو دے سارا فقیر کو کو تمام
جسے یہ نصرت دیا ہے تجھ کو آج	اسکو رب معلوم ہے تیرا مزاج	بعد ازاں محمود نے وہ مال سب	اگل فقیر و نکو دیار حال تب
سوال کردن مرغ غنیمت و حکیم			
بعد ازاں آیا بچھکی کیسیوان	پس کہا اے پیشوئے رہبروان	کیا ہے لایق چیز اس درگاہ کے	جو لیجاوین ہم نذر اس شاہ کے
	دست خالی نہیں آجانا وہاں	نقصہ لازم ہے لیجا نا وہاں	
جواب دادن ہر پکار اورا			
پس کہا ہر پکار کہ یہ بولا جب	جنہیں کچھ مانگو تو یہاں سے لجا	جو لیجاو گی یہاں سے ہے سب	زیر کار مانگو لیجا نا کیا سب
علم ہے وہاں حکمت اسرار ہے	طاعت و حایان سیار ہے	کیا نہیں بولوں تجھ کو علیحدان	عاجز ہوں در و دل و در و زبان
گو تو لیجاوے تو یہ مقول ہے	شاہ کہن تیغہ معقول ہے	گر کرے تو در و دل سے ایک آہ	کوئی اسکے جا ہیگا نا پیش گاہ
خاص جگہ کہہ کی ہے مرغ خان	پوست کا کیا ہونے لگان	بار بار آئے کہ گرجا گاہ سے خاص	ریخ و غم سے کر شیل میں خلا
حکایت در زمان فرستادن نیا یوسف را و ضرب زدن بر او			



توت یوسف کو بند بٹا دلائے	پس غلام نوے طلب لاک غلام	حکم فرمائے کہ اسے باہر استام
تا حد آکر مجھے مانند طاس	تب وہ پیچارہ غلام نرم دل	دیکھ یوسف کو ہوا دسین نجل
مارنے چڑے کو لا گا کھینچ کر	جب لگین لکڑیاں آٹھ یوسف پکا	تب زلیخا اسکو بولی اور مار
میں بٹھے کہتا ہوں میں ہوں کیا	گر نہ دیکھیگی زلیخا تجھ پہ داغ	ہو وی گن خلق مرے پر بد و داغ
مازا ہوں ایک لکڑی استوار	گرچہ ہے تجھ نازنین تن پر زبان	ہے لے تجھ پر نشان محکومان
دیکھ اٹھا ساتوں لگین پر کھلدا	جبکہ مارا کھینچ کر اک ہاتھ او	آہ یوسف نے کی یک غمناک ہو
سیر ہوئی میں اب بینکر ایک آہ	سب تھیں ناچنے لگے کہاں تمام	آہ نے اس بارگی کر دیا ہے کام
آہ اک ماتم روے کی کر گئیں	گر تجھے بھی دل کے اندر درد ہے	سیپ میں میرے مثل جو ن فرد ہے
عشق کا جنس لے نہ تے تاب تو	کب خوشی اسکو ریگی رو و شوب	

### حکایت یکے غلام کہ از دیب دست شستہ بود

کوئی صاحب نہ تھا کہنگی غلام	دھولیادہ ہاتھ دینا سے تمام	رات ساری وہ غلام پاک باز
تا کہ صاحب کا سے مرخصا	جب تو جا لگا بٹھے بھی دے گا	بھی ضرور کہ کون تجھ تنگ نہ
نارحیتے وقت پڑکھا ہے جب	وہ جگا کہنے تو مجھ کیا عجب	اے دھنی کر تجھ کو گدا دی بن
جب جگا ویگا تجھے بھی اور کوئی	وہ عبادت کسی ہے میری ہوئی	جسکے نہیں بن کا کچھ نہیں
	در سے بھل میں جسکی مرشت	محو اسکے آگے ہے وزخ بہشت

### حکایت بوعلی طوسی را خبر دادن از بہشت و دوزخ

بوعلی طوسی کہ پیر عبدھے	دین کرتے میں صاحب جہنم	جس مکان پر وہ کہے ہوئے قدم
وہ کے بن کر یوں آسا و کا	حال میں اپنے بیان ارشاد کا	جو بہا ست اہل دوزخ خازن دار
کیا تھا احوال سے جنت منے	کیا خوشی اور کیوں ہو قمر راحت	تب کہیں گے بہشت میں مسی اسو وضع
جب سے دیکھے ہیں حال لایزال	نارحیت جنت میں خوشی کس حال	جب نظر آجا حال تاب دار
اہل جنت یوں کہیں گے من حنا	اہل دوزخ پھر کہیں گے جواب	اے تھیں جنت سے بھی پروا کرو

اگ کی ہونہیں حسرت ہنوز  
جس کو اسکے دید کی حسرت ہوئی  
اگر تو اس ٹھادل مجروح ہے

ایک دوزخ میں نہیں ہے لکھو  
کیسے اس کی غیرت ہوئی  
حرم اسرار ذوق روح ہے

اگ حسرت کی جہان سے کاڑ کر  
زخم دلو کہ حسرت ہے ضرور  
اگر تو زخمی ہے دل تو دم نکار

اگ کو دوزخ کی ہے وہاں کا اثر  
بیچ کی لذت کو راحت ہے ضرور  
دل غ حسرت زخم پر کراستوار

### سوال مرغ بیت و دویم

پس کیا بامیسواں نکلیں سوال

راہ کی سختی نہایت ہے کمال

یوں ہاں ہکو تو اسے دانارمول

یہاں سے کئی فرنگ بدو گامول

### جواب دادن بدیلاول

پس کہا بدیدن سنجی سنگا  
جو گیا ہے وہ ماہے ہاں تک  
سفر کی تیری وادی پہچان  
ساتویں ہے وادی فقر و فنا

راہ میں بچنا تو وادی ہے شا  
پھر نہیں آیا ہے کوئی بچے جنگ  
وادی تنہا کی چوٹی امیجان  
اس سے آگے نہیں کو کہا کیا

جو تیرے کو نہیں معلوم ایک  
ہے اول وادی طلب کی سخت  
پاؤں میں توحید کی وادی ہر پاک  
وہاں کو کونسا نہ ہے کوروش

کوئی وہاں سے جاکے پھر آیا نہ ایک  
عشق کی وادی بدو دوسری خط  
ہے سچی حیرت کی وادی غم خاک  
گم ہے سب اور روشن کاش

### حکایت وادی طلب

جب نوادین طلب کی آریگا  
کام ہر کوشش بہانے سرسہ  
لوہ پانی کرنے کھلتا ہے یہاں  
جب گناہیگا پس کی رصفا  
اگر کن کا گھٹا تیرے آئے آڑ  
موشناقون من ہوجا ریگا  
غرق دریا میں سرگیا شکست  
کفر و ایمان گرد پیش لائے

دم بدم ہر قدم دکھے پائیگا  
رے سدا کوشش منے ساری عمر  
جیو کو بیخ و دروین پائی رہا  
تب کھا دیگا تجھے وہ نور ذات  
یاد لاکا آپرے بچہ سپاڑ  
جود ساتی پاس لینے آریگا  
سہر جانان کو کر گیا جو طلب  
سر پہیو گیا جو کوئی باٹ پائے

ہر گھڑی پیش آئیگی سوسو بلا  
مال کا یہاں ترک کرنا ہے ضرور  
سب علانی و تو اپنے دلو تو  
ہوویگا جہل چہ نور آشکا  
جاڑیگا تو سو پر وانی من  
شوق سے جب ہوویگا تو بے روش  
جب نرا جیو آرزو سر کی کرے  
راہ پر ہے ہر کہاں کو کفر و دین

آسمان اس سوز کا ہے اک جلا  
ملک دنیا چھوڑ کر جانا ہے دو  
جس تیرے لیے ہے اسکو چھوڑ  
یک طلب ہوویگا چندین نرا  
شوق سے ناچیکا دیوانہ من  
نارہیگا وہ جانیگا تجھ کو موش  
آرزو بایے جانتا ہے ناڈے  
وہاں تو نایہ ہے نہ وہ ہے آئین

### حکایت حضرت عمر ابن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ

عمر عثمان تھے مکے کے رفیق

یوں لکے ہے گنج نامہ طریقی

جو مکے کے پہلے خلیفہ جان پاک

قالیہ دم کو فضا آج تک

پس کہا چو بھڑن بن کا اندر پس فرشتوں فرشتے شہزین میں کون آدم کو سجدہ کس دیکھو بادے سر کو وہ ہے سو کیا پس کہا حق نے کہ اچھا سر بادشاہ جب گنج رکھتے ہیں پس کہا ابلیس کو مہلت تھی جو کیا ہے اس وضع بدست لعن بھی تیری ہر جہت بھی مخاشی تو خلق جہنم سے اب آدمی کا سوچہ ہوا طلب	جو فرشتوں کو نہ ہوا اس سے خبر اس سب سر کوئی دیکھا نہیں کیوں نہ دیکھوں سر حق کا کھو گر خدا کاٹے مرے سر کو تو کیا تو کیا ہے اب سو مول پر نگاہ مارنے ہیں کھن مارا کیو وہین جو کیا ہوں یہ جان بھی تھے دور ہو جو ہے تو میرا عسری جو تو دیوے تجھ کو قسمت مری میں آسے لیتا ہوں سر پر باد میں تو دعویٰ لیسر چھوٹا ہے	حکم فرمایا فرشتوں کو تمام یہ جو تھا ابلیس لا با لیس یون جاتا ہو نہیں کہ آدم خاک ہے جو نہ تھا ابلیس کا خاک پر گنج نہان تھا سو تو دیکھا عین تو سو میرا گنج دیکھ آشکار تب کہا حق تجھ کو مہلت ہے وہ پس کہا ابلیس کا ہے پروردگار تجھ کو تو لعنت و تیری باک میں اگر عالم کو کیا ہوں میں قبول دھو نہ دھتا ہے تو گریبا نہیں	تا کرین آدم کو سجدہ و اسلام یہاں نہیں کوئی دیکھتا سجدہ کو سو وہ الحق شہری پاک ہے سر مول کو نہ دیکھا بھڑ نظر تجھ کو ماروں نہ بولے درجہاں سر کٹا تو کیا حال اختیار طوق لعنت پاؤں گاترے گلے گر جو کچھ کرتا ہے تیرا خستہ یاد نہر بھی ہونا کہ سب تیرا کین بہن حایہ بغضی میں فصول کیا اوگم ہے گلط ہے تجھ بغین
--	--	---	---

حکایت شیخ شہلی بوقت سفر کردن از دنیا

جب کہ مرتے وقت شہلی ہزار اشک سے کجا کہ تر تھوے شیخ بولے کیا کون جانا مجاں نسبت ہو غیر سے نام طالب صادق نہیں ہے غریب سگ گوہر کو سمجھنا ہے خطا مرد کو ہونا طلب اور انتظار	مونا بھڑ چٹان دے روزار خاک سر پر کبھی نہ رہے اگل سختی کے اطل میں پنا اگل میں جانا ہوں اس صبر نام سگ گوہر میں ہر گرجو نہیں وہ جو کچھ شے تجھ کو ہے عطا تا کہ جیو و بد م رہہ پزشت ایک تل ہوئے طلب سے گرجا	جانوا اپنے گلے میں باندھ کر کوئی پوچھے شے حال اسے جب کہا ابلیس حق لعنتی لفظ لعنت گرجے یہ غضب گر تجھے گوہر ہے پیرا سنگ رد گر تجھے مشوق ہے بے غم نار ہے کی تل طلب کو پھوڑ کر ہو وہ مذہب میں اسے راہ پڑا	خاک پر گرتے تھے ہو کر بے خبر جانوا لا ہے کوئی دنیا سے حرف میں کا جب نکال ادستی حرف میں بین کے لطیف ہے جب صدق دعویٰ میں طلب کیا کہ خوب ہے اسکو جو کوئی بولے ہر نار کھے اسو دل پر کرب نظر
---	---	--	---

حکایت مجنون کہ لطفہ شدن



اڑھنا کوئی راہ میں جھٹکا ہنسکے بولا کیوں تو ہوتا ہو ملاک	چھانٹے جھنوں کو دیکھا خاک راہ خاک میں کان پائیگا وہ دریاک	پس بچھا جو کو گھٹھا ہوتا گیا پس کہا جھن کہ ٹھوٹھا ہوا گیا	دھوٹھا سیالی کو ہونوں کو کر کہا کیں ت لیل ملے جھکو کر
حکایت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ			
یوسف ہمدانی امام روزگار ہو سچی ہر روز یعقوب دگر	صاحب اسرار شیخ نامدار پوچھتا ہی اپنے یوسف کی خبر	کیا کہے ہیں وہ زمین سوتا لگن در دہونا مرد کو اور انتظار	گرتو دیکھے کھو لکر اپنے سین صرف ان دونوں کرنا روزگار
گر نہین دونوں تھی جھکو تو بھی تو صبر کرنا ہر تجھے یہاں خواہ مخواہ	دھوٹھا ہوتا شوق سے اسرار کو پائیگا اس کو بھی یک روز راہ	صبر لازم ہے طلب میں مرد کو جو نہ ملے پیٹ ہی چھوٹا پچا	کان ہی لیکن صبر مل در کو ہوا پس کا آپ پتا ہے کجا
تو بھی باطن میں اسکے رہا تو بھی لہو پی صبر کر نہ زون نہن	خون ل کھارے غم کو نہ وہاں ساکوئے دین ہر منزل تمام	یار جانی سے نہیں کب لگو کام ناکہ حاصل ہووے مطلق وہ سخن	
ایک دن جانا تھا کہین محمود نیر شاہ کے زمین جو کچھ آیا خیال	راہ میں لگو ملاک خاک نیر جب چلا مٹی میں بازو بند ڈال	وہ کیا تھا جاجا مٹی کے گنج شہ جو آیا پھر کے وہاں بار دگر	کسب میں مشغول تھا با سچی درخ جون اٹھا یوں خاک نیر آیا نظر
پس کہا لے خاک نیر لہو پس پس کہ یوں خاک نیر لے باز شاہ	کل جو پایا تو سو میں جھکو ہو پس خاک سے پایا ہو نہین نہاں جاہ	کیا سب کچھ پچتا ہے دروچ خاک نے جھکو کیا ہے سرفراز	سات کرسی کو تو ہی بس ہو وہ گنج خاک سے کیونکر نہوینے بی نیاز
خاک سے پایا ہو نہین نہی طلب تو طلب میں رہ سدا سے مستند	خاک سے ہے اس میری روزگار تو طلب میں رہ سدا سے مستند	مرد ہو وہ ناکہ یہ در ہوئے بار بند زین دروازہ بہین نہین بند	مت چھپاتا نہ کہ ہوئے سرفراز بند زین دروازہ کب آئے خبر
محنت دانی			
بولتا تھا کوئی بخود اسے کہ ہے یہ دروازہ کھلا لیکن نوا	لکھو لے دروازہ اور ہے جھکو راہ ہے یہ دروازہ کھلا لیکن نوا	راہ دے وہاں روز یک بولی مگر مانگ لے جو مانگتا ہے اے گدا	بند زین دروازہ کب آئے خبر مانگ لے جو مانگتا ہے اے گدا
حقیقت عشق			
بعد از ان عشق کی آویز کیں عاقبت اندیش کو ہوا ک نام نہین	کس کو طافت ہو وہاں لگا جھول ایک ذرہ جھکو وہاں کر نام نہین	آگ کے رہا بہین در غم کے پہاڑ جائی وہاں جھکو چلے وہ مرد ہنگ	وہاں آتے ہیں کی کوئی ٹھار آڑ جھکو عالم کا ہوئے نام نہین

وہ بجائے فکر کیا اور کیا ہے  
نیک و بد اور سب کو کیا ہے  
عشق آتش عقل سے جون دودھ  
جو ترے تن کو کئے تک میں غما  
غیب سے اکھیاں جو تجھ پر بار ہوئے  
عشق کو درکار ہے بیان مڑکا

وہ نہ سمجھنے تک نہ پہچانے یقین  
عشق جیسے تویہ وہ کان ہے  
عشق آگے عقل سب ناو دے  
یہ مقرر دلکش کیوں ہو طیار  
ذرہ ذرہ سب تجھے ہماز ہوئے  
تار کسے دل کو اپنے استوار  
زندہ دل کو کام یہ ہے مانو

جاڑے اگر ارکان میں جون ستی  
کھینتا عشق کا جو کوئی قمار  
عقل یا عشق کو دبوکھوئے  
دیکھ اصل عشق کیا ہے اے گدا  
عقل کی اکھیوں سے دیکھ بگا  
نانو مڑکارا عاشق ہوا  
تار کے ہر دم اپس کا جیو شہ

نہ کھارے کچھ جیو کی پروا ایک فی  
نقد سستی ایک دم دنیا ہے یا  
عشق کے غم سے خلاص کیوں نہ ہو  
کر دیا ہے غیب میں اکھیاں خدا  
تار سے گام عشق تجکو مال بھر  
عاشقی کے کسو فیق لایق ہوا

### حکایت عاشق و معشوق کوید

ہے دکھ میں نصیب کد نوشتہ نگر  
ایک کو بیٹھا تھا جون روشن گہر  
ناگہان محبت ہوئی و نونہ سے  
پس کے قول تو آگے ہی مفت  
شرم سے دونوں لڑائے حجاب  
بعدہ کسی روز کے شادی کے کاج  
پس کہی سے کہ لیدل کیا علیج  
اے فلک یہ کیا جفا کیا جو رہے  
جمع یہ بیان گھر سے باہر و  
تب تک شب گشت نوشتہ کبر  
کوئی رہا میں اس منجھا بجا  
وقت ہنس کا ہے کہ بہت حال  
اس سے آگے مذگی بن نینا

جو ندی رنگا سے ہے نزدیک تر  
ایک کو بیٹھی تھی سدر جون چند  
آپہنے سے عشق کا پھندے منے  
جو نہو میں ایک کسکے بعد جفت  
پس ہوئے حسرت سے نونہ جل کتا  
بوگئی دلیں سندر آتش مزاج  
بہن غلامی جھوڑیوئے کے باج  
ہائے یہ کیا ستم کا طور ہے  
شاد و مژم تھے سبھی زن و مرد  
اگے پہنچا دھوم تھے ہر کس گھر  
تب جھکو وقت زہت کا گھار  
کر دگاری تھے توئے سنبھال  
جیف ہے عاشق کیے گریوفا

امین من رہتے تھے کوئی شخص  
از تھا وہ چھوٹ پن کس سے  
عاشق جانی ہوئی کس سے ایک  
گل کھلے سات میں جنا گہان  
جب نہیں ایسی مدد میں آتے  
اگ کی حسرت اٹھی دسے جھڑک  
کس طرح وعدہ نبھائوں بار کا  
وہ سو اپنے دل میں یوں زار زار  
جا بجا مسد بچھے تھے تمام  
لوگ نوشتے کے آگے پیشوا  
کوٹھری کا قفل سے در بند کر  
ایدل اب یہ جیو تجھے کیا کام آئے  
پس اپنے تیل سے کڑے بھگا

خوبصورت پاک سیرت نیک خو  
وہ بچے تھے درس میں ملا کئے  
یار پانی ہوئی ایک سے ایک  
بات پائے کس نند کے باپان  
کسین کئے مانباں اسکے نامزد  
جان جگر جلنے لگے غم سے ٹوک  
کیوں کھوں خاطر اپس لدار کا  
لوگ نوشتادی منے بکا مگار  
یکتی یقین باہر ہوید و گیت نام  
یہ بیان ہو میں چھوڑ دے کج حال  
پس کہی دل سے کہ لیدل کیا جگر  
جیو گیکانن کو میرے ہاتھ لگا  
اگ دیتی شمع کے نزدیک جا

ہو گئی ایک پل منہ بل کر اکھ دیکھ کر جو لیے میں جھک گئی اسکا	غم سے عالم ہوا سبے دناک چاڑا اکہ کر بے مستیار عاشقان تو یوں فدا کرتے ہیں جان	افضا عاشق بھی غفلت میں ہو گیا اک پل منہ بے بھی فنا تو کہاں اور کجا ہو یہ ہمت کہاں	تھا لگے اپنے پریشان حال میں جا ملا اس آتش سے آہنا
حکایت عاشق شدن گدا ابریار			
کوئی گدا پیدا کیا عشق ایاز جس طرف جاتا تھا وہ گھٹو دوڑا دوسرے دن کو پہ سلطان سوار باغشاہ نے جو کیا اسپر نظر پس بلا اسکو کہا ہے شریک بلکہ ہے عشق گدا اسے زیاد عشق تیر تو ہوا دولت کے کو چھوڑے یہ وصل کسب کرو فر تب گدا بولا کہے شاہ جہان ہے ہمیں ہر ایک یوں گشتہ تر گر یہ چین و نون ہیں پائوں سر گوئے کو چین گریز خان بقیہ گوئے کو تو غریب ہے بوئے وصل گو تو مفلس ہے تو لا اسکی دیل جب تک جیو ہے میرا تن منے تو بھی اے محمود ابوجان نشان یہ نماشا دیکھ کر محمود شاہ	ہو گیا سارے جہاں میں فاش راز یونہی ہوا اس کے آگے وہ گدا ساتھ اس کے وہ ایاز کا مکار دس کے آیا عاشق بے پاؤں سر کیا تو ہونے چاہتا میرا شریک جو گدا ہے عشق رکھتا ہے سود عشق میرا رخ اور محنت کر دو ہجرین اصبر کر مہر ہے اگر کوئی بھی ہے مجھ سری کارگران اسکو میری محکوم اسکی ہے خبر ہے وہ مجھ کو رنج اس سے بیشتر دو تاپے مجھے اس کے اس پاس لے گیا ہے مجھے کوئی گوئے وصل مفلس کی کیا وضع کیا اسپیل ہوں نہ صاف تو مفلس کی فتنے جان فانی عاقبت کا ہے نشان دل منے کیسا کیا افسوس آہ	باہر آیا جب ایاز شہسوار کوئی کہل محمود کجا کر مگر وہ گدا عاشق بھی نوب ہمراہ ہو بیٹ چوگان سر سے چوگان کا پٹا پس کہا دویش نے یہ بادشاہ نہیں ہوا اس راہ میں یہ شوک وصل کا سامان حاصل ہو تجھے پس کہا شکیا سب لبر کو چھو میں بھی اور یہ کوئی بھی دونوں جے لیکن تنا فرق ہے بے گفتگوئے زخم چوگان گریز پر کھائے گوئے گوئے کو تو یہ حضور ہی تو ہے بعد از ان شہ نے کہا منے گدا پس گدا بولا کہ میں مفلس نہیں جب کرو گا جیو جانان پر نشان بات اتنی کر کے وہ مفلس گدا نہیں جھکے یہ کام باہر مرد کو	دوڑتا آگے یہ جاتا خاکسار سے گدا عاشق ایاز خاص بیچ دوڑتا تھا خوش خوش گئی پیرو دوڑتا تھا جو تکہ میدان کا پٹا عشق بازی کو گدا کیا بادشاہ مفلس سے عشق پاتا ہے تک صبر کان ہے بچہ زل جی مجھے گوئے و چوگانے جگ کھنچو بین ہمیشہ یار کے چوگان نے نزد اسکی غل بوسے کیونکہ ہوئے مجھ کو نہم غم میرے جیو پہ ہوئے یہ خوشی ہو مجھ پر دم میں دے ہے گدا اور کوئی تو مفلس سدا مفلس کی صورت مجلس نہیں مفلس کا ہو نیکیا تباغبار جی کیا اک پل میں جانان پر فدا جاتا ہے کیا وہ عاشق درد کو

بچے نامہ

### حکایت لیلیٰ و مجنون کہ عاشق صادق بود

لوگ لیلیٰ کے کہے مجنون کے تین  
بعد از ان اس جلد کو تن پر بہن  
تا میں دیکھوں دوسرے لیلیٰ کو جا  
عاقبت مجنون جو پہنچا کواں  
سج کا پانی ہوا سر سے گذر  
پس لگا پھر نہ کو مجنون تن کا نہ  
تب کہا مجنون کو غوار دوست  
اس میں دیکھا ہوں جمالِ دوست کو

چھوٹے تھے نا پر مہلت کو تین  
سرو نیچے کر ہوا ذنبہ من  
لے ثواب اتنا برائے کر یا  
دوسرے لیلیٰ کو دیکھا ناگہان  
لے گیا راعی زبان بھی ہانک کر  
تب کہا کوئی دست ابو مجنون چھینک  
میں مجھے ہوتا شک بہتر غیر دوست  
دوست رکھتا بہترین سوت کو  
پوست بندھ کر پوہ لے مر دپٹ

ایک دن جنگل میں جا کر ہو تنگ  
پس کہا راعی کو صاف جنت  
بعد از ان یحییٰ راعی نے سنا  
ہو گیا کیا رگی ہیوش و ناب  
بھار لاپھڑ کا جنگل سامنے پیر  
تھک جو چوٹا شک چاہے سو مجھے  
پوست لا کر لے مجھے کر تھو پوست  
دل سے تیرے گھر خوش دوست  
سب اٹھ اے ماسویٰ اللہ ہو چھ

پوست ذنبہ کا لیا کس تنگ  
ہانک دہنو میں مجھے لیلیٰ طرف  
جون کہا مجنون نے کسے یون کیا  
سب کل جا بار ہا ججے شوق ناب  
جوش سے ٹھنڈا پراسا راسر پر  
بولدے دھال تالادون تجھے  
بہ زرقعت نظر سے بیوست  
تو مجھ کو بے یار و دوست نہ پوت

### حکایت عرب کے کہ زعب در بہن آمدہ بود

کوئی عرب سے بہن میں آیا عرب  
سب خجاری و شرابی داؤ گیر  
ہاتھ میں ہر ایک کے جام شراب  
وہ عرب بھی جا ملا ان میں بہن  
سب لگے کہنے کو آجال شہرنگ  
لیگے یلارن جو کچھ تھا اسکے پاس  
پھر گیا ملک عرب کو وہ عرب  
چور لے گئے یا لیا کوئی لوٹ کر  
پس عرب کہنے لگا بدرو و سوز  
کان گیا وہ مال زکاں لہا

رسم ورہ و پاک دیکھا اے عجب  
سب ٹوٹے و چٹوڑے بن ظیف  
چاکرنا اتر کا فانا شراب  
سر نہ پاں تھا اسے سر میں  
ہو ہمارے ساتھ ملکر ایک تنگ  
نقد و زار و زن بہتھا جو کچھ پاس  
بھیک لگتا بھوکے خزانہ و شوب  
کس سب سے بون گیا تو ٹوٹ کر  
میں شرمگین گیا تھا ایک رو  
کچھ تھا اسات کا بھگت و فاس

کسین بھڑکا گیا ایک مجلس سے  
پانت پلا ہاتھ پر صراٹ جان  
دیکھ کر کوعب تو شہید ہوا  
وہ شہرگان بچہ کو دیکھ کر  
لا دیا اسکو بھی اک جام شراب  
جام دوسرو دیکھو دوسر شہرنگ  
پوچھے کوئے کوکان کب ہوا  
بند کا جانا ہو انیون شرم تھ  
وہ کہنے کا مجھ میں وراں گیا  
پس کہہ روکان وہ کسے شہرنگ

دیکھتا ہوں بہن کوئی کس سے  
جو ادھر سے آئے سوا دھڑلے  
شوق آنکے نرم کا پسید ہوا  
مفت و زنی غیب سے مجھے لگر  
پیدا سو ہو گیا سست خراب  
پس لے گھر سے کانا لنگ و شنگ  
کان گنوا کس وضع اپنا روا  
کیا دیکھا وہاں کیا ہوا معلوم  
اُس سے کہے شرم مجھ میں ما  
بول نکلا ہوں ان رنگ تنگ

پس کہا دیکھو مجھے تم اور عزیز یونہی آجاتی یونہی اس لگ منے	یونہی ہے در گل خیز گونگی تیز شوق گزیر تجھ کو ہے لگ رگ منے	جس طرح سے مین کھڑا رنگ دیکھو رکھ قدم اس لہ میں دونوں	اس وضع دیکھو تھیں سانس بھرنگ دے ڈاکہ راجن اور مال دھن
	کھینچ کر جو سے پڑا سر عشق حکایت مرے کہ بکشتن معشوق قصہ کردہ بڑا	ہو کے جا اس جام ہی شر عشق حکایت مرے کہ بکشتن معشوق قصہ کردہ بڑا	
ایک کا معشوق مرنے لگا پس کہے لوگان کیا کرتا ہوگا مازما مریو کیا حاصل ہوا تاج بھی ماڈالین لوگ بیان	کوئی دیا عاشق کو جا اسکے خبر وہ تو اب کل میں تہا ہوا نام جو کرے یہ کام وہ جاہل ہوا اس پر وزخ میں جلاوین مجھ کو مان	ایک دوڑا نرت تجھ آیدار سر پہ اپنے تو بحث لیتا ہے خون پس دیا عاشق نے یوں کجا ہوا ہے بڑگی اس نے دوسری مجھے	تاسے دیکھ کر اپنے ہاتھ مار کون لیا کام کرتا ہے زبون مازما معشوق کا ہے مجھ کو اب جو کہ میں معشوق کا غونی مجھے
	عاشقان تو اس وضع جانا نہیں حکایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام	جیو میں اپنے وہاں سے باز نہیں حکایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام	
جب خلیل اللہ کا آیا جہل تب کہا حق نے اگر ہے تو خلیل تاکہ کوئی نکولے شمع جہان یوں کہا میں کیا یوں اتنی کجا نہیں کیا میں اس طرف ہرگز نگاہ جب تک جیو اپن میں نکلتا ہوتا	جیو نہ عزرائیل کو دیتے اول کر خلیل اپنے پہ اپنا جیو سیل کیون عزرائیل کو نہیں جہان پاؤن عزرائیل کا ہے دہان تھی نظر میری بفرمان آکے دوسرے جیو جان میں نیا ہوں کب	پس کہے رہے تھیں جیو جاکو گرتو رکھتا ہے اس کا جیو دیر عاشقان ہوتے ہیں جانا زانیہ مجھ کو اس آتش منے جبرئیل جب کیا میں میں نظر جبرئیل کو وہ منگے جب جان کو نہیں کرنا	جیو میں دنیا خلیل اللہ تو ہے بڑی نزدیک میرے تیز تیغ تم سو کیوں کہتے ہو اپنا جیو گاہ اگے پوچھا کیا ہے طلب خلیل جیو کب دیتا ہوں عزرائیل کو ایک جان کیا لاکھ جان تو دیتا
	دربیان وادی سو کہ کہ در باب معرفت عشق گوید پانے نا جسکی نہایت ساکان	بسم اس را گین ہر کانتے بہت پس ہر اک کو ہے ہر اک او ضرر زور سے چھڑا لگان تلک مختلف ہر ایک سے لکس کی	ساکو آہرے آنے بہت حد نفر کر کسی ہے نزدیک دور تیز زبیرا ہر جیو گاہ تلک اک دوش پڑ سکے نہیں کوئی طبر
معرفت کی کوئی وادی بعد از ان راہ ہر اک کی نہ ہر اک طور ہے کیونکہ ہر اکس کی ہے مگر نہ اتوان تیز زبیرا ہر جیو گاہ تلک	ایک دم چل جائیگا باقی جہان ایک سان میں ہر حال کیا ہے ضرر		



نوتقاوت معرفت میں بہت  
نت موافق ہو گیا دنیا ہر اک  
ہر طرف آنسو دیکھا روئے یار  
یہ سوکھ ہوا جینگے چند بہن تھا  
ایک گاسرا کا جب تجھ کو ذوق  
غرق کر دیاے غنائیں پس  
نیز اگر تجھ کو ہر وصل یار

کوئی مسجد چھوڑا کوئی پوچھے  
رازا پناہ کیا سہینہ ہر اک  
ذرا ذرا ہو اے آئینہ وار  
ایک دوا سر زمین تھے مروت کا  
ہر گھڑی تجھ پر کیا تازہ شوق  
نا تو سر پر چاک یا بھابھہ بس  
ہر گھڑی ماتم سے نا لکھیا  
نیز طلق شرم کھ دلیں یار

جب حقیقت کے گلن بکا آفتاب  
نا دکھ کا وہ کسے بے غر پوت  
صد ہزار اسرار اس زیر نقاب  
ہوئے جو کوئی مرد کامل پاک  
ہو گیا جب بیاس تجھ پر کمال  
نیز تجھے حاصل اگر شادی بھی  
نیز نظر آتا جسمال یا اگر  
خرمٹل کب تک رہیگا بے ہما

معرفت کی خلق کو دکھلائے تھا  
کچھ نظر آئے نہ آنسو غیروست  
یوں نظر آویگے چون آفتاب  
وہ کرے غواص دریا کا رسا  
صد ہزار ان بہو تجھے ہو جلال  
جا کے اپنے سر پر کر ماتم بھی  
چپ نہ رہ جا کے طلب اسرار

### حکایت سنگ شدن مردے در شہر چین

چین میں کوئی ہو گیا مرد بچہ  
وے کے لنگر کا تھیل دل کے چوچین  
علم ہے جو یوں ہے ننگ سخت  
علم کا گوہر اگر تجھ کا تھ آئے  
پس لیا کوئی اس کو ہر کوئی نہیں  
جن لیا تھادہ گھر پستا لیا  
ہو ویں اس گوہر کے پستی مئے  
علم کا گوہر اگر پایا ہے تو  
وہ جہاں توں چاہئے ہے جدا  
کر تو پناہ چلے ہاں لے پاک  
شب کو منت سون کو کو کم کا طعنا

پس وہ رہا ہے ابھی تک بچہ  
حشر کا فسوس کے انجھو بچہ  
ننگ سے بے ہمتو کے ایک سخت  
رہنا اپنا تو اس ظلمت میں پائے  
جب ٹھکر آئے ظلمت سے وہیں  
بہت سے کیونکر میں لے آیا  
جو لیا تو میں بھی وہ دونوں جنے  
دو جہاں کا راہبر پایا ہے تو  
نیز تین تین جان تن چاہئے جدا  
ہر نفس میں پایا گیا سب جانتا  
تا طلب ہوئے تجھے بدنام

جو آنسو پڑے تین ایک چکر چکر  
گیا ہے انسان ہر تھکا کا عین  
بسکہ ہے تاریک یہ محنت سرا  
یہ وہ گوہر ہے کہ اسکندر جسے  
وہ گہرا خر ہوا یوں بے بہا  
جن لیا ناوہ بھی پستا بہت  
تو تو اس ظلمت مئے اسے پیچہ  
جب تو یہاں سے جائیگا چکر پنا  
دو جہاں سے جہادہ درگا ہے  
بھی اگر اس راہ سے رجائے تو  
اگر طلب یہاں تک جو گوہر طلب

بھو میں چاتے ہیں لنگر کے گل  
علم ہے جاچیں کو کرے تیز  
علم کا جوہر ہے اس میں رہنا  
لیو کر ظلمت میں بولا ہر کسے  
سب ہے بے مکی طرف افسوس کھا  
دلیں نا لے کا غم کھا یا بہت  
ہے سکندر کی من بے راہ بر  
نارہیگا یہ جہاں ناوہ جہاں  
ویاں تو انسان خاص کا جاگہ  
ہے روا کر کے حشر کھا ہے  
جو جہاں نے کی کوئی خوب

### حکایت مرد عاشق کہ در مزار حضرت بود



ایک عاشق تھا دیوانہ بے خبر پس چٹھی لکھی اسکے ڈنڈ پر لے دیوانا اس وضع سوتا ہے کیا گر جو عاشق ہے تو اتنا ہے عجب نجلو تو یہ ہے نہ وہ لے مرد خا	سودھا تھا نیند میں اک گود پر باندھ کر جا رہا خوشوقت تر اٹھ جو سوداگر ہے نو دوکان بجا نہند جاگ میں عاشق کو کہے کب لاف میر عشق کا تج کو جرام	انھن عاشق نکلا جاگے ہات اٹھکے عاشق چٹھی لکھا جو کھول اور اگر زائد ہے تو سیدار رہ مرد عاشق تو سدا بیدار ہیں عشق میں نہ مانجھ کر سہل ہے	نیند میں عاشق کو کھینا ناگہان یار کے خط سے وہی اس پر قول بندگی کر رات دن بشمار رہ دن کو حیل رات کو ہشیار ہیں عاشق کے کسب میں نا اہل ہے
---	--	---	--

### حکایت عاشق و معشوق کہ ہر دو در آب غرق شدن بودند

کوئی چوکیدار عاشق کہیں ہوا شور سے شب کو جگانے خلق کو پس کہا کوئی نخل بیخاکین بعد از ان عاشق دیا سکھو آب جس کو ایسا دکھ نہ کھ چڑھ گیا مرد عاشق جب کو چوکیدار ہوئے پاسانی دلی کرتا رہ مدام جب گھبانی کر گیا دلی نون جس کی آنکھوں سے ہو گیا خواب کیا کہوں کہتا تھے و غرق آب	خواب و خوراک ام اس کا گم ہوا پھاڑیو سے ناق اپنے خلق کو آتشا کہم کبھی ہو خواب سون کس طرح میر غم میں آئے وہ خواب کس طرح سکھ سے کبھی نہ ہو گیا خواب اسکے بن کا کب یا نہ ہوئے پاس نہ کہ ہے سو چور کا تھا معرفت اور عیش ہو گا آب سون وہ سول سیدار لجا کے حضور بات میری تج کو بوقت ماصواب عشق کی لذت ہو جو ہے کامیاب	نیند سے ہو گئی میگانی اس نین کب نقاسے پر لگا کے جا کے ہم جاگا کب تک رہیگا رات دن اصل میں اول سے چوکیدار تھا ہوئے چوکیدار کو میں خواب جاگتا رہ تو بھی اے عاشق نہیں چھپ رہے ہیں چوچھپ رہے ہیں جس کو اس شے میں دل ہوا جبکہ نیچوالی سے لے سیدار ہوئے عاشقان تو نیند پائی کھوئے میں وہ ہوا دونوں جہا نہیں فجاب	گم ہوا سے صبر و اس کا چین کب ٹھاوے شور و غوغا کا الم کب تک یرین رہیگا کٹھن اور اک لبر کا میں عاشق ہوا اشک بن عاشق کو نہ چھڑا کب خواب عاشق کو ذرہ لای نہیں جو ہر دلی کو بہت سا کر جستن جاگنے سے معرفت حاصل کیا جاگنے نہ تھے درکار ہوئے پر محبت کی مٹی ہو سوتے ہیں
---	--	---	---

### در بیان وادی حیارم و حقیقت استغنا گوید

آئی استغنا کی وادی بعد از ان ان کی سب سے مولے قوم عاد یہ سہوہ گنا ہے نیازی کا چراغ	ناکے دعویٰ ہے ناستغنا کس کو دان پر و افشا اور کو یاد گرو اور کوئی حیا تو کیا حساب	بے نیازی کی دہان سی پورن نوح کے طوفان سے گرو و جہان سات دریا بہ جہان سے کبیر	جو کھینکا تو اڑے گا بر لگن کیا کہی ہوئی ہو ایک کم زبان وہاں سو یک چوچھپ میں نہ ہو کھیر
--	---	--	--

<p>یہ نساے سات اور سوچ چند          ایک چنگاری ہے حقیقت کی مگر          ایک نفس ہاں سو سو تاحی و حبیب          ایک چینی کی ہے وزی سبے          ہوئیں گرم اسٹھا جو لاکھوں گہ          نایک آدھا ہوئے تجھے یہ وہ          صد ہزار ان تن مجھے جیسے سے          بن گئی تب ایک شتی نوح سے          صد ہزار ان جب گئے طفول کی سیس          تا ہوئے موی کلیم اللہ انیس          صد ہزار ان تاراج آئے          گریز لڑن ل جو دیکھا ہے کب          بے نیازی کا جہان میں حسا          گرد مہو جائے دنیا چار دانگ          ناپے گرجن انسان کا اثر          جزو کل گز ہو کے جاوے سب عدم</p>	<p>سات جنت کر نہیں کچھ پاؤں غار          ایک چنگاری ہے حقیقت کی مگر          نابرے ٹوٹا پس کا ایک کٹوا          ایک چینی کی ہے وزی سبے          جل گئے غم سے ہزاروں جب تک          نایک آدھا ہوئے تجھے یہ وہ          صد ہزار ان خاک میں جب سر ہوئے          بن گئی تب ایک شتی نوح سے          صد ہزار ان جب گئے طفول کی سیس          تا ہوئے موی کلیم اللہ انیس          صد ہزار ان تاراج آئے          گریز لڑن ل جو دیکھا ہے کب          بے نیازی کا جہان میں حسا          گرد مہو جائے دنیا چار دانگ          ناپے گرجن انسان کا اثر          جزو کل گز ہو کے جاوے سب عدم</p>	<p>سات جنت کر نہیں کچھ پاؤں غار          ایک چنگاری ہے حقیقت کی مگر          نابرے ٹوٹا پس کا ایک کٹوا          ایک چینی کی ہے وزی سبے          جل گئے غم سے ہزاروں جب تک          نایک آدھا ہوئے تجھے یہ وہ          صد ہزار ان خاک میں جب سر ہوئے          بن گئی تب ایک شتی نوح سے          صد ہزار ان جب گئے طفول کی سیس          تا ہوئے موی کلیم اللہ انیس          صد ہزار ان تاراج آئے          گریز لڑن ل جو دیکھا ہے کب          بے نیازی کا جہان میں حسا          گرد مہو جائے دنیا چار دانگ          ناپے گرجن انسان کا اثر          جزو کل گز ہو کے جاوے سب عدم</p>
---	--	--

حکایت انشارہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

<p>یوسف ہمدان کہ در راہ تھے          تھاجو کچھ اور ہو گیا خالی جو ہے          سخت نژادی ہے کچھ پہل میں          گرجنے نوراہ یہ ساری غم          سب عمر کو دوڑتا تو جائے گا          ناکرے بہتے چلتے چلتے آئے          کام سے چھوڑ کر یہ کام کر          ہر وضع رہ کام میں یہ یاد تو          جب تک تو کام کو جان نہیں</p>	<p>وہ کہے ہیں گز تو جائے عرش تک          کیا ہے یگل اس بجز کو نہ لیک          اگر اکل کر ہوئے دریا غول          ناکے اس کا پایاں دے          اگر تو ماندہ ہو چکا گارہ میں          پس ان سختی سے نام کو تو بھاڑ          کام کرتا رہ جو کچھ بن آئے سو          کام سے تھجیر ہو راہ جان          بے نیازی کھنڈا رہا جان</p>	<p>سینہ صاف پاک لگاہ تھے          ذرہ ذرہ دیکھلے ہر ایک ہے          تو سہل گر سمجھا تو سپر اہل میں          جان لے قول قدم اسے پیچھے          تا بد بانگ جس ناپاے گا          تا تو کچھ مرنے سے ناچیفے سے پاس          کام میں تھوڑی بہت سی محضر          خوب بین بیگار ہے یہ کار تو          کیا تھے حاصل جو جہاں نہیں</p>
---	--	---

برق ہنمنائے چب کرک	جل اٹھ سو سو جہان یکدم بھرا	تو نہ کہہ سکتا کچھ لبر جا کہ	اک جہان جل کر گیا تو کیا ہے باک
	حکایت کے کہ اور ہائے آواز داود بود		
جب بخوبی باز آ کر نہ منگے	خاک تختے پر بچھا رکھے اگے	پس کرے وہاں نقش دھرتی اور فلک	چاندلوں پر سوار ہے یک بیک
بعد ازاں پسر لکھے بارہ بونج	کئی تار و کا تزل کئی عروج	کین خوش کین سعادت کو دکھائے	موت کا گھر کین جنم کا گھر دکھائے
کچھ پائین جب حساب بخس بعد	پس گر تختے کو جھٹکے اسکے بعد	ہو پل میں وہ نقش تب بے نشان	اس جہاں کا نقش بھی سیاسی جانا
	نہیں ہے ہنمناکی گیسو بہین تاب	جاگتا رہ چٹیکہ کیا تجھ کو تاب	
حکایت مسک کہ شیرینی شہد را دین طبع در خم شان در سنہ بود			
کسے ہوا از دل کوئی نابل راز	ہو گیا جب پردہ اسرار باز	ہائے غیبی کہا تب اسکے سنگ	اے فلان کیا مانگتا ہے تو سنگ
پس کہا وہ کیا منگون جوانیا	سب جنم سو سے میت سنج و بلا	ہے جو کچھ رنج و بلا جگہ میں جن	انیا میرا اس سے اگلا تھا دتا
جب میز کو یہ بلا ہوئے نصیب	پاؤں گاحات کہاں سے میری غیب	پس میں عزت نیز خنجر اری من	خوب ہے جی درے دے لکے رنگون
جو کہ خاصہ نہ کھڑا ہے درو رنج	کان ملے ہم عام لوگو کو یہ گنج	وہ جو تھے خاصہ ہو کا حال تین	میں بچا رہا بلا سکتا ہوں کیوں
یوں کہا لگین تھے تو کیا نفع	نہیں کھڑا جب لگتے سر پتھ	گرچہ ہریگا تو بھی در بحر خطر	ہے کف کے کفن پانی اوپر
پہل لڑ میں ایسے کر بچار	جا پڑا تو کب محل سکتا ہے بچار	کان نہنگ نعر کا تھکسو سمجھ	پایہ کا تولد یہاں تک کیوں سمجھ
ایک کھی جھرتی تھی چلے کوٹے	کیونہ وہ کھی شہد کی کوٹھی ملے	شوق نے ملے کیا جین جین	شاد شاوان ہو لگی کرنے خوش
جو مجھے لیجائے لے کوٹھی بھڑ	میں آئے تھی ہوں یک جو تقدار	آرزو کے جھار کو گراے بار	شہد کی کوٹھی مجھے تہہ ہے حار
اوصاف پیدا ہو کوئی ناگہان	لیکن زرا سکھ ہو گیا جو دمان	جو کھی خوش ہو لگی کوٹھی منجار	بند ہو گئی شہد میں سب استوار
سٹ ہو گئی نہ پھر پھرنے سے	جیو لگا جانیکو ز چھرنے سے	پس لگی کہنے کو یہ کیا تہر ہے	شہد چھا چھپ جانی زہر ہے
گرچہ ایک زمرے میں آئی ہو	اب وہ دونوں جو بیاویگا وہاں	کوئی اس دی سے نہ سوہن	کون ہے جو دکھائے کوہن
تو سختی میں پڑا ہے عزیز	کان سے اس وادی ہے تھک و تھیر	عمر حاصل کیا ہے صرف ب	کیا ابھی حال کر گیا تو سواب
اٹھ کھڑا ہو کاٹ سوائی کی پاٹ	جیو کی پوچھو نہ وہ دلاکوٹ	جب تلک اس جی کو چھانسنے	کٹ ہی ہے شکر کی جہاں سے
حکایت عاشق شدن خرقہ پوش بن در خمر سگبان			

کوئی تھا کہین شیخ مرزا پش دیکھئے کو زن کو لیں صرنگ جاکتے ہر جن کر ایک سال شیخ تھے جو عشق پر ثبات قدم تا ملا باز میں کوئی دستار پس کہا عاشق نہ گرفتہ راز کس کو ہے معلوم یہ علم قدیم کیا کہوں دلکا تھے ہیں دو آہ	دتر سگبان پہکویا عقل پرش سورے شب کو کونکے جاگے سنگ نرسید بڑی و سگبان سنبھال پس کہا سا کہین بے بخونم پس کہا ان کیا کیا نو اختیار گر سمجھتا میں قرآن پڑ دیکے راز عاقبت کیا ہو گیا سولے ندیم خون ہوا لکین ہوا بین مرد راہ گر کہوں میں راہ کا دکھ آہ واہ	ہو گیا یون عشق میں کئے بون مان کو جن تھر کی بی بی بنجر گر تو عاشق ہے تو کہ یہ کام نقد وے چلے دے کونکے لیکے ہاتھ زید مرد و نکے من کتیں سال حکمت تقدیر سے چارہ نہیں گر خدا چاہے تو میرے ہاتھ سے راز دان سرا کا جو ہوئے سو سو رہے جب ہمیں لگ کر راہ	جو جلا دے بل کر خون پس کہا کر کے تو اک کام کر پس تھے لڑکی دیو دگی کر عقد خوش لگے کر نیکو خدمت رات کیون ہوا سگبان گریہ فعال جوازل سے ہے سوسہ ہو پڑین یہ گئے دیو چھڑا اسبات سے بات کو میری سمجھ میں لائے او
حکایت مردے کے زیر خود ارشا و طلب نمود	کچھ مجھے ہو لو کہا اے پلید مشک کی بو یا لگا بگاندہ	دلکواول دھوکے کو نواں ہو مست جنون کی بیگانہ نگر	پس کہو گامین جھیک مکنتہ ہو
در بیان وادی پیچم در حقیقت توصیف	منزل بخیرید اور نفس دید کی یک کیس میں تب رہی ایک ہو بلک ایسا ہے کہ و جا کوئی چائے پیچم بن و نون سے کچھ چنی آئے	ملکے بے ہی جنگل میں جائینگے جو کہیں اک ہو بین ہو ویک کئے ایک ہے ایسا ناز وے عدد جو بین سیج میں اور پیچم	جمع ہوا خر کو یک ہو جائینگے فرق کرنے کس کے کونا بنے نازل معلوم کونا بد پیچم کوئی اصل میں کیا پائے
حکایت مرد دیوانہ کے از احوال جہان پر سید	بول بخیر جہان کیا ہے سوچیز ہو گیا سب موم لکڑی ذات ہوئے جب یک کو کوئی کچھ نا ہے	پس کہا وہ یہ جہان بنی نمک جو تک یہ سب موم کوئی کچھ نہیں بیان تو کوئی یہ کہنے ناہ کہے	ایک دخت موم ہے تو جہان گنگ جانی مان کشتا کی خوش نہیں

### حکایت بوعلی قلندر کیہ رزن کی رفعت نہ راوردہ بود

ایک بڑی بوعلی کے پڑ گئے بعد از ان بولی بڑی اے بوعلی جو کوئی ان تین پر دل مار کے وہ سوائے کے ساتھ اس سبب ہم عاقبت کی روزہ خوشی غیب جب تک تو نے تک ہے نیک بد کاش ہو نہ تا تو عدم اول من کیا کچھ نکل جو تن میں نفلان گر جگا و گنگا تک انکو یک ملا سانپ کچھ توں کر سب ورز و جیسا یہ وہ کیا بتا ہے دل ہوئے گم یہ جبکہ پیدا ہوئے دو دیکھا اس مکتب کا یہ عجب جسکو یہ ٹک کر چھکا لپا دکھاے	رفعت زکر نذر بولی کہ لے بن گئی تجھے ابھی تک احولی ذات سے حق کی ہمیشہ مل ہے اوجہ امتیون صفت سے جہنم سُخ نہ کھا و گنگا پیکاکھوں جب گم ہو انونیک ناکوئی پائے بد تا نہ تو تاجیک کچھ یک ماوسن کیا جاست کیا ملائین میں نہا زود و ورین ہو کے ہر یک برلا بعد از ان جاگو رین آسودہ سو شیخ کی توحید کا اسرار کھول ہو گیا گم جو کوئی پایا ہے سو صد ہزاران عقل میں نین خشک لب وہ دو عالم سے پر کا نہ چھڑے نیت ہو کر مست کا لیتا ہوتا	شیخ بولے کہ مجھے ہے عہد یوں مرد میان ہرگز نہ جانے کس غیر وہ کبھی دیکھے نہ غیر از حق کے بحر میں صحت کو جو کوئی گم نہیں جو ملا جو شدید سے آپس کے کو لے رہا ہے تو حکم را وجود آج بھی تو بوضعت بد سے پاک سانپ بچھو تن کو میں پر و اند سانپ بچھو تن میں ہر لک کو میں نہیں تو بچھو تجھے اور سانپ ہم مرد سالک را لبش او میں جب خبر سے کل ہو گزیرتا نکل رہے یہاں لگاؤ غفل کو کچھ نہیں مضدا سب خودی اپنی گونا غور ہو رہا نہیں بھی ہو یہ نین طعن پہچان	جو خدا بادے مگر کس سے نہ لون ہے اگر کعبہ و اگر ہے نقش پر وہ نہ جانے غیر حق مطلق کے شکل ہے مردم کی پر مردم نہیں نیک بد سے اپنے فارغ ہے سود نیک بد تو ہے سب تنگو نو د بعد از ان کچھ یہاں کچھ پکا کھا سوئے ہیں خاموش ہو کر خبر خوب دیکھا کچھ تو دوزخ میں ہیں کھاتے رہیں گے قیامت تک ختم ناہدین آپس میں آپس نہ حسب جان تن جا کر صفت صورت کا ہو کے ناکہ پٹ سے بہر اذہا سردہ لے لپنی جا کے باہر ہو رہا
---	--	--	---

### حکایت حضرت لقمان کہ عاوار جناب کہ بارہ بود

کر و عا لقمان کہے ہیں یا لک میں عبادت میں کیا ہوں سب عقل کسی ہوئے کم تکلیف جا پس کیا کام ہو گئے دیوانہ شیخ	میں بندہ بڑھا ہوں اور بڑا مجلو بھی آزادگی کی ہے امید چھوڑ کر وہ نوکلوس بد گیں آئے عقل و تکلیف سے بیکانہ شیخ	پس کہیں بوٹھے نہ بیکوشاد کام پس کہا ہاں فک کہ اس نہ جا شیخ نے بولے کہ میں گنتا ہوں کچھ پس کہے کوئی یہ کہو کو قین	کر کے آزاد اسکو فرامین کام بندگی سے جو گئے ہو خدا ص عقل و تکلیف میں نہ کا رچھ بند نہیں تو کیا ہوا اول نصیب
---	--	---	---



یہاں نہ بندگی ورا آزادی رہے	دل سے کچھ غم نہ کچھ شادی رہے	پر صفت ہوں اور نہیں میں بے	مرد عارف ہوں میں نہیں منت
نہیں سمجھتا میں یوں یا تو چل رہے	ہو گیا سب محو میں تو رہے		
حکایت عاشق و معشوق گوید			
کیوں نہ معشوق کس کا غرق آب	عاشق اس کا بھی پڑا جا کر شتاب	ڈوبے دونوں لگے پانی میں جوں	تب کہا معشوق نے عاشق کو چوں
میں نہ یہاں آ کر پڑا تھا ناگہان	اے کسے اگر پڑا تو کیوں یہاں	پس کیوں میں یوں پڑا ہوں انگر	اے کسے میں میں جدا نہ جان کر
	کئی مدت سے میں مل تیرے سنگ	ہو گیا ہوں ایک میں میں ہو نہ کا	
حکایت سلطان محمود و گفتگوئے ایاز			
غزنوی محمود سلطان نامدار	دیکھے لشکر کو کھلا ایک بار	جمع کر لشکر حشم کو ایک شمار	ایک بندی پر ہوا شاہ ایک بار
خاص تھے خلوت سے دل راز	ایک حسن پڑھاں اور دیر ایاز	شاہ اپنا دیکھ کر لشکر حشم	دل پہ لگھوٹے تھے سب یکدم
شاہ دہان خاطر ہو بلا لے ایاز	تو سے ہے محبوب میر دل نواز	ہے تنہا یہ ملک اور لشکر سپاہ	اب یہ تیرا تو سوسیر بادشاہ
گر چہ یہ بولا شہ عالی گہر	چپ رہا لشکر ایاز نامور	پس حسن بولادمان جہاں نظر	لے ایاز بے ادب اتنا غرور
شاہ نے تجھ کو نوازا خاص یون	تو ادب کا بجالا یا سو کیون	پس ایاز اسکو دیا حالی جواب	نہیں میں تو غافل از رو صواب
ایک تو یوں ہے زمین کو چوم کر	بھر کیتا پاؤں میں خاک پر	پس مقابل شاہ کے انعام پر	میں ہوا گویا برابر سرسبر
کون ہو نہیں تاباں کر سکون	خود مائی کا سخن میں کیوں کروں	میں غلام اسکا ہوں ملک کو	حکم اسکا ہے ہمیں میں کچھ بولے
یہ سخن نہ کر سکوں بولاشا باش	آفرین ہے اے یاز حق شناس	کیوں ہو زوری تجھے انعام شاہ	کیوں نہ ہے دہم بہ ہیاں شاہ
یہ سخن جو تو کہا سو ہے صواب	بول دیگو بھی ابھی جو ہے جواب	بعد ازان بولا یا ز سرشار	رازی نہاں کیوں کو نہیں شکار
شاہ سے خلوت اگر موتی تھے	بات کی لذت و گرمی تھی	تو سو حال راز کا دھن نہیں	کیا کہوں تجھے جو تو بد نہیں
پس حسن کو شاہ فرمایا خطاب	حاضری لے فوج کی جاکر شتاب	جو ہو خلوت کہا شاہ لے ایاز	اس جواب خاص کر گرفت راز
بعد ازان بولا یا ز نامور	شاہ جب کہ تائے میرے نظر	روشنی سے اس نظر کے سخن	محو ہو جاتا ہے میرا تین بدن
شاہ کے پر تو سے میرا یہ وجود	گم ہو جاتا ہے کہ زمین کیوں جود	تو کیا جو یک نوا زنبہ ہزار	وہ نواز شمس جان تو کی ہزار
میں ہوں کیا لک نہ لک کر کھلو	تو چوں خوشی و خوشی کی گلی	چھوٹے چھوٹے شہیں ہو گویا	چھاو گھاس و نشان ہر گڑھا



جب بندہ ہونے غائب حق ہے	باطل اٹھ جاوے تو حق معلوم ہے	
حکایت وادی ششم حیرت کوید		
بعد از ان حیرت کی لڑائی پیش آئے آہ درد و سوز سے نت تلے مرد جان کٹ پائے کٹا پائے اگر ایسے پوچھیں تو کبھی ہو کہ نہیں	مرد بہانہ حیرت سے پی ہنگاموں سے درد و غم سے شب ٹلے نادان ٹلے معرفت کی راہ حیرت سے گزرائے اوپر کچھ میں سمجھتا ہوں ہوں عشق سیر کی مجھے کچھ نہیں	پھوٹ جاتی روئے تلے لڑا زار خون دل آئے اہل کریشتر پل میں گم ہو پل میں گم ہو جائے سو نامہ لیا تو بہن کا فرہون اچھوٹا
حکایت و خضر کے بادشاہ کہ خوبصورت بود		
تھا کہیں کوئی بادشاہ نامدار حسن میں تھی اسکا وہ رنگ پری غورہ جادوگر تسم و دھرم سیر دلبر نازک و شیرین مقال یوسف ثانی کہا جائے جسے ناگہان دیکھی ہے چل کہیں عشق کے آنے کوئی سبب تھا انفصا اسکی سبب تھا جس گیان میں اور گرن میں ہر یک سحر جیو مے عشق نے لایا ہے وہ وہ سورمہ پاپ کا بیگانہ غلام صبر کر کے ہی تھی طاقت مجھے کون ہو جو اسکو بھی لایا ہے	اسکی دفتر ایک تھی چھل نگار دھونڈھتی پریوں پہنچی اسکا خوش گاہ دشمن صبر و شکیب جلوہ گر ستر قدم اسکا جاں جاگ میں جوڑا کوئی اسکا ناوے عقل و ہوش ناگاہی و سبب سندھ لگی ہوئی صوفی سبب پھا تختیں کے سبب میں تو دوسر چاند کو آسمان سے لاوین اتار ہوئی میں دیکھا ہے سحر کی چکور کیون کر نہیں بخچہ سوڈا خام دروہ سے کی کہاں بہت مجھے اور اسے سیری حقیقت کہہ دے	رخ نورانی آفتاب کام دل تیرے کھٹ خضر کا چشمہ ذوق ہو نہیں پل میں بخود بے پاؤ حسن میں تھا غیرت مایہ تمام ناد و نہریت سے جاوے دنگ تن سے جیو نے کیا آوارگی تب سہیلو نے لگی کر نے پکار ناچنے میں طاقی ہر یک جھنجھری راز دل ظاہر کری او جو کی بات ریح و حریت نے لیا ہے جھگڑا نار ہے ہر گز نازا موش رنگ ماہی ناز بار کے میں رہ سکون جمع کدھ خاطر کو اور کر دکنو شاد

ہم سے اس رات لاویل سو وضع  
 نام سے جام و صراحی کر طلب  
 ہو گیا جب مست و بخور وہ غلام  
 لاکھا اس ناز پرور کے حضور  
 جو کئی بک پاس جاتی جب رین  
 ہر طرف جلتی ہے شمع عین  
 نازین میں نعل جوران باطرب  
 عشق کی نئے نئے ہر شاعر تھے  
 ولیم جہنم شوق کا سینہ پریش  
 لگ ہی ہے چاک و رخ بانہ سے  
 دیکھتے اس کو جوان حیران ہوا  
 لار کا بھی کچھ سرشت نہ نا کھا  
 قدس لب سے شکر لینے لگے  
 چاند سے چہرے اور قربان چاہے  
 بعد از ان کے پر کر سنا زنیان  
 دل سے اکر بس اُس کے وفار  
 بچار کر کڑے کیا سب تن کے چاک  
 شکیبے پر برین نکل آفتاب  
 میں جو کچھ دیکھا ایسی کہ نظر  
 پس کہے لوگ ان سے ہر مذہب  
 تب کہتے کچھ ہو گیا خواب توں

جو نہ سمجھے راز اس کو کس وضع  
 بزم کو خلوت کی کیتی پر طرب  
 یہ سدا دین ہوئی اس شاد کام  
 وہ بہت زمین ہوئی اپنے سفر  
 اس غلام مست کھولے نین  
 رنجہ گاتی ہیں آگے نازین  
 لے کھڑے ہیں جام شیشے باادب  
 زگرش داب گوہر بار تھے  
 جیسے خاموش اب و بادہ نوش  
 کان بوسقار کی آواز سے  
 فکر و اندیشہ میں سرگردان ہوا  
 دیکھ کر صورت پر اپل بن اچھ  
 بوسہ باوام پر دہنے لگے  
 کب پریشان ہوئیہ بھونپہ جائے  
 ایگیاں بخیان کی کو جانے لے دھریاں  
 بہت چلے شہر سے اسنو پیشمار  
 ڈاکٹر سر پر اس کے گرد خاک  
 ناگیاں جان اس کو بیداری خواب  
 خواب میں بھی کوئی کچھ گیا شہر  
 بول آن خواب کچھ باتوں سے ایک  
 جس سے بے یوانی کھلو جوں

بعد از ان کھکھ سو کیا ہی چلی  
 بعد از ان دارو پی سپوشی ملا  
 چند بھربان ناریاں اُس کو اٹھا  
 لیکے کچھ اُس کو اپنے تخت پر  
 دیکھتا کیا ہے کہ زکات ہے محل  
 فرش عالی ہے مصفا بجا  
 اور آئین شاہزادی کا مگار  
 ہو گئی ہے غفل گم ہوش جان  
 بوسے غنیمت کے ہے ترے سر سر  
 چونکہ دیکھا کھو کو چک وہ غلام  
 خواب بیداری کیابین فہم کچھ  
 بعد از ان وہ نازین خود راشت  
 شوق کے کتبش کو چھو نین  
 ناگیاں صبح کا آیا پیام  
 آشکارا جب ہو اغوائے روز  
 حال سے شہر کے پڑا جیت منے  
 بچھنے کو اُسے لوگان حال جون  
 خواب گر بولوں تو میں بھا جانے  
 حال گذرا ہے بچھیر آج رات  
 پس لگا کہنے کہنیں کھلو خضر  
 یوں وہ بولا ہے مجھے صلو من

اُس غلام خوش لقا سے جا ملی  
 اسکو دوسرے جام بھر دیتے پلا  
 لاکے اُس کے پلنگ کو آگے رکھا  
 اور نازا سپر کئے دُر و گہر  
 تخت پر بٹھی ہو کر کی بک چنل  
 قصر دیوان جون بہشت و کشا  
 مست ہو کر دیکھتی ہو رہے یار  
 نین سمجھتی یہ جہان ناوہ جہان  
 لذت سے ہے جگر ہے باخبر  
 اُس پری پکرنے دینا بھر کھا  
 بخودی میں ناخودی کا وہ کچھ  
 یار کے دیدار سے ہوا کہت  
 ہاتھ میں لے بوسہ ہو کر کفن  
 ہو گیا آخر کو مستی سے غلام  
 یہ غلام انکھیاں کھول لگ ہنوز  
 خون دل کھانے لگا حسرت سے  
 پرکھیں میں کیا کہوں توں سوک  
 جاگت بولوں تو سہنا ہے اتنا  
 کیا کہوں کہ جسے میں آتی ہوا  
 میں نازا سا کوئی کچھ ہوں شہر  
 خواب بیداری ذرا مفہوم نہیں

میں بخانوں مست یا شہباز گیا کہوں کسی تخی صا حجاب نہیں کہا جاسے اسکا کچھ نشان	خواب میں تھا یا کہ میں بیدار تھا میں کہیں نہ نیامیں کوئی ایشال گھر میں کیا ہوں انکھیں غے عیان	نا مجھے یہ بات جاتی ہے سہر یہ سورج اُسکے آگ یک ذرہ ہے ہو رہا ہوں جانکر انجان میں	نا نظر آتا ہے اسکا کہیں اثر ذرہ کب سورج طرف لجاوے کپے نت ہوں اس حیرت خیز حلقہ میں
حکایت دقیرے کہ مادرش بر تربت او میگرست			
گور پر ختر کے کوئی دقیر تھی مان جاتی ہے تو پوری جو کس سے دور وٹے ہمیری پر نہیں مجھ کو سمجھ	راہ کوئی شخص جانا تھا دیان کسی خاطر اسوضع سے صاحبو زار گریبان کس سو دن تھکے کچھ	پس کہا مودنے بہتر ہے نار خوش ہے لہ کا حال جو کچھ ہو یہ نہیں مجھ کو خبر توئی ہوں کیوں	جو ہوا پہنان لکڑس آشکار کسپہ توری ہے زار و زار ہو دکھ منے گلچین شہر میں ہوں
دل کیا ہے گم کسی منزل تین جائے جو کوئی نان نلکے کر کرے	بلکہ منزل بھی نظر آتی نہیں چادریاری کر اور گم کرے	نا تو اس گھکا مجھ کو واہ پاک تب یک دکھا شخص جان بیا پاک	نا شرتہ غفل کا کچھ ہاتھ لے ایک پل میں بٹے اسرار پائے
حکایت صفوی کہ ہر راہ میسرت			
کوئی صفوی راہ سے جانا تھا جو پڑا ہون میں ایک لکھ رہے تھا نہیں خود واہ پکڑ کر بیٹھ رہے آپرا ہوں وادی حسرت نے	راہ سے آواز اُسے یوں سنا اُسکے غم سے ہر مل جل جا قفل کی بھی کوئی کھولے گا ہر نفس گدے مجھے جنت نے	کسے کی گھڑی سیری پائی ہے پس کہا صفوی کہ زبند ہے اگر ہے لیکن مجھ کو مشکل سخت تر حیرت و حسرت کب تک نہ ہو	دیو نہیں مجھ کو تو مشکل ہے جمع رکھنا طر نہیں کچھ کھو دور نہیں مجھے کیلی پڑتی ہے نہ در گم کیا ہوں نہ کہاں تھو جاہو
حکایت مرید کے کہیر خود را در خواب دید ہو			
پیر کو کوئی خواب میں دیکھا مرید حال تیر کس طرح ہی مانسوں ہے کیا شہار مجھ کو قید و بند	پس لگا کر نیکیا گفت و شنید گوہر معنی بیان اپنا سوز دل تم سے حیران ہوں باد چار چند	میں تو تیر غم شمع جہان پس کہا اس پر حیرت سنگا اس جہا کی مجھ کو حیرت ہے جو ایک	رات میں جلتا ہوں تیر غم میں بیان کاتا ہوں میں یہاں حسرت بات ایکے دگر ہے تبصیر مجھ کو لبیک
وادی ہفت تم فروفا			
بعد از ان ہے وادی فروفا یہاں سو گنگے و بڑے ہو رہا	کیا ہے پڑا دی زہوشی محض یہ خودی تھی دیہوشی محض		

شمر روشن جا میں ہو کج بنو کیا ہے یہ دنیا سر نقش آب دل کو اس سبائے کسایش اندر پختہ سالک ہو ہے مردانہ مرد جب قدم پہلے منے گم ہوتے تب	چھاؤ نکاس گرنہ ہو کیوں جو ہو میگا نقش یک پل میں خراب ہے نہیں ہونے میں کچھ راہ و گم سیر کرنے جب منگے میدان درد پھر کہ آئے وہ تو دستا ہے عجب جس کو اس عالم سے ہو یک واثر	جب سمند کی ہوری جوش کھا اس سمند میں جو کئی گم ہو کجا اُسے جو گم ہو پھر کسایش کے بھا ہو دین گم اول قدم دھرتے سے لیکھاتا ہے کبھی گم گشت و و اُس کو اس عالم میں میں یک خم	نقش کچھ ہرگز سمندر پر نہ پائے اُس کو آسایش سو کم ہونے پائے جان اُس کو صنعت حق کا راز دار پس قدم دوسرے کو جا کر کیوں گئے ہوئی جلا کیوں بندلا دیلا میرج
--	---	---	---

## حکایت پروانہارا گوید

جمع آئے اکدن سارے تنگ بعد ازان جا کونیک یک دوسرے بعد ازان دوسرے تنگ نا پتلا تیسرا بھی اٹھکے خوش و ڈرا گیا پس کہا اُس کو خبر ہے شمع کی ہوئی جب یوں پختہ ہوئے اثر ہے تجھے یک بال بھرا پی خبر	شمع کے طالب ہو ایک کو گنگ دیکھ آیا نور کو کین شمع کے جا پڑا سو شمع پر کچھ کچھ جلا شمع پر جلا کر انگارا ہو رہا جو اگن باہر اندر ہے شمع کی اُس کو سمجھو سب نکلا با خبر جیو میں تیرے آئیں ہر دم سو خطر	پس لگے کہنے یہاں سے کی جا جس طرح حاصل کیا تھا مفرقت وہ سانا اُس کو بھی بولا وہین دیکھ کر اُس کو سبانا دوسون کیا سمجھتا ہے وہ شمع پر خبر جسم و جان سے بیخبر لگے آئے دم گذرتا ہے سو میں عروم تھا	ہے کیا ن شمع خبر جلا سے لائے شمع کی کرنے لگا رہے صفت کچھ خبر تحقیق اُس کو بھی حسین شمع کے سمرنگ سن مکھ نورسون ہے جسے اک ذرہ ہستی کی خبر وہ خبر جانان کی ہو کو کین کپائے دوسرے کو سوز یک معلوم تھا
--	---	--	---

## حکایت یکے صوفی کہ براہ میرفت

کوئی صوفی راہ سے جانا تھا سوس لاکھ کی صوفی کو دیکھ رند بولا ہے مجھے آتا عجب بال ہر گز ہے صاف و بیان پس خبر ہے جو کچھ سب جلا خاک ہر کو جائے نیرازت جب	پیٹھے سے کوئی رند بھی آتا تھا رند سے بولا پس کاموڑ گھ مر گیا جویات یوں کر نیا یک ہے تجھے سو سو سافر دیان سر پہا گری رہے اور کھینچ پا ذرا خود بینی زری گم ہوتے تب	ناگہاں اُس نے نہ صوفی کو تین اے فلان جب کو تو مارا ہے نال تکلویم ہے جلاک بیدم ہیں خواہش اس منزل کی تو تکلو گم منت اندیشہ کر کفن کا کچھ بھی جو کہ جوہ ہے تجھے تیرا وجود	کھینچ مکی باری گردن پرو میں ہو گئے میں کو مگر تین سال بال بھرتا ہے تلک عمر مہین دیکھ کر کو اہل کی ہستی بال خبر جا اگن میں پڑتی ہو لڑھی وہاں کہاں اس مال دولت کو تو
---	---	---	---



بے جو کچھ نزدیک تیرے دور کر	خلوت دل کو ایسے نور کر	ہو گئی جب دلو تیرے بخودی	جائیگی گم ہو کے سب نیک بادی
	جب گئی نیک بادی عاشق تیرے	بس قبائے عشق کے لائق تیرے	
	حکایت بادشاہ ہے کہ سپہر شخو بصورت بود		
بادشاہ کوئی تھا بڑا سامور	اسکو میا ایک تھا رشک قمر	پاک سیرت خوش تھا پریشان	لکھ پوٹم کا چاند اور ابرہہ ہلال
کوئی نہ تھا خوبی سے کو اسکے چڑ	چاند کو تو لین تو اسین بھی ہو کھوٹ	رخ نورانی غیرت ماہ تمام	جگ کے خوبان بے کھینک و کھنک
کر کے کوئی کس وضع کی صفت	جس صفت کو وہاں بھی کچھ صفت	رات کو اتنا گرہ سے بھار	آفتاب تازہ ہوتا آشکار
چھوڑ دینا لکھ چرب لب پیما	چھب کے جاتا رات کو پریمین ماہ	جس طرف کرنا گاہہ زگر سن	اسطرن زگر سن کے کھلتے صحن
ہر سنکے کھلے پھول حسب کائنات	باغ کھلتے کئی ہزار ہاں صد بہار	کیون نہ کھتا تھا دہن کا کچھ نشان	جو عدم ہے سونشاں اسکا کہاں
فتنہ جان جہاں تھا وہ جان	الامان فتنے سے اسکے الامان	جب نکلتا باہر کہین ہو کر سوار	ساتھ چلتے ہر طرف شمشیر دار
کوئی مگر اسکی طرف کرنا گاہ	مارڈلے اسکو جانے بیگناہ	تا گہا نی از قضا و دیش ایک	نا اپس کا کچھ نہ سمجھانہ نیک
یک بیک اسکے اُپر شیدا ہوا	سوز دل میں عشق کا پیدا ہوا	خو طو لکے خون بہن کھانے لگا	سر دآپین دم دم کھانے لگا
گرچہ دلین چپ نہ کہتا تھا	کس سے اتنا کچھ نہ کہتا تھا وہ	جان دلین نے راجح عشق غم	دیکھنے ہر دم لگا رنج و الم
رات کو کو چہ چہ اسکے کر کے تھا	و دم دم رونا تھا وہ تار زار	کوئی نہ تھا محرم اسے جزو و غم	در و غم نہ کھینچتا تھا اور تتم
نار باقی تو کچھ مرنے سے	دن گذرتے تھے سو م بھرتے	اس گلی بہن جب کھنچو نہ جا	نیجان رویش نہ پھرجاں پائے
افضا شہر ہر نکلا ایک روز	پڑ گیا بازار میں خوشائے سوز	ہر طرف کو گوہن بھاگو بھاگو	چوک کے کل بھیرو بار بار ہوا
ساتھ کے جو تھے یقیان بہن	کئی غریب کو دئے خونی کفن	غل پڑا ہر ٹھہرا مارا مارا	شور محشر کا اٹھا ایک بار کا
اسکے وہ درویش بھی بے غفلت	دور سے دیکھا نظر اپنی چپلا	ہو گیا بیہوش شہر ہر دے کو بیکھ	خون مارا جوش شہر ہر دے کو بیکھ
گہا برا ہو کھا پچاڑی نغمہ	انگیا دے وہیں صبر و قرار	بڑھ چلا لکھ بھوسے ہوا لاشخون	ہو گیا بیہوش یک پل میں یون
زنگ اٹھا کر پڑا منہ پر شک	رہ گیا جیوا کو ہوشو نہیں انگ	کوئی قریب اسے گاہہ ہو	شاہ سے چنلی لگیا جا کے وہ
جوزرے نور بھر پر یک گدا	عاشق جانی ہے او جو سے خدا	شاہ غیرت سے ہوا بیہوش بہن	دل سے غصے سے لایا جو نہ بہن
پس کہا لیا دئے سولی تلے	رحم اسکے حال پر کوئی نہ لے	سکے دئے یقیان در و زار	لے چلے حالی گدا کو کرا سیر

لیکے آئے جب اسے سولی کنار	حیف کھارویا جگت سولے لڑا	نا اُسے وان کو شفاعت کھاتا	نا کوئی اس دوسے آگاہ تھا
جب اسے سولی پہ وہ دینے لگے	تب گلہ فغانکے لوگانے لگے	عجز و زاری سے لگا ہنسنے کیوں	بیگنہ تم مارتے ہو مجھ کو کیوں
دیو مجھے فرصت تو بارے تھا	جو کرو نہیں سجدہ حق کو یاد کر	بعد از ان فرصت دیا اس کو نیر	تاکرے سجدہ خدا کو وہ فقیر
پس گلاسجدے میں بولا الے الے	ماتا ہے شاہ مجھ کو بے گناہ	جب تک اس تن کو چھوڑا کو صلا	شاہنہر دیکھا مجھے کھلا جمال
تا دیکھوئی دلا اس کا ایک بار	شوق سے جو پاؤں الونے والے	آئین کا وہ جھگڑی میری نظیر	ہو گیا جیو مجھ کو دنیا سہل تر
یا الہی کر اجا بست یہ دعا	یونچہ ہے آخر کو میرا دعا	میں میں تیرا ہون بندہ با صفا و	گرچہ عاشق ہوں نہیں کانچہ نوا
جون دعا عالم کا ہے نہ حاجت	یوں بھی کرتو میری حاجت دعا	جانشانے پر لگا در حال تیر	جو دعا یوں عجز سے مانگا فقیر
ناگہان اس ناز کا آواز کہیں	کان میں آیا ویریشہ کے وہین	وہ مناجات و دعا درویش کی	دروندی زاری درویش کی
عرض کی وہ شاہی جب سیر	شہ کا دل بھی مڑ ہوا زیر و	پس کہا اب شاہنہر دیکھو مجھ کو	جا کے اس دل ویش سے جلدی ملاؤ
تاکرے دل داری میں ویش کی	نوش لیسے فکر اسکے نیش کی	جو لگا ہے اسکو تیرا نیش تر	لطف کا رکھ اسکو ہمیشہ تیر
پس نرا دیکھا انہیں بہت قہر	دے اسے شربت کہ نہ کھا پے زہر	دلیری سے اسے بھڑکے اٹھا	آئین کا تو اسکو اپنے ساتھ لا
بعد از ان شہزادہ یہ شکر خیر	صدق سے لایا بجا حکم پدر	دلیری سے جا کے اس دل ویش پاس	دیکھتا کیا تو پر ہے وہ نر اس
لوٹتا ہے خاک پر بولی تمھار	عالم اک روتا ہے سپہنہر ازاد	اشک خوشے اسکے ہوئی خاک تر	نا اسے کچھ تن کی مدد ہے نا خبر
دیکھتے ہر نے اس کا حال جن	بھرتے آنکھوں میں اپنے نیر کون	پس چھپانے کو لگا ہر چند انسو	میں سے ہونے بندہ ہر گراں بھون
جوش کھالے ہو سے بہہ چلے	قطرہ قطرہ لعل کو ہر ٹوٹھلے	عشق میں جو شخص بن دق ہو	کیون نہ عشق اس عاقل شوق ہو
عاقبت وہ شاہزادہ لطف سے	پاس جا بیٹھا وہ پھر درویش کے	جب کیا درویش نے بلا نظر	شاہنہر کے کو دکھا وہ بین بھر
پس کہا اسے شاہنہر کے نامدار	مار سکتا ہے اگر تو مجھ کو مار	فوج و لشکر کیا تجھے درکار تھا	مجھ کو بس اتنا ترادو بار تھا
بو لکر یہ بات اک نعرہ کیا	جان شیرین بار شیرین کو دیا	یک نظر سے دیکھنے لگا جمال	ہو گیا ایک دل میں بانگنی شمال
بوند تھا سو جا ملہ مسند و سے	ہو گیا نابود ذرہ شور سے	پاؤں گانو کانے ایسا لک خبر	جب تک دل میں ہوا زور و
چونکہ لذت سے نہ آلودہ ہے	خواب و غفلت نے اس کو دھ	بھجورے غفلت کو پل درویش	خوش ہے خوشی ہو کر شیش
ہو گیا جن وقت سے خوشی تجھے	پایا لگی اس وقت درویشی تجھے	دل سے نہت ہو کر مرد و استہو	دلے جلا کر عقل کو دیوانہ ہو



	نہیں تو بارے آتشا دیکھ جا	کس طرح ہوتے ہیں مردانہ فدا
	حکایت شنیدن مرغان تمام بیان وا دیہا	
جب میں نکلیں یہ باتیں نام	ہفت وادی کا بیان نزل مقام	ہوش سب کا ایک بیک جاتا رہا
ہو گئے سب ایک طرف ہی بقیہ	مر گئے کتنے اسی نزل میں ٹھا	بیٹھ رہے بعضے بعضے اٹھ چلے
کوئی بہت سے لیاد دیش راہ	رنج و راحت پر کیا نہیں وہ گاہ	الغرض یوں کئی برس تک پے پے
رنج و سختی راہ میں دیکھے جو وہ	جانتا ہے کیا نہیں دیکھا سو وہ	رہ گیا کوئی راہ میں ڈونگر کپڑ
کوئی گرمی کی نہ لاکر دینا باب	دھوپ میں جل بل کو ہوا چوت کتا	کوئی رستہ چھوڑ کر ہو گھا برا
کوئی پانی جنگل میں خشک لب	مر گیا رکھ دین پانی کی طلب	کوئی بھوک سے مر گیا کھانے بنا
کوئی رستہ میں تماشادیکھ کچھ	رہ گیا سنگا تو بیکے سنگ پچھ	عاقبت لاکھوں نے کوئی کیا نواز
نہیں نکلیں شل سستہ ناتوان	بے چرے بے بال سست نہ جان	آئے جو سیرخ کی درگاہ لگ
دیکھ کر سیرخ کی درگہ بلند	ہو گئے حیرت سے ہر ک پائے بند	برقی ہنغنا کی کرکے یوں بان
کئی ہزاران خلق صاحب عبا	ہیں کھڑے دیوار کا رکھہ ظار	کئی ہزاران چاندلے آفتاب
کل یہ سب ذرہ من جہاں میں	سب ہوا میں کسی سرگرداں میں	یہ پیکھو دیکھو دیا کلا وصول
پس لگے کہنے کہ سو گیا بہان	میں پریشان تو بہن جا گیا بہان	ہے جہاں ذرہ برابر آفتاب
اوپر نہ سمجھے اتھے سب غلط	سب ہماری محنتیں ہوو غلط	اے دریغ وہ ہمارے رنج راہ
ہو گئے جب پیکھ کر سب ناس	ٹوٹ کر آپرے پڑا گویا کاس	سب بیکار دلیں بدل ہو کر
ناگہان سیرخ کی درگاہ سے	بیک بیک آ جا دل جاہ سے	دیکھ کر ان میں غصہ و کونزار
پاؤں سے سر لگ سخی حیرت سے	جان و دل سے رنج اور حیرت سے	بعد از ان پوچھا کہے تو مرمیہ
کافے کے پوچھیں ہوسو کو	دکھ منے گلتے ہو جون پانی لون	کان نہا لکال زکرا گان دن
کیا سب آئے ہیں اسی گاہ میں	کیونکہ چکے آئے ہیں سے راہ میں	پرس بائیں تیرے گھسیوں نے جواب
ہے ہمارا بادشاہ سیرخ جون	دیکھئے اسکو بہن ناکے کیون	میں ہیں بندے سخی رنگاہ کے
		خاکروب ہیں مرمیہ سخی راہ کے

کئی مدت سے راہ چل کر تھک گیا اُسے بین پہان لگ لیکن ہم اگر یہاں تو شکل ہے بڑی لڑکی بار صدر ازلان عالم اس گاہ میں یہ سخن سن پھیاں مبیہ دار وہ نہیں خوار میگر سکوشرف آفرین کسی مجھے درکار میں یونہی ہم سب پھونکی ہے قیر گرچہ استغنا ہے شہ کا بیشمار فصل ربانی ہوا فریاد رس بعد ازلان قلعے لاسکے ہاتھ یہاں جو کچھ فعل اس کے تھے تمام	صدر ازلان سے بین پہان میں آئے کب ہمارے پر کر گیا شہ نظر پس تم سے وہاں غریب کا کیا ایک چوٹی کی من ہے راہ میں ہو گئے سب لبیں اپنے بقرار موشرف اس کے ہیں بکوب طرف شادمان بیل کی گالی سپوشین اسکی خوار سے ہے بکوب غریب بین ہمیں نواطف کے میدار جونس تھا سو ہوا سب سر پس کہنے کو ڈھونڈ خور ہاتھ یک بیک قلعہ من تھا اولام یوسف اپنے کو کوئین میں الکر	شاہ کے لئے کی ہے لبیں امید پس کہا وہ پیکے بجا صلا تم بڑے یامین ہوئے تو کیا بہان کان تھا ہے ہاتھ وہ شہ آبرگا پس لگے کہنے کو گر ہنسا کو شاہ کیا کہی ہے خوب پیچھوئی بات اسکی گالی آفرین سے خلق کے اگ سے ڈرتا ہو کہ لبیں تنگ جب کہا پیچھوئی شہ بیا صلا صدر وقت کے اوپر بکوب لے جو نہ ان پھونکے وہ قلعہ اٹھا سخت افضال سے تھا فعل یو پچھ کر کھائے خدا سے کچھ ڈر	چک ہو وہاں انتظار میں سفید شہ کی ہمتا کے بالکل غافلان کان من کو کون گتا یہی بہان کان تھا ہے باج کم ہو جائیگا اسوضع دکھایا خوار کی راہ گر کہیں مجھ آفرین سب کا نات مکھو شیرین تر ہو سو بے لگ جب ہے اسکی محبت شمع نگ ہو گیا اپنے شب تار یک روز تحت عورت پر کان اوٹنے پائے شرم سے ہرگز نہ پائا سنا چائے جو چلے ہے نفس کی خوشی سے
---	---	--	--

### حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام از قضا یوسف ہوئے جیسا شاہ نین پچھانے شاہ کو جو کون ہے ہے ہمارے پاس عہری ایک خط بسکہ عہری خوان تھے سب باراد حاک ہو گئے اگ حسرت تمام ہو گئی مہربان چہرہ نئے	جسہ مڑا تھا سنار و کا سپند ایک مالک سے رکھے قلعہ گاہ تھے آپ کے کسوف کا لون ہے گر تھیں باجیئے تو ہے یک خط پس کہے وہ خط کہا تھے لاؤ آب ہو گئے عہری میں گلزار نام تن کے سارے شست ہو گئے بند	بچ ڈالا اس کو جس بھائی یوسف جب وہ بھائی صر س گناہ لے پس کہا یوسف ڈالے باران پڑھ سناؤ اگر وہ خط ہمیں خط پڑھے کو جو یوسف سے لے خوف سے نین بڑھ سکا زین کے پس کہے یوسف کہ کچھ ہی مرغم	لکھ لیا مالک نے اگ خطا ہے خط سے روٹی بدل پائی کوئے خط عہری جانتے ہو پانچ کر جو سناو گے سو دو کھائے سخن شرم سے سب بار سڑے گئے دل سننے سے نالان حیف گئے ہو گئے ہر سب بار سناں کم
---	--	---	--

۱۸

بعد از ان بولے کہ امشاہ جہاں بیچتا ہے یوسف اپنے کوچیوں ایک دن توجہی گداؤں کی من	خوب ہے اس سے گردن مارنا ہو گیا آخر کو تیرا حال کیوں جائے گا بھوکا نہ لگا پرستہ کن	کیا سمجھتا ہے تو اب مرد و غل ہو گیا جسدِ نر یوسف بادشاہ ہو گیا آخر پشیمانی سے جفت	جوتہ آویگا اصلِ حق تجھے خلیل کیا کر گیا عذر تو اسے رو سیاہ پس نہ تو یوسف کو اپنے چُفٹ
حکایت محل شدن ہمہ مرغان			
ہو گئے پٹھی محل خط و کھکر ہو گئے اس نہات ناسید جید آفتاب قرب نے کیا ظہور	اشک حسرت سے لئے نینو کھو بکر گشتش کی آجاوش تب محبت میں ہو گئے غرق نو	دلیں دھیسے میں آو درناک سرفرازی کا لگا سراج سے چہرہ سیمرغ دیکھے اشکار	دلیں دھیسے میں آو درناک سرفرازی کا لگا سراج سے چہرہ سیمرغ دیکھے اشکار
جلیس پرستی کے ٹپکی نظر یکہ لڑا پس میں حیران ہو رہے جب ہوئے سیمرغ سارا ایک نگ	صور نہ سیمرغ دیکھے یک دگر یہ سے سیمرغ بولے وہ اُسے ہو ہاں لکھی حیران دزدگ	ہو گئے حیران بھی دلیں یو نہن ہی ہرگز کے کسی پہچان نہن ہوا معلوم کس کو کس حال	کیا امین سیمرغ میں کیا بینگئے جو ہون میں نہ نہیں آخر نہان پس کے درگاہ عزت سوال
اے جناب پاک یہ کیا ہے سبب بعد از ان درگاہ سے باخطا اور اگر دیکھے اس آئینہ اند	جو ہمیں ہو گئے ہیں سیمرغ سبب جو فنا آری ہے یہ جناب آئینگی اسکو وہی صورت نظر	ایک ایک کو نہیں سکتے پہچان ہو گیا جسکو طلب جس چیز کی تیس نکھی تم جو ہاں تنگ آئے ہو	بلکہ آپس کو نہیں سکتے پہچان شکل سکی ہو گیا اس چنی کی تم آپس کو آپ ظاہر پائے ہو
گر تھیں جالیس سے نیا پچاس نہن تو بیکو دیکھے کا کس کتاب ہر کس کو صورت مقصود ہو	یونی کر لیتے آپس میں پیراں دیکھ سکا کب ہے پیر آقا ہر کس کو معنی معبود ہو	گوچہ کم باتیں تم سب آئے ہو اونکھی اتنے جواتے تھے ادھر جو تھیں تیسوں لکھی سیمرغ کاج	تم آپس کو آپ ظاہر پائے ہو پس گئے ہیں بے سببی سے پھر اے میں ہاں تھیں جسک بلج
پس نہیں سیمرغ ہو گیا عجب جونا میں گئے بھی خوش اس فنا اور اس بھلا کچھ بیان	محرم تو آپا پسے سب میں پس کہیں تیرا بکر پیراں جو پچھے نہن با تھا کچھ نشان	اصل میں سیمرغ سمجھو محکو تم سایہ تھا سو ہو گیا سولیج میں گم سرفرا میں دیکھا کو بائے پھر	پس نہیں سیمرغ ہو گیا عجب جونا میں گئے بھی خوش اس فنا اور اس بھلا کچھ بیان
حکایت حقیقت بقا بعد فنا			
مغر کو اس بات کے اوبانکے جو دنیا سے ہاتھ دھو کر اسکے جو کہ اسرار بقا بعد از فنا	پس کہیں تیرا بکر پیراں جو پچھے نہن با تھا کچھ نشان جو دنیا سے ہاتھ دھو کر اسکے	سرفرا میں دیکھا کو بائے پھر نہن سمجھتا ہے ہر ایک ما آشنا کب بیکہ کدہ نواسہ میں قدم	مغر کو اس بات کے اوبانکے جو دنیا سے ہاتھ دھو کر اسکے جو کہ اسرار بقا بعد از فنا

اس فدا اور اس بقا سے درگزر اصل میں تھا تو سوطہ خور و زار بعد از ان دنیا سے کڑا لے فنا گر نہیں کس بات سے تو راز و آ جب تلک دیکھا نہ توجہ در و درخ	تا بچھ ہوئے بقا کی کچھ خبر بعد از ان عاقل ہوا اور ہوشیار اس فنا میں رہا نہاں ہو گھنا فکر کر شہسار ہوا در کچھ بچار کان ملکا کا جو کینہ کرس گینج نہیں ہوئی لگ محو خاری و فنا	دیکھ اول کیا تھا تو اور کیا ہے اب پس تجھ اسرار سے انفک کئے اس فنا کے بعد گر بخشے بہت جب تلک یہاں نہیں بڑا بدل فنا نہیں ہو جاتا تجھے ہستی ملے کانسے دیکھے گا تو نہ غر و بقا	اب نہیں سمجھا تو سمجھ گیا تو کب سفر کی تپا سب آگاہی دے ہر صبح اٹھ دیکھتا تیرا لقا پائیکا تو کس وضع عز و بقا جب تلک تو ہے تو ہستی کو ہٹا
--	---	---	---

### حکایت عاشق شدن بر سپہر وزیر بادشاہ

بادشاہ کوئی تھا جہاں بیٹے بنیظیر جہا کا اسکے اتھا رخ ماہ پر آفتاب آسمان و لبسری سمہ نورانی غیرت خورشید و ماہ نہیں اُسے دکھلا دے یوں افونگری قدتہ جان جہاں خال سیاہ الغرض شاہ اسکو اک دن دیکھ کر رہ نہ سکا مجھ کے بن ایک تل رات دن اسکو رکھے اپنے حضور صبح سے تا شام دیکھے بادشاہ کب کے کدیا کے سستہ شاہ کے ڈسے کہیں نہیں جا سکے یونہی گذر جو کتے دن روز کا کہیں سو دیکھا اسکو فرزند ویر	ہفت کشور تھا جسے فرمان بیدار ماہ کا رخ شاہ کے تھا جاہ پر جگ کے محبوبینہ او کو شری اُسے کالی امک چھتری سیاہ جگے لگے چل ہوئے سرامی سو قیامت کے برابر یک گاہ ہو گیا بیہوش و بخوبے خبر گم ہوا سندھ بد گناہ و بیدل نا کرے یک پل جہا نظر نہ ہو دکھوافت میں کیا اسکی تباہ کب گنولے دے اپنے خواہ چین ناکھی مان باپ کے پاس آ سکے تا کہ اس نضر کا آیا ہمار ہو گیا یکبارگی اسکا سیر	جانتی تھی خلق اسکندر جسے افضا شاہ کا تھا یک وزیر دن کو گر وہ ماہ کچھ گھر سے بھا نوش لب و دہ چٹہ آب حیات سیتن سین بدن سین دفن شرح اسکے حسن کا تنگ کردن نقد جان اسکی محبت میں دیا خلوت و خلوت میں اسکے نیمہ دن کو سوئے تو اور گریس ویر حسن کی اسکے کبھی دیکھے بہار ایک دم نہ کہے نہ اسکے باج باپان فرزند کو تر سین ملام انھن ناسی چار سو شہ کے مگر وہ سندھ بھی اسے ہوئی مبتلا	قاف سے تاقان تھا لشکر اسے اسکو بیٹیا یک جوان بزرگ جگ سے ہوئے قیامت آٹکا تسپ خط بسیر بالی صفات دام زلفان عاشقوں کی صفات عمر اگر اس فکر میں ساری بھڑن آرزو سے عشق کا سودا کیا صلح کا غم سے کیا راحت رات کو قربان ہوئے چون چکد کب کرے رو و گہرا سپر شار تاہر ماہ بھی بچارہ اصلاح کیا کہیں نہ تھا و کہیں نہ تھا کوئی اتھی خورشیدی ناری سندر ایک دن ناگاہ اس اندر بلا
--	---	--	---



انفاقاً ایک شب شہ سے پرت  
جاکے کلاشاہ نو بیسے منے  
شاہ کے لمین ٹری غریبے الگ  
پس لگا پئے کو شہ میں نہ لے  
مال دولت جاتے جوا پنا شاہ  
اب مجھے واجب ہولے بالضرر  
تا کہ جوا بن بدست بھاٹ چٹا  
یونہی لیگے لشکر جلدی کھینچ کر  
مارے والوں کے تین منت کیا  
جائے جب کیف کی سنتی اتر  
پس دے دے مارے مارے جوتا  
پس بند خانہ منے جا کر وزیر  
شاہ دوسرے ہو اہیشاز  
بادشہ سکر خوشی ل میں کیا  
جب نئی شہر کے لوگان خبر  
چند روز اس شہر میں ماتم ہوا  
یا درک باتوں کو اس لدار کی  
جوش راعشق غصہ کم ہوا  
وہ محبت و درہ بزم شراب  
دلے سب جاندار ماضی قرار  
نزلان بانی کیا ایک بار کا

سورہاتھا اس میں پہنچے گئے  
تھے پیٹھے جس ٹھارہ دونوں جسے  
پہنچ کھیا تلخ ہو کر چونکہ ناگ  
کیا کہوں کیا کیا میں کس کسے  
ما تھیں اس کے یا سب اختیار  
جو کروں دینا سے سر کا نام دو  
سیر ہوئی دھرتی سو کو چاٹ چاٹ  
تا جا کر کھال دیوین دار پر  
ہر کیس کو یک رتن بھاری دیا  
بعد از آن چنایا گد لکے بھتر  
یہ جو کچھ بولتا ہے بن صواب  
ایک جب قتل کے لایا اسیر  
مارے مارے کو پوچھا حال تب  
ہر کیس کو نقد و زر خلعت دیا  
دیکھنے آنے لگے دے سر بسر  
دوسے اس کے گھر و گھر غم ہوا  
دلیر شیریں شکر گفتار کی  
عیش جا کر دو غم ہدم ہوا  
جائے سب نوکروں پر خوشہ کتا  
گلشن زیبا لگا سنے کو خوا  
لے یا سینے منے غم یار کا

جاگ اٹھا وہ یار کو نا دیکھ کر  
دیکھا کیا ہے کہ دونوں لڑن  
مست اور عاشق تھا اسپر بادشاہ  
میں تو اس نوخیز کو کس ناز سے  
وہ سو محو چھوڑ دو کو سا تھ  
بات ایسی بول کر وہ شہر پار  
پس کہا شہ نے لگوئی میں لیجا  
یہ خبر سکر وزیر آیا وہ بن  
پس کہا میں اس جوا کا کچھ گنا  
پس جو اس کو آج مارے گا کوئی  
گر ابھی میں رہتا ہے ہم سے  
کھال اس کی کاڑھ کر سولی دیا  
سب نے بولا حکم خون خیا لوں کے  
پس کہا شہ نے کہ پئے داسے  
غرق خونین دیکھا کس گزشتہ  
شاہ بھی آخر کو بعد از چند روز  
دمد غصہ و غم کھانے لگا  
بادشہ عیش و اور یہ یار و  
پس ہوا لمین بشتیان بادشاہ  
عاقبت کپڑے لگا کر نل سو  
آخر ترش یک رات کو شہر پار

دھوٹا نہا خوش ہو کر کمر کھنکر  
شاہ بیٹھے میں خوشی سے کام لے  
کیون کرے لبرہ پرے کوئی نگاہ  
پال کر کیتا ہوں واقف داز سے  
جیو لگا ہے سو کیسی ہے بات  
بند کے ماو کہا خوب استوار  
کھال سکی دور سولی پر چڑھاؤ  
خاک پاتے پیٹتے رویا وہ بن  
اس پر ہکا مست کیفی بادشاہ  
جیو چکانا کس وضع سے لگا ہوئی  
بادشاہ جیسے نہ چھوڑے گا کسے  
بعد از ان بیٹے کہ تین نہیا کیا  
پوست لگا کھینچ کر سولی لے  
تا جا نہیں ہوئے عبرت ہر کسے  
جیف کھانے لگا فوسون  
دل منے پکڑا بشتان ہوئے سوز  
دلے آہ آتشیں لانے لگا  
وہ محبت اور خوشی و دلدار و  
خارہ ہونے لگا سینے میں آہ  
جاکے بیٹھا ماتمی ہو سرنگون  
آپ آیا چلے سولی کے کنار

دیکھ اُس ٹیڑخ کو جیف کھائے  
دل پہ سکے درد و غم بھاری ہوا  
لوٹے بھونین پر لگا چھلی من  
رات ساری اچلا اور در زکون  
پڑ کے رہتا ہر کہن پیسا بکھو  
اس طرح چالیس دن جیگہ لگے  
چاند باہرہ شفق میں غرق خون  
تب کہا اُس نے سُن اے بادشاہ  
کیا کیا تھا میرے خون یوں کیا  
میں تھوڑو لگا قیامت میں تھے  
جب سدا بر سر شہ فیہ جواب  
ہو گیا دیوانہ مدھ کو کھو کر  
ظلم سے میرے کھنچو بھی دکھ  
کون کیا کوئی کرے جو میں کیا  
کر لوے دلبر سے پر اب نظر  
میں تو یوں غم انگ ہوئی اچا کیا  
اگر میں یوفانی سے جفت  
ست ہو کر میں کیا ہوں خط  
ہر دہا ہوں میں تو غم و جان میں  
موت کا کچھ ڈر نہیں مجھ کو ایسا  
کا شیک کوئی کا تا میرا کھا

دکھ سے درد و سر پڑتا خاک پہ  
زخم ششیر الم کا رسی ہوا  
نوں سے ہو گئے ولے روزن  
شمع کے مانند جلتا سوزن  
بندر کھنا زبا کو جیون مونگا  
سو کھ جا کا تھا عوا شہ نامور  
غم سے لالے کے شعلہ نگرین  
جب سے تو اے ہو جگو سگنا  
کھا میری کر جدا سولی دیا  
داؤ نادا دیوے خدا جب تک مجھے  
تاب دل سے کی کھل کھینچو خواب  
زندگی سے ہاتھ اپنے دھو کر  
کیا دکھاؤ گا صبا میں جی تو کھ  
پا پہ اپنے مار کر نیشہ لب  
جو کیا ہوں میں سو تو ہرگز نہ کر  
خاک پانی کی کو کھجور میں ہے خاک  
تو تو مجھے یوناسے کروفا  
تو لگ رہا اس خطا سے کر خطا  
ناچو درد و غم ہا میں بول کب  
ہے مجھے نیڑی جھا کا ڈر جٹا  
ناچت اس غم سے میں نہا بھلا

بات یک یک اُس جو انکی یاد کر  
کاٹ کر لینے لگا داتو سے ہاتھ  
دیکھتا انچو انکو اُسے کوئی اگر  
جب فلک صبح کی جلتی پون  
کس کو یہ قدرت تھی جوشاہ ست  
از قضا اس سوز سے گرداب میں  
بعد از ان شہ نہ کہا لے دلربا  
خونین تیرا آشتی سے ہونین  
یار سے یوں یا کرتے ہیں کہین  
ہو ویگا دیوانہ حشر کا جھی  
جو میں اُسکے نزد غم زیادہ ہوا  
پس کہا مجھ کو لے گیا رکھی  
نہیں کیا میں غم ظمیر سے اوپر  
یہ نہ اپنے پر کیا ہوں خوب میں  
اگر کیا ہوں میں جو تیرے سے ٹہی  
اب تجھے کی طرح دھو دھو لیا  
میں کیا اگر خون تیرا ظلم سے  
لو گیا ہے چھوڑ کر مجھ کو جب  
تین ہا جاناب مجھے ایک دم  
عمر کرب عذرا ہی میں ہوں  
میں با کچھ مجھ کو اب تاب فراز

دو سے رُفے لگا نہ یاد کر  
صدہ ارانہ اور اسوس ساتھ  
یاد ساون کی جھڑی کرنا مگر  
شاہ جانا اٹھ دیا سے گھر کر  
کچھ کہے اور کچھ کائے منہ ہوا  
اپنے دل کو دکھا شہ خواب میں  
کیوں ہوا تو غرق خون و صفا  
یوں تیری یوفانی سے ہونین  
جو کیا تو نے کرے کا فہین  
میں پس کا داؤں لگا کھی  
درد و دکھ حد سے زیادہ تھا ہوا  
ہو گیا ہے تو سو مجھ کو کھی  
ہے میرا ظلم سب میرے اوپر  
مار کر ڈالا ہوں جو محبوبین  
تو ہی مجھے نہ کر ہرگز کھی  
رہ کر میرے اوپر تو جان جان  
خون نکو کر دکھو میرے چہرے  
میں میں تجھ کو رہتا ہوں کہا  
ایک دم سے میرے ہر دم نہم  
اس گناہ کا رزم کیوں کروں  
جو میرے تاب و طاقت سے



جو سرمایہ ہر تہا کی کار میں	کیا کرو نہیں کہ سلب کتبک مجھ کو	کچھ نہیں مجھ کو رہی طاعت مگر	جو مرا بفضل سوا دگر
تھا کہین نہاں وزیر نامدار	پس ہوا سو میں فضل کردگار	خاموشی میں ہو گیا بیہوش تب	یونہی بق بق کر ہوا خاموش جب
شاہ نکمیان کھو کر دیکھا وہ	بعد ازاں بھیجا ہی نزدیک شاہ	زود لایا شاہ کن بیٹا شتاب	شاہ کو وہ دیکھ کر بیہوش تاب
ہو گئی آپس ہو مساز وہین	ایک اکیس ہو ہو سہل ز وہین	اگے خوشی ہو بھر کے دونوں سر	ایک دھڑل سوا پی مندیر
راز دان اسٹار کا اغیار میں	کوئی وانا کا وقف ہر نین	کیا کہے اور کیا سنے آپس میں	نہیں کسی وانا کی خبر ہی راز چ
بات ہو بہر اسٹو اندھا ہو جائی	وایا سوار آپسے لنگا ہوئی	جو کر ہو وہ سرگردا دو حیاں ہوا	کس کو طاق جو کر کوئی ہوا
کیا کہو نہیں اس کے ولت لام	ہو گئی باچا پنکھل بیان تمام	بات کہیں ہی رضا کس بات میں	وایا سوا خوشی بغیر از بت میں

## خاتمہ الکتاب

اصل میں تھا یہ کلام فارسی	اہل مسمی کو شال آرسی
شیخ صاحب دل نہ یہ نامور	خاص جبکہ ہو لقب عطار کر
ہر چہ یک نافہ اسرار ہو	منعرجا کو طبیب عطار ہو
فکر جو کہ کری نہیں	مستعد دینی ہو ہو بہر دور

## ضمیمہ کتاب

## حکایت شاہزادوں کی جو بعد ترک حجاز کی حقیقت کو پایا

تھا کہین اک بادشاہ کا گار	باطن وظاہر نہ میں ہنوار	اس کو یک فرزند تھا روشن چین	حسن اسکا رشک حسن جو چین
خواب میں وہ شاہ دیکھا ناگہان	مر گیا فرزند و سکارا نگان	جب ہوا بیدار پایا یک نوید	دی شہر گواہ اس سے شاخ امید
دلیں یہ سوچا کہ شاہ کی سبب	تھا وہی غم جو دکھایا مجھ کو ب	خواب میں خندہ اگر تم دیکھو	اس کو اتم ہے کہا تعبیر کو
میں کہا شہر حیکہ وہ گذرالم	چاہے شادی کرین لڑکی کی ہم	زادہ اک صالح جوان پاک تھا	اسکی لڑکی نام فردا اس کو کیا
جب کیا زادہ نے اکی دوستی	عورتیں اس شہر کی پائیں اگہی	مادر شہزادہ شکر خیر	شاہ سہی بولی کہ ای والا گہر
شرط کیفیت نہیں لایا بجا	جاگد اک گھر میں تو خوشی کیا	وہ گد اہم بادشاہ نامور	تو تجھیلی سے کیا ایسا گھر
شہر کہات بول تو اس کو گدا	جو کہ ہے صالح وہی ہوا بادشاہ	جو کہ امرا میں اسیر حرم آئے	ہیں وہ فقیر سیر بر گن ساز
بدنہ شہر ہستم جو شاہ و امیر	ہو حقیقت میں وہی بد فقیر	ایک پکسل اس کو سلطان بولے	جیل کا فور زنگی کو کہے

<p>             باوشاہ کہنا نہیں کہو حلال              حسن میں تھی کی قیامت پری              حسن کا پاک نیک خلاق تھی              وہ نہیں نیک ملک تھی بھوتی              بھوتی خیمہ کی عجبت کے سبب              شاہ پر عالم شب و بچہ تھا              شاہ ہدیہ پارہ ہوا سدا نکبات              ایک جادو گر بڑا استاد کار              جب ہوا سبج بیاری سی چاق              جالما اپنی عروس خاص سے              شاہ بعد کال کر پوچھا کہ              اب مجھو بخش خدا دارا السزور              جب ہوا مومن طریقت آشنا              بھوتی دنیا ہو جادو گر چھال              ابو جادو میں بہت ہتھیار ہی              وعودہ کوئی رہبر عقدہ کشا              پس صال بن ہو دنیا کا فراق              تو نہیں دنیا سے ہو سکتا صبور              یہ جہان دیکھ گیا تو گڑھے سے              جب اس خسار کا دیکھو جب تک              میں ریاضت بیٹھا خاکست           </p>	<p>             جو رہا پابند حسب جاہ و مال              سو بھی اسکی کریم تھی چاکری              پھر شرافت میں بھی اپنی طاق تھی              شاہزادی کر سے جو رہنری              شاہزادہ ہو رہا تھا جان لب              ایک شہزادہ فٹ سسر تھا              روز و شب تیا تھا تو ان نکلوتہ              شاہزاد کیا کہین سن اشتہار              خیمہ بڑھیا کو دے بیٹھا طلاق              دل لگایا اُس مہر ممتاز سے              وہ تیری معشوقہ ویرانہ کہاں              ہو گیا ہوں اس ملک بدسو دور              نور پا یا ترک ظلمت کو کیا              مرد کو جادو سو کرتی پائمال              عقل اسکو کر سے لاچار ہے              راز دان یفعل اللہ ما یشاء              جان یو میا جگ تن ہو چاق              حیف ہو گر ہر خدا سو اپنے دور              جب تو دیکھا تو قرب حق کا کفر              پھر تھے سجدہ گرین جن ملک              و سوچ کر تاراج پانی کو طلب           </p>	<p>             پس کیا شادی بڑی ترتیب سے              چہرہ اسکا آفتاب صبح گاہ              شاہزادہ دیکھ کر ٹھٹھ پڑا              بھوتی جادو گر میں طاق تھی              ایک برس تک شاہزادہ جنبہ              شاہ رونا دیکھ کر بیٹھے کاحال              رات دن فریاد اور زاری کیا              چلکے آیا دور سے شرک حضور              بھوتی غصہ نہ کھا کر پیچ و تاب              بعد پھر باپ کی خدمت میں آ              شاہزادہ تب کہا انکار سے              اب مجھو بخش خدا آب حیات              ای سپریشک ۲ شہزادہ ہو تو              رنگ و بوتلا کو وہ قجائی پیر              عقل اس شکل کو مل کرتی اگر              جنت کا تو ہی اسیر سپر زال              جب تجھو دنیا کی دوری سخت ہو              ایک دم دیکھے اگر نور خدا              جہد کر سہتی کو اپنی بھول جا              کر طلب ہر دم فروغ حسن یار              اگر نہیں تو دور سو دیکھا سرب           </p>	<p>             مشتری کو لا ملا یا ہا سے              پھر ملاستے نیک مانگے پناہ              عشق میں اسکو بھوک پر ذلیل              زن نہیں یک خیمہ آفاق تھی              پاؤں اسکو لے تھا اپنا سر              باپ پر نہتا تھا بیٹا لہ مال              حق مناجات اس دیکھا یگانا              شاہزادے کیا وہ سحر دور              مر کے دفن کو گئی لینو خدا              معذرت چاہا زمین بڑی کیا              میں ہوا بنار اس مرد واسی              اس بھوتی خیمہ سی یا ہون نجات              بھوتی دنیا نہ مل اس کو کھو              کر سے کرتی ہر مرد کو اسیر              اسب کیا کو حق نہ کرتا راہبر              وہ عروس میں تجھو ماحال              دین سے جو دور ہو بہت ہی              جان و تن کو آگ ہو بیگ جلا              تب تجھو ماتھے آویگا حق کا لقا              بان ہوا فانی حکم مستعفا              اسکو پانی بوجھ کر تا مطلب           </p>
--	---	---	---

تشنہ لبانی من ہو تو نامید دیو ہو تو گر آنحضور کو پیش ہو مغرور اپنی بود پر بندگی پر وکی کمتر بوجہ مست جو ہوا انجام من مسعود وار وہ بزرگی تجھ کو مستے کا خدا	آبِ اُفَرِ بَیِّنۃً مِّنۡ جَنۡنَتِ الْاَوَّلٰی خود نامی شان شیطان بوجہ دھوٹھلے جلدیس کوئی گاہ عرش حق تو کر غلط بیان صفت عرش حق سو اسکو ہویک دم قرار ناکرے اہل جہان شیوہ تیرا رکھ خدا سے التجا ہر بات میں	بادشاہی ہو غلامی دوست کی اگر خودی کا ہی تجھے سودا ہو غلام سوزہ دوڑیو اگر ہو تجھ کو عمار تو بکھر میں غلو اتنا نہ کر خاک پاکو او کی تو مسخر بنا حق دیا ہو خاک کے تیلے کو تاب تا ہنوز نزل تیری درکات میں	بندگی حق کی ہر شاہی ہو بھلی تو خدا سو دور ہو اول سلام ہاں مبادا تو نہ ہو آگے چار تیکبر بل میں ہو زیر و زبر ناکہ چشم دل کو تیری ہو جلا ہو چاہا گئی یہ میں وہ جیون اتنا نہ
---	--	---	---

## مناجات بیچ تنبیہ نفس کے

بول پڑا تھو اٹھا اے کردگار اسخ و بین تجھے سستی حلال نفس فرعون کو کہ سیرت تن کو تو فریہ نہ کر کہ موشال گرہ ایک شہر میں ساری عمر شہر کا اپنے نہیں کرتا خیال	سعی تجھ کو موت رکھ شرار جسمین میں عکس صفاتِ ذوالجلال تا ہنوز مغرور وہ کافر صفت تا کہ نامو جاو و خون تیرا حلال جو رہی پر اسکو جاتا بھول کر خواب میں ایسا ہی ہر کل خیال	تجھ سو اہم ای خدا کس ماں چہیز بندگی میں حق کی باندھ اپی کر اگرچہ روویا پکار یزار زار خواب غفلت ہو یہ دنیا سیر خواب میں جب شہر اُسرو دیکھتا روح ایسا ہی مقام نہ ہو کو بھول	تو نہیں چاہا تو ہم کس کو کہا نہیں تا کہ ہو مغرور بے بار کو منہ وہ ہنوز آخر مسلمان ہو شیار اس میں تو غافل ہوا تو پیسیر بوجہ شہر قدیمی ہو سیرا کیا عجب اس خواب میں گھر ہو ملول
--	--	--	---

## بیان آدمی کی پیدائش کی منزلوں کا ابتداء سے

آدمی تھا اصل میں اول جہاد پھر بناتی ہو حیوان جب جسطرح مائل ہو کہ کوکب طرف سایہ جفائی ہو شاخ گل کیچ اسطرح ہر ہر بات سو گذر جسطرح سویا تو بھولا گئی بات	پھر بناتی میں کو اس کے نہاد وہ بناتی پن بھلا یا اسکو ب پھر نہ بوجھ اسیر غبت بکطرف پس کر معلوم وہ سیر بیچ اب ہوا ہو مائل و دانا گر اسکو سنسیا نہ ہو کھر گئی تبا	ساہا وہ جہاز تھا یا گہا نہا لیک تھوڑی غبت اسکو گہا جزو کل اسکو دیا و عجل کل پھر وہ حیوانی سو انسانی لیا کچھ خبر اسکو نہ ان احوال سو جائی حب یہ عقل بر حوصہ طلب	بھول بیٹھا سجادی پن کی بات باغ وستان کو تاشہ سیر کی وہ مثال سایہ ہو یہ شاخ گل خلعت انسان و ہو خالق دیا پھر بوجہ انہو عقل و حال سو سوہرا ان عقل دیکھے بوجہ
--	---	---	--

خواب کے پھر سو گئے جگوا اینکے کیا سبب میں خواب میں بدوش تھا زندگی تیری خیال خواب جان یاد کیا اپنی غموں کو سنس پڑے زندگی کو خواب میں جو کچھ کیا پس تیرا خندہ ہر دہن سے تیر گرچہ مارا ہی تو یوسف کو پہا قل قاتل حق بعد مرنے کے تیری کیونکہ اس عالم کا جینا ہوا دھار	پھر اوسے تنہا کام یاد آئیے اس تن فانی میں ہم آغوش تھا خواب کو دہم تو ہرگز مت بچان جب نظر اپنی ٹھکانے پر کرے حشر میں تجھ کو بتا دیگا خدا اس جہان سے تو گیا ہی بد اگر بھٹھرا ہو خواب سے جا گیا گدا مت سمجھ گردن پر تیری نار ہو زندگی ہو آخرت کی پاندار عیب کھائی پست رکھ دین پر	مر گئے کے بعد جان ستمند کیا سبب کو نہیں جانا خیال ناگہاں جب آئیگی صبح اجل خواب کے خیال تیرے سر سر خواب دنیا میں کیا جو کام تو اس جہاں کی گریہ و زاری تیری یک بیکل فعال تیری گرگ ہو یہاں قصاص اس قاتل کا سا ہو حق کہا دنیا مثال لعب ہے دین کا سب کام حکمت ہو گر	اپنی قالب پر کر گیا ریش خند وہ سر سر خواب تھا اور تھا خیال جاننے کے یہ سب خیالات وغل جیکہ تو جاگے تھے آوین نظر جاگنے سے آوین وہ سب برو جاگ کر پر بوجھ ہو وہ سب غشی قہر سے پھاڑی تیری ہر ہر غصو وہاں اگر ہو تو بلا سے جان ہو انتقام اس آخرت کا صعب ہے
---	--	---	--

### بیان یہ کیج مقام جمع کے تفرقہ باقی نہیں

جب ملک تو دور خالق سورا تخت پر جب بیٹھا ہی بادشاہ پھر کے جہت قی ہو کر کوزم تھا رج کب زنیس یاد و آفتاب	تب تک جو جہاں تیرے بلا چو طرف گھیر کر کھڑی رہتی پنا کب ہاں ہو کو مہابت یا قصا شع پر وایو کب کچھ عذاب سوئی و بارون دین زربین	جب ہوا نزدیک تو دولت ملی نیز و شمشیر اور تیر و تبر بلکہ حلم اور لطف رحمت ہو خوش تفرقہ اوٹھ جاؤ اور شرک زنی ایک ہو ماند شیر و انگین	عشق میں خشکے ذکر تو کاہلی دیکھ کر پھٹا ہی شیر وں کا جگر وہاں نہیں غیر از صلہ و نوا و خوش عالم وحدت ہو وصل معنوی
--	---	--	--

### خانہ الطیبین

الحمد للہ والمنکر ان ایام مسعود و ساعت محمودین یہ کتاب مستطاب ترجمہ مطلق الطیر الہی پنچھی نامہ حسن بہت نام سے مشہور ہے ممالک مطیع کریم و فتح الکریم یعنی قاضی عبد الکریم ابن الحرم قاضی نور محمد صاحب تاج کر کے ہاضمہ (ضمیمہ کتاب) مطیع نامی کریم و فتح بھی بھائی کے لڑا لائل و قاضی بلڈنگ مشہور ہیں یہی مطیع سکا راستہ و پیر ہے ہرگز نہ ہو با شاعت مالک مذکور اسی مطیع سوشا مطیع ہوئی ہے